

WWW.PAKSOCIETY.COM

جواب عرض

دانشنامہ
اپریل 2012

www.paksociety.com

www.Paksociety.com

32 انوکھا سفر
 (توکل علی اللہ)

88 میرا مقدر
 میرا مقدر میرا مقدر میرا مقدر
 میرا مقدر میرا مقدر میرا مقدر

89 آئیٹھیں گے کون سے اول
 آئیٹھیں گے کون سے اول
 آئیٹھیں گے کون سے اول

74 پیار ہو تو ایسا
 پیار ہو تو ایسا
 پیار ہو تو ایسا

48 سنبھالی لنگش
 سنبھالی لنگش
 سنبھالی لنگش

92 ارادت ہے تو اولاد ہے
 ارادت ہے تو اولاد ہے
 ارادت ہے تو اولاد ہے

68 سب سے پہلے سچ
 سب سے پہلے سچ
 سب سے پہلے سچ

68 واہ تیری اردنی
 واہ تیری اردنی
 واہ تیری اردنی

84 رگی اول کی آواز
 رگی اول کی آواز
 رگی اول کی آواز

88 انداز سبائی
 (توکل علی اللہ)

130 آواز کی بات سنے نہیں
 آواز کی بات سنے نہیں
 آواز کی بات سنے نہیں

101 غم نہ لائی کس کو زبرد
 غم نہ لائی کس کو زبرد
 غم نہ لائی کس کو زبرد

140 تنہا بیوں کا زہر
 تنہا بیوں کا زہر
 تنہا بیوں کا زہر

106 جدا ہو گئے
 جدا ہو گئے
 جدا ہو گئے

140 سیرا سیرا کون؟
 سیرا سیرا کون؟
 سیرا سیرا کون؟

117 اصول
 اصول
 اصول

128 قریب کے گناہ
 قریب کے گناہ
 قریب کے گناہ

120 سیرا سیرا کون؟
 سیرا سیرا کون؟
 سیرا سیرا کون؟

جوانی عزم اور شہادت کی جنگیں...
 جوانی عزم اور شہادت کی جنگیں...
 جوانی عزم اور شہادت کی جنگیں...

جوانی عزم اور شہادت کی جنگیں...
 جوانی عزم اور شہادت کی جنگیں...
 جوانی عزم اور شہادت کی جنگیں...



آخری قسط

انوکھا سفر

پتھر... کشور کرن - پدوک

ماریہ کو ایک خطرناک مصیبت گلے پڑتی تھی لیکن جیسے ہی اسے پتہ چلا کہ اس کی منگنی شان سے ہو چکی ہے تو وہ بہت خوش رہنے لگی۔ شان نے دنیا بھر کا پیار اس کے قدموں میں رکھ دیا۔ ایک دن شان کی ڈیڈ باڈی دیکھ کر وہ پاگل ہو گئی پھر علاج ہونے پر وہ تھک ہو نو گئی لیکن شان کو نہ بیہلا سکی۔ اچانک اس کے رسنے میں باہر آ جانا ہے۔ جو شان کو ماریہ کے دل سے نکالنے میں کامیاب ہوتا ہے پھر ماریہ کی باہر کے ساتھ منگنی ہو جاتی ہے۔ ماریہ کی زندگی میں دوبارہ خوشیاں رخص کرنے لگتی ہیں۔ باہر کو دو سال کے لئے باہر جانا پڑ گیا، دو سال کے بعد وہ اپنی بیوی اور بچہ لے کر آ گیا۔ ماریہ پر ایک بار پھر قباحت ٹوٹ پڑتی ہے۔ اور اب آگے!

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں۔

ماریہ پر ایک قیامت ٹوٹ پڑی، ماریہ بڑھت ہوئی رہتی۔ ماریہ تیری قسمت، ماریہ تو ایک زندہ لاش بن گئی تھی۔ یہ پتہ نہیں کہ کاشمیر تھا جو مارا گیا تھا یا نہیں۔ ماریہ نے سکول چھوڑ دیا کیونکہ اب کالج میں داخلہ لیا تھا۔ سو ماریہ رادان اپنی قسمت پر آسہ پھائی رہتی۔ اس کے اگلے مہینے بھائی بائیں آئے اور اسے سمجھا کر بیٹے جاتے۔ اب نہ وہ چار تھا نہ چاہت تھی، نہ عزت تھی۔ ایک طرف ان لوگوں کو اپنا پتا نظر آتا، دوسری طرف ان لوگوں کو ماریہ کا دکھ تھا۔ وہ نہ تو اپنے بچے کو چھوڑنا چاہتا تھا، نہ ہی ماریہ کو۔ خیر دن گزرتے گئے ماریہ اپنی بہت سے ایک بار بھرتا کام ہو گئی۔ ماریہ نے اب اپنے دل میں اطمینان کر لیا کہ کسی سے چار نہیں کر سکتے کی اسے محبت داس نہیں آتی۔ وہ سوچنے لگی کہ اب کیا کروں کہاں جاؤں۔ ایک دن اسے پتا چلا کہ وہ اپنے دل سے کیسے لگی ہوئی میں نہیں لگی، پھر ماریہ کی بیوی نے کہا کہ میں اپنی بیوی جانی ہوں، وہاں کالج میں انگریزی لے کر پڑھیں، وہوں کی۔ پھر وہاں تیری کچھ پڑھو گی، میں نے اس کے ساتھ کالج چاڑھی کی اور ہم دونوں آگے رہیں گی۔ ٹھیک ہے، میں میں جا کر بات کرے آتا ہوں تم بنا کر لو۔ اوکے ہو گی۔ ویسے بھی میں یہاں رہنا نہیں چاہتی۔

وہ شخص اتنا ہست تھا اس کی باتوں میں اقرار بھی تھا اس کی پیچھے ہوتے کچھ میں جیسا بیار بھی تھا

تو ساتھ اس کی طبیعتی معنی ایک چھوڑی ہوئی بھڑ بھڑا کر رہی ہے۔ میرا دل بڑھ چکا ہے۔ وہ دل بڑھ کر کہتی کہ تمہارا ہو گیا۔ میں نے اپنا دوست جو دلہن والا تھا کھینک دیا اور اس کو زبردستی دیکھ دیا اور پھر اس کو ساتھ لے کر آئی۔ میں ایک باؤ بھرا ہوا بانی کی لپیٹ میں آ گیا۔ میرے ماں باپ دور دور کر رہے تھے وہاں میں کرتے۔ دونوں کی باتوں سے میری جھجک مٹی کی گھما کہ میرے ہاتھوں سے، سنان کے گھر گئی تو اس کی ڈیڑھ پائی آئی یعنی اس کا سر لے لیا۔ بار کے گھر آئی تو وہ اپنے بیوی بچوں کے سامنے سے بھی دور رکھنا پانا تھا۔ یعنی کوئی بھٹکے نہیں کیا تو کوئی بد قسمت بنتا۔ میرا ماں باپ میں میں بد قسمت کر کے گھر گیا اور بد قسمت ہو گیا۔ ایک بار پھر میرے پاس پہنچ گئی۔ بس ایک لمحہ ہو کر گھر آئی تو مجھے بارہ سے نزلت ہو چکی تھی۔ میں نے سوچا اب کس سے کیا نہیں کرے گا تو اپنی زندگی میں جس میں آئے دونوں کی۔ میں ۲۵ برس کے ہوں اب میرے پاس ایک لڑکی ہے جس سے وہ دل جو چار برس دھڑ کا ہے۔ مجھے ہنگامے ہو کر کے پہلووں سے زبردستی ہندی ہے چڑا رہی ہے۔ نہ نزلت ہوئی نہیں۔ اس دن آپ نے ہندی چڑا دی تھی تو بہت گھبراہٹ میں چائے کی کمری بھیجے کہ میں نے کیا کیا اپنے پاس سے دور ہو، میں نہیں چاہتی کہ میں کسی سے پار کر لوں اور اس کو کوئی نقصان ہو۔ میں تو اس لئے تم سے دور رہتی تھی تم کی بھانجی: وہ کہیں پھر مل ہوں، کیا سمجھتے ہو؟ میں خوش ہوں۔ دیکھو ماں تم جو کچھ بھی ہو جو بھی: وہ میں نے نہیں چاہا ہے، چاہتے تھے کہ میرا سہیل جیسا ہی عاشر جیسا ہی پار کرے گا اور وہ باقی رہے گا۔ بارہ بہت دل بہت دوستی اور ساتھ میں اصرار بھی تھا تو رہا۔

مادری کی حالت اپنے ہاشمی کو ذہرا کہ بہت نمی ہونے لگی۔ عاشر نے بڑی مشکل سے اسے جب کر دیا، پھر اسے خوشیوں دینے اور ہمیشہ ساتھ ساتھ گیا اور وہ اس کے منہ سے آنکھوں سے اپنے ہاتھوں سے آنسو ساف کے پھر تھیلوں سے بیٹھ کر چائے پی لیا اور عاشر کی مانی سے جو میری ہی کے لئے چاہوں ڈال رہے تھے آخر چار نے اور یہ چاہی لیا، اس کی کچھوری کو چاہوں میں بدل گیا، اس کے دل میں جگہ بنا دی، اس کی آنکھوں میں اپنے بیٹے کے لئے اس کی اور وہی کورڈ کر کے اپنے بیٹے کے بارے میں سوچا، اس نے بدل دیا۔ مادری اور بیوی۔ چلو جو یہ نہیں چاہتے، عاشر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھٹا لیا۔ اس نے بارہ اپنے دل سے ہرے دل ان کو سنا لیا ہے اور وہی تو میری آنکھوں کو خشک کر گئی تھی۔ وہ اپنی تھکے اور نہیں لگتی تھی ہے اور اپنی تو حسرتوں سے بے بیٹنی کی تمنا کی ہے اور وہی تو میں نے ہی بھر کے نہیں اور کھانا نہیں، دست چاہو اس کی پیٹھ مارے مت جاؤ۔ مادری نے عاشر کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا اور دیکھ کر بولی۔ عاشر میں پھر آ جاؤ گی۔ ابھی مجھے ہانے دو لیکن عاشر نے اسے گھوڑے بیٹھنے کا کہا اور دیکھ کر بولی۔ مگر ہی بھر کے انہوں نے پاروں کا نہیں کیا۔ پھر مادری نے چلنی اور عاشر آج خوشی میں تھا اور وہ اس بھی ہو گیا کہ ایک لمبے کے لئے دل اور چلنی لگی۔ جاؤ یہ میری پابند ہے۔ میرے پار کو سامنے رکھنا دو ہے تمہارا ہے اور کیسے ہی ہوا، تم اپنا دوست اور اپنے دو چہرے۔

پھر عیاشیوں میں ہم کو کھانے کا بیچ میں آ جانا شروع ہو گیا۔ پھر بارہ نے جو میرے دو دو ماں ماں کھنے کا جانے۔ عاشر نے مارے کے رشک کی بات کی، بارہ ماں گئی، پھر عاشر کی ماں کو مادری کے آئی اٹھ کے پاس اور بارہ نے اپنے لیے تو ادب کے ہونے کہا۔ ہم اپنی اپنی سے مشورہ کر گئے۔ پھر بارہ کے لہو آئے مادری سے بات کی، مادری بولی۔ وہ بھلا وہ جی میں سنا دی عاشر سے کہوں گی کہ پڑھنا سنا ہے۔ ہاں ہاں تم پڑھتی ہو لیکن تمہاری کھٹی ہو جانے۔ تمکے سے ابھی سے آپ کی سرخٹی پھر مادری کی کھٹی ہو گئی۔ سب کو سب سب خوشی سے ماں بولیں میں اس دن اور پھر سے پھر عاشر بولی۔ پھر وہ ہمیشہ عاشر کے ساتھ ہی کھانے کا جاتی، عاشر کو کھانے میں لڑکوں کو پار دیتی ہے اور عاشر کو مادری کی کھٹی ہو گئی ہے۔ پھر عاشر کو یہ حاصل کر کے بہت ہی خوشی ہوا اور کھانے میں لڑکے کو پار دینے سے چاہا اور لیا گیا۔

اب وہ عاشر کی کھٹی ہو گئی، ایک ایک اور سے کہ عیاشیوں میں نے اپنے ایک اور سے کہ کوشش دیکھنے سے وہ اپنی طرح دن گزارتے دیتے ان کی سنا دی کی تیار ہوں ہونے لگیں۔ دن قرب ہوتے آتے گئے خوشیاں تیار ہوتی گئیں۔ اور وہ دل میں لڑکی رہی آخر وہ آن آج مجھاب عاشر کی دیکھ کر پوری ہوئی تھی۔ عاشر کو ہجے کے بلہا کے بارے میں اپنی شریک حیات بنا کر لے آئے۔ آج مادری بہت خوش ہوئی، آج اس کا عیاشیوں میں گیا ہے پھر، ایک ٹیکہ لہرا رہا اور بیوی بنا گئی۔ دونوں میاں بیوی کھنے جاتے، اٹھتے آتے۔ اب بارہ کی لڑکی جو میرے گھر کی تھی عاشر کے ساتھ جاتی تھی اور وہی اپنے شوہر کے ساتھ اپنے گھر آتی۔ چند دنوں ایک باؤ بھرا والے دن دونوں اپنی کھانے کا کھانے جاتے، مادری اپنے ہی اور سے کر چرائی۔ اس طرح دن گزارتے رہے سنا دی کو ایک سال ہو گیا۔ ایک دن مادری نے شوہر سے کھٹی کھٹی گھسے مری اور یہی گھر چھوڑا دیا، میں پکھو دن وہاں باقی تو عاشر ٹیکے سے بلا نہیں اب تم سرری، وہ میرے ہی پاس رہوں، وہی وہاں رہنے کا نام نہ لہتا۔ پھر خدا نے انہیں اپنی اپنی جگہوں میں ہی اپنی عطا کی دونوں خوش بنے۔ وقت کے ساتھ بچی ڈھ سال کی ہوئی ایک دن عاشر میری ماں کی گاڑی کا کاسٹنڈم ہو گیا اور اس کی دونوں ٹیکے نہیں۔ مادری اس بات سے ڈوبی تھی اب یہ تو عاشر کا کرتا اور وہی نہیں جانے کے قابل رہا۔ ایک سال تک وہ گھر میں پراہ پھر میراں بیوی کی لڑکی بننے لگی۔ باقی باقی باقی میں، وہ جھگڑنے سے آخر آخر طلاق ہو گیا تو عاشر نے بھی کہہ کر کھانے کو اپنی خوشی جو چلی جا رہی تھی، بچے اپنے ہی ہونے کا کھنسا رہا۔ پھر عاشر نے اپنی کھانے کو دے دی، سب اور کاسٹنڈم وقت تھا۔

ہم دونوں میاں ڈوبی دوتے۔ وہی جو میرے لہو دوتے بولی۔ جس کے پاس مہمان ہیں، میں جانے والی ہوں، میں ایک ماں ہی کا نام اپنی منٹ ہانے گئے۔ ہم دونوں دوتے گئے۔ گل اور وہی کا نام آ گیا۔ وہ پہلی کی طرح میں رہی تھی اور اس بھی کہیں کہیں ایک اور کہہ دیتی تھی میں میرا سانس میں آ گیا، پہلی میں سانس میں باؤ بھرا کو دیکھ کر پہلی کھانے چھوڑ دی۔ کتنی سے اپنی اور میں میں باؤ بھرا کی اور وہ عیاشیوں سے ہنڈ کر کے ہمیشہ کے لئے سو گئی۔ ہم نے منٹ کے سطح میں اپنی کھانے میں تیار کیا، ایک باؤ بھرا بھی اپنی مانی میں آئی ہو گئی ہے۔ جب وہ اسے لے لے آئے تو یہاں آ کر کھانے میں بیٹھنے سے عاشر نے ہماری کھانے کو کھٹی سے، پھر اس نے اپنی اپنی کیا۔ ابھی ایک باؤ بھرا نے کئی۔ یہ کتنی کس کے ساتھ آئی گئی۔ یہ تو کھٹی میری لہری ہے جینا داستان۔ جینا اور کھٹی چلو تو میں اس کی قبر کھاتا ہوں۔

ہم دونوں کو اپنی بیٹی کے بیٹھ کر قبرستان میں قبر دیکھی دعا کی اور دیکھے آئے۔ پھر ہم دونوں دوست ایک عجیب اور غریب داستان نے لکھنے سے سز پھر لکھے۔ اب میری دعا ہے کہ خدا کی کو قبر کے غراب سے بچا ہے۔

خانہ ماں کی ایک کھٹی کھٹی داستان جو ایک بڑے رنگ سے اپنی بیٹی کی سنا دی تھی اور یہ کہانی لکھنے میں کہاں تک پہنچی تھی اپنی اپنے لکھنے کا ذکر ہے

آنسوؤں کے بے موسم بادل

دیکھئے... حکیم ایم جاوید جم چوہدری۔ لیل آباد

دیکھو عروج صحرے میں نے ہر کتنے زخم اپنے ہیں مگر تم صحری زندگی سے منسلک کر دو
فضائوں میں کسی لہجہ کی سلفہ لہجہ زندگی کی دیکھتے ہیں میں کبھی نہیں ہوں۔ صحری بادلوں
کی خلسہ نڈھ ہو رہی ہے آجس اتھ اللہ کر بادلوں کا روپ بھار رہی ہیں۔ یہ بادل صحری
آنکھوں سے چھلک پڑنے کو تیار ہیں یہ شراب بھی اور میں بادلوں کی ہوش میں سلگ
سلگ کر بھسم ہو چکا ہوں مگر تم کو بھلا نہیں سکا۔ آجے کاش میں تم کو بھلانے میں
کامیاب ہو جاؤں لے کاشیا۔ محبت میں تڑپنے ہوتے انسان کی ایک دکھ بھری کہانی

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں۔

ماہ ستمبر 2011ء کے "ترباب عرس" میں میری ایک کہانی "نہان" دیکھ لیا زمانے کا "سکر" شائع ہوئی تھی۔ کہانی
کی اشاعت کے بعد ڈاک اور ذون کا لاکھ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ میں نے پرنٹنگ کوشش کر کے تمام لہرز
اور ذون کا لاکھ ترباب دیا۔ مگر ایک خط کی تجویز دینے پر مجھ سے بے پروا ہو گیا۔ یہ خط مجھے سالگوت کی پھیل شکر گڑھ سے
ملا۔ تجویز یہ تھی کہ میں لکھی جاؤں گی۔ "قابل احترام حکیم ایم جاوید جم چوہدری صاحب السلام شکر آباد کی محبت و سلامتی کے
لئے دعا گو ہوں۔ بھائی جان میں "ترباب عرس" کا ایک "سفر" لکھی تھی۔ میرا، باا صحری سے ہے پڑھا ہے۔
میں نے آج تک کی کوئی اور لکھا مگر آج آپ کی تجویز کو دیکھ کر وہ کہانی "نہان" دیکھ لیا زمانے کا "سکر" پڑھ کر خود بخود میرا دل
چھو ہو گیا کہ آپ کو خط لکھنے پر مجھ کو حکیم ایم جاوید جم صاحب آپ نے کھرتے بھائی کی ایک بیوی لائی جس طرح
خلفک والا کہہ کر اسے اس کے والد کے لئے لڑا ہے۔ لڑا ہے آپ کی اس بہت اور جس سے میرا دل بھر رہا ہے اور دعا گو
ہوں کہ اللہ رب العزت آپ کے کفن کو سدا شاد و آباد کرے۔ بھائی جان میں جانتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتا ہوا انسان ہوں
میرا آنکھوں میں پر دت آنسوؤں کے بے موسم بادل چھانے رہتے ہیں میری خواہش ہے کہ میری کہانی آپ
لکھیں کیونکہ آپ کے کلم میں بہت درد ہے لکھا ہے آپ کو کبھی ڈیوگر کہانی لکھنے کی ایک آپ کا ہر لکھا اور لکھ
سوز میں ڈوبا ہوتا ہے۔ پڑھنے والا پڑھ کر رونے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ لیکن کہیں اس کہانی کو یاد کر کے میں خود کو
تک رو رہا ہوں۔ بھائی جان اس میں اپنا پتہ لکھ رہا ہوں پلیز "ترباب عرس" میں لکھا ہے کہ آپ کا ترباب لکھنے کا تجربہ
خوش ہو گیا۔ جہاں لکھا ہے میرا ہے۔ دعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ذوق لقمہ روزیادہ کرے۔ آپ کو دیکھ بھائی "نہان"۔
بھائی کا خط پڑھ کر میں نے "ترباب" لکھ دیا میں نے لکھا تھا۔ "میرے عزیز دوست "نہان" صاحب سلام عرض۔ "نہان
بھائی آپ کا ارسال کردہ خط ملا، پڑھا کر خوش ہوئی۔ کہانی پر مبارکباد دینے کا شکر ہے۔ اب اپنی کہانی کو اپنے الفاظ میں
لکھ کر پڑھنے ڈاک ارسال کر دیں میں ان شاء اللہ آپ کی کہانی کو لکھ کر خوش محسوس کروں گا کیونکہ میرا تو کام ہی دیکھ
اور مجبور لوگوں کے کام ہے۔ دیکھ لو کہیں کے کو کوشش اپنا دو دیکھتے ہوں۔ میری پرنٹنگ کوشش ہوئی ہے کہ میری
ذات سے کسی بادل۔ جو ہے۔ کسی آنکھوں میں ان شاء اللہ آپ کی کہانی میں "نہان" بھائی میں مبارکباد دینے کا شکر ہے۔



دستے والوں کا ساتھ دیتی ہے، روکنے والوں کا نہیں۔ اگر آپ خوش ہیں تو ساری دنیا آپ کے ساتھ خوش ہوگی مگر جب آپ دوسرے لگتے تو آپ کو اسکے لوگوں کا ہونا پڑے گا کوئی بھی بھڑکی ہے کہ وہ بول نہیں بولے گا۔ امید ہے میری باتوں پر عمل کرے گی۔ میں آپ کی خوشیوں کے لئے دعاگو ہوں لیکن اہل ارسال کر میں میں منتظر ہوں گا۔ دعا آپ کا بھائی عظیم امجدیہ کا چھوڑ دے۔“ خاندانہ کر میں نے بہت کراہ کر باغیچہ چند دنوں کے بعد مجھے بڑھادیہ حضرت ذاکر خان کی کہانی ملی۔ کہانی کے ساتھ ایک لیرق تھا جس کا ذکر میں ضرور رکھتا ہوں۔ لکھا تھا۔

”عظیم جاوید عظیم پتہ پوری صاحب آراب عظیم جاوید عظیم صاحب آپ کا کھانا ملا لینا کربت خوش ہوئی نہیں لیکن آ رہا تھا کہ آپ ہی کا کھانا ہے مگر یہ حقیقت تھی کہ آپ نے میرے دوست کو کھانا ملا لینے کے بعد باغیچہ صاحب آ رہا تھا۔ مجھے بھی زندگی ایسا دلوں کا گلزن ہو جاتی ہے جہاں ہر ایک بڑے بڑے دکھ لگبھس اور بیستیں ہی انسان کا مختصر تجربہ ہیں تو جب آتے ہیں انھوں سے انھوں کے مولیٰ ایسے کرنے ہیں جیسے کسی نئی کا بند ٹوٹ گیا ہو۔ دیکھنے کے اس طے میں کسی انسان خود کو کھانا کھانے کے لئے مگر کھانے سے گھرنی، لگاتار کھانے سے کہہ کر اپنے دوست کو دوسرے کو کھانا نہیں کھانے کے کہتے ہے پھر دوسرے کو کھانا کھانے کے لیے کہا کرتا ہے۔ کھانے کے ان لوگوں کو گن ہے یا جیسا انھوں سے دواں لگنے لگے۔ کون ہے؟۔۔۔؟ کیونکہ ساتھ ساتھ کھانے والے شگفتے کے درمیان تنہا والے تو پیدا ہو گئے۔ سہارا دینے والے کھانے کے گروہ میں فکارت کی کشتی چھوڑ کر خود کو کھانے کے بھلاؤں کے ہمارا جوا بن جائے۔ اسی لیے تو آپ انھوں میں سداں بھاری کی جھڑکی رہتی ہے۔ جاوید عظیم ہی انھوں کے سہارے زندگی گزارنا مشکل ہی نہیں، لگ بھگ نہیں کسی ہوتا ہے۔ آخر تک تک خود کو بھولنے سے پہلے ان سے بھلایا جائے۔ جب تک وہ اس آس اور امید کے سہارے چلنا جاتا ہے۔ پھر وہ ہوا ہو گیا ہے اسے زندگی کے کسی مولیٰ بڑا آئے گی۔ ہماری بار ستا ہے کہ تو دلوں آئے گا۔ یہ صرف خود کو بھولنا سہا کھانے کے حروف ہے۔ جب کوئی کہہ کہہ کر میں جان کے لئے سر تکی ہوں اسے کیوں کہ میری یادوں کی چیتا باگر جلاوے۔ دماغی جذبہ دور دور تک شامل ہی ہے۔ آخر میں ایک کتب کو سوجوں سے لڑے گا، آخر وہ جالے گا کہ ڈرب ہی جالے گا۔ جو کہانی کہانی کہانی ہے۔ آخر میں آپ کو پر تلوس ملاوے گا تو آپ کو بھائی جان شکر گڑو۔“ جان نے جو کہانی ارسال کی اس کو میں اپنے الفاظ میں لکھ کر آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں امید ہے آپ سب کو پسند آئے گی۔ آپ کی آرا کا منتظر ہوں۔

خامعان میں سے کوئی اسے بسر لے کر دکھائے۔ جب سے اس منجھنے کی کفالت شروع کر دی۔ وقت گزار دیا گیا، اب باقی نے نصف اسے میں داخل ہونا تھا۔ باقی کی اس منجھنے کے لئے باقی ایک رشتہ دار لڑکی کو اپنے ہاں پر رہنے کے لئے بلوایا اور اسے تمام صحت حال سے آگاہ کر دیا۔ دو لڑکی بہت ذہین تھیں لیکن ایک بہت ہوشیار اور جالاک بھی تھی۔ پھر وہ ہمارے ہی گاؤں میں رہنے کی راہ پر ہر باقی اور اس لڑکی نے ایک ہی گاؤں میں اب اسے گاؤں میں لے لیا اور پھر اسے کالج آنا مانا شروع ہو گیا۔ وقت گزار رہا حکیم مہنا سے میں بھی دو لڑکی آگے اور بھی باقی آگے دو لڑکی بیٹھ باقی کے ساتھ دھنوں اور دیہی استعمال کرتی چلی آ رہی تھی۔ یہاں میں اس لڑکی کا نام لیتا ضروری سمجھوں گا۔ لڑکی کا نام عروج تھا، وہ خوبصورت تھی گلابی ہونٹ، سیاہ آنکھیں، دلکش، چمکیل سی ہنسی کھری براؤن آنکھیں، شہسب کی طرح سے کال۔ جاوید دین سے سنا ٹھوڑی ستواں ناگ پرنی جیسا جلی فریٹنگ وہ بہت ہی یاد دہی بہت ہی سندرہ تھی۔ ایک دن اس نے لڑکی میں سواں کھانے کے ساتھ ساتھ کھانے کے استعمال کی سہاں۔ وہ ٹھوڑی بڑی عہد سے نکلا ہے اور میری بڑی عزت کرتی ہے پھر اس نے ایک دن مسازو باقی سے اپنے گزشتہ دورے کی مہمانی مانگی اور دہلی کے لئے ہاتھ بوجھا۔ مسازو، باقی نے عروج کی رونق کو گلشن دل سے نکل کر لے لیا اور دو دنوں ایک دوسرے کی کئی دست یمن لکھیں۔

کالج آنا جانے پہلے ہی اسکے قابل عزت بھی محبت میں بدل گیا تھی، ایک دن کالج سے واپسی پر عروج نے ایک کانڈ پر چند اشعار لکھ کر دیے لہذا کہہ کر کل مجھے آپ نے ان کا جواب دینا ہے مگر باقی کو شاعری کا شوق ہی نہیں تھا مگر میرا عروج کو ہاں کر دی تھی۔ مگر باقی نے کئے کہا جان بھئی عروج سے بہت چاہتا تھا کہ وہ اپنے ساتھ آئے۔ ان کا جواب ناگ

آپ نے جان کے خطوط کا مطالعہ کے لوہا ب آئے ہیں اس کی کہانی کی طرف جو میں اس کی ذہنی تپش کر رہا ہوں۔ تو آپ نے جان میں شکر گزار سے جو درد کو سمجھو اور ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ ہم جاوید عظیم اور عروج باقی ہیں۔ میں ایف اے کرنے کے بعد علامہ اقبال یونیورسٹی میں سے لی اے کر رہا تھا اور میری چھوٹی بہن مسازو جس نے بیٹریک کے چہرے کے ہونے سے دو دنوں پہلے باقی باقی کے پاس سے آ رہا ہے۔ زندگی بڑے آرام سے گزار رہی تھی۔ مگر ہم ہمیں بھائی فارغ ہونے میں کبھی کو میں کے رہتے تھے۔ اس کی شہسب کی وقت گزار رہا اور باقی

کا میٹرک کا رزلٹ آ گیا۔ 850 نمبروں میں سے باقی نے 739 نمبر لے کر گورنمنٹ ایجوکیشن کمیشن حاصل کی۔ پورے نسل کے لوگوں اور دور دورہ سے تمام رشتہ دار زمینیں سہا کھانے دے رہے تھے۔ مشائخ عظیم دور ہی تھے، کبھی کبھی ان لوگوں کے سامنے بہتر تھے۔ پورے نسل کے لوگوں جہاں چھوٹی ہوں تو ہاں کے بھی ضرور ہوتے ہیں، جہاں دورست ہوں وہاں دشمن بھی ہوتے ہیں۔ باقی مسازو، ایک بیٹریک جو وہاں دے گی گاؤں کی رہنے والی تھی، وہاں کوئی دلوں کے بعد ملتی کہنے لگی۔ مسازو اسے بہتر کون سا مشکل کا ہے۔ باقی نے جب یہ سنا تو اسے جوتہ کھانا کھانا کھانا

اور مدعا غرت سے جب سب لگا ہوا اور مدعا کرا
معلوم ہی گیا۔ اسی طرح عدالت کا یہ کام کھڑا ہوا
منزل کی جانب سرپٹ روزنامہ ایک نیک مرد نے
ہائی کورٹ کو اپنے بیان میں سے کچھ خبریں اور اشعار
لکھوا کر لایا۔ بہت ہی اچھی شاعری کرتے ہیں۔

ہائی کے پٹانے پر میں نے بہت اچھی اور درد بھرے
الفاظ میں چند لڑائیوں اور اشعار مروج کے نام پر لکھا کر
دے دیے۔ وہ اصل حقیقت یہ تھی کہ مروج کی شاعری
میں نہیں بلکہ تجھ سے محبت ہو گئی کی اور نہ مجھے دیکھنے
کا شوق ہیرو متا گیا مگر میں اس بات سے ابھی تک
انجان خاک مروج مجھے جانتی ہے اگر مجھے اس بات کا
علم ہوتا تو ہمارے دل میں وہی لیکن تمہاری
سے شہری کے عالم میں دولت لاد کر اور وہ مجھے لے
کے لئے لیل یل ہڈی مانی رہی۔ ایک دن ایک ساؤز
ہائی کو بنا کر ہو گیا اور وہ دو دین تک کا ڈنچہ جا گیا۔
ایک سہائی کی شام میں بارش ہو رہی تھی۔ میں
خوش خوش بارش میں تھا کہ جب گھر واپس آیا تو ساؤز
ہائی لے گیا۔ مٹان ہوائی جاؤ اور مروج سے کہنا کہ لادو

اس نے میرے سامنے ایک خاص طریقے سے چھپائی
چھپائی ہون میں فولاد کیا۔ رو بھی اس کتاب میں رکھ
دیا۔ میں نے اجازت چاہی تو جلد ہی مروج نے وہ
کتاب میرے ہاتھ میں تھامی میں نے راپٹی پر
راستے میں آتے ہوئے گلی کے موڑ پر روک کر ایک لہجے
کی آرزو میں جب کتاب گھٹی تو ایک کانٹے کے ٹکڑے
پر لکھا ہوا تھا۔

میں اس طاقن کا بہت شوق تھا اور ملا تو کچھ ہوں
علامہ زبیر علی خاں گاندھاپا لکھنے دو نظریں چمکا کر لڑائی
گیا۔ زبیر علی خاں، میری جان کیب یہ چاہتی ہیں
کی ایک ایک لہنگوں کو ساری دہائی میں۔ آج نہیں دیکھا تو
اس بات کا اعجاز، وہی کیا ہے کہ کس طرح تہذیبی
شاعری کی مثال میں باقی اس طرح تو میری ہے مثال
ہے۔ مٹان میں تم سے محبت بہت محبت کرتی ہوں بائیں
بہرا دل تو ذرا نہیں تو میں ساری زندگی کے لئے
تمہاری آنکھوں کو آنسوؤں کی سوساتوں سے کھینچ
دیکھنے کے لئے اس دنیا سے چلی جاؤں گی۔

ہوئی قاصدوں کو چاہئے کہ وہ اپنی انگڑائیاں دے
میرے ذہن میں دوں پر سکتی گا اختیار کرنے سے
تیری چاہتوں کا جڑ سے بہت ترنٹی سے جوان ہے
میری خوش قسم کام میں نہ کر مجھے اشک بارے نہ
تجھے بہر قدم پر خوشی لے تجھے سکواہ ہر سے
میری شکل میں جود رہے وہی درد میرا نصیب ہے
میں جلتی جلتی ہوں فرما کر تجھے سے فرما رہے ہوں

نظما و اسلام آباد کی اپنی مروج
میں نے کھٹا جب میں ڈالا اور کتاب آتے ہی
ہائی کے حوالے کی اور میں اپنے کمرے میں جا کر لیت
گیا اور سوئے گا کہ ایک کپڑوں۔ مروج کو گیا
جواب دلا۔ ساری رات سوئے کے بڑ جو رہی میں
کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ آج انارک اور کپڑے ہلے اور
پاؤں کا کہہ کر اور کپڑے جاس کے اپنی اور مروج کو
پاؤں کا کہہ کر اور کپڑے جاس کے اپنی اور مروج کو
پاؤں کا کہہ کر اور کپڑے جاس کے اپنی اور مروج کو

میں رکھتا تو فرمایا ہائی نے سلام کیا مٹان ہوائی
آپ یہاں آخر کیوں۔ میں نے بھی مجھرا محبت کا
سہارا لیا اور کہا۔ دراصل ہائی میں شکر گزار ہا تھا
یو جا کر پلوٹا کے ساتھ ہی چلتا ہوں میں اسی لئے۔
پہر لکھنے یا کالج کی طرف سڑکتے جا رہے تھے مگر
مروج ہی کہ بیٹھے ہی دیکھے ہائی تھی۔ وہ اس حد تک
تجھ میں کھو چکی تھی کہ راستے میں چلنے پر زمین پار
جو کر گئے سے کوئی گرتی نہیں۔ ہائی طاقتور سے چلتی
رہی آخر کار کالج آ گیا اور میں اس سے بچھا آئے
لکھی گیا۔ میں تجھ کی قیادہ مروج کو کچھ سے محبت ہو گئی
ہے اور اب وہ میرے ساتھ ہیں پاس ہے۔ اسی طرح
اپنی محبت میں جب مروج کا انگڑا کر تھا تو میں نے دیکھ
کر جوان ہو گیا کہ مروج میری لیے کھینٹ تھیں آدھا
تھمنہ پھینٹی گئے تھے اپنی تھی۔ اور میرے قریب آ
آئی تو بہت کھری کھری ہی محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے
کہا۔ مروج کیا بات سے خیر تو ہے مگر اس نے میری
ایک تکیا بات کا جواب نہ دیا اور جلدی سے پاس سے
گزر گئے وہ ایک کانٹہ میرے ہاتھ میں تھام رہا جس
پر رکھا رہا تھا۔

ذہن میں دل وہاں سے چاہے اسلام علیہا
نہ ہونے چاہئے آپ میں دونوں کی شہر ہے جو مجھے
آپ کی طرف کھینٹے چلے جا رہی ہے۔ میں نے جب
سے نہیں دیکھا ہے آپ کی بارہائی ہو چکی ہوں۔ مٹان
زندگی میں ایک ہی خواہش تھی کہ کوئی ایسا ہم سفر
جائے آپ کو قبول ہانا میرے ہر میں نہیں رہا ہے تم
سے لے کر میری ہر خواہش پوری ہو چکی ہے۔ مگر آپ نے تم
مجھے سکواہ بابا میرا ساتھ نہ رہا تو میں اپنی زبان سے
روں گی۔

دل کے رشتے بھی عجیب ہوتے ہیں
رود ہ کر بھی قریب ہوتے ہیں
میری براہوں کا فم نہ کر
اپنے اپنے نصیب ہوتے ہیں
نظما کی اپنی مروج

مروج کا یہ خط پڑھ کر مجھے آنی خوشی کی ہوں
لگ رہا تھا مجھے میں اور ان میں ازار ہوں یہ۔ یہ محسوس
ہو رہا تھا کہ مجھے ساری دنیا کی خوشیاں مجھے ہی ملی ہیں
پھر میں نے مروج کے خط کا جواب کچھ پھر پھر دیا۔

جان سے ہادی مروج کی مسکاسکتی رہوں
سلام بہت اچھی مروج مجھے بھی تم سے محبت ہو چکی ہے جب
سے تم میری زندگی میں آئی ہو میں بہت بدل چکا
ہوں۔ اگر سوچوں گا کہ اگر آپ میری زندگی میں نہ
آئی تو میرا کیا ہوتا۔ مروج میں نہیں مجھے بہت تازہ قسم
میرے لئے کیا اور۔ میں نے جب سے نہیں دیکھا ہے
ساری دنیا کو قبول چکا ہوں آج میں بھی تم سے اپنے
دل کی بات کر رہا ہوں چاہتا ہوں کہ مجھے بھی تم سے ہار
دو کہتا ہے۔ میرے دل کے دیوان کی آئین میں ساکنی ہو
تم میرے دل کی جڑوں کی جان لگی ہو۔ تم میرے
دل میں آسائید بنا لیا ہے۔ تم میری بیٹی اور آخری
محبت ہو۔ مروج میں تمہاری محبت میں پگل ہو چکا
ہوں مجھے چھوڑ کر نہ جانا ورنہ تم میری پہنائی کو
پرہاشت نہ کر پاؤں گا اور بہت توب کر پاؤں جانوں گا
دوں گا۔ مروج زندگی کے کسی سڑ پر کوئی گناہ نہ سمجھا
میں تیرے ساتھ ہوں مجھے خود سے جہاد کھٹا مگر
ساتھ بھانے کا ساتھ دیا گیا ہے۔ تم نے زندگی لے کر
ساتھ نہ دیا تو بے امان سمجھتا۔ کھٹا بہرا مٹان۔

یہ خط میں نے مروج کو دے ہا اور وہ محبت کی
رنگین لہروں میں سب کچھ بھلا چکا تھا ساری
ساری رات چھوٹا میں مروج کی زبانوں کو سوناندے
رہا اس کی بارہوں میں ٹھوسے دوتا بہرا محسوس ہن چکا
تھو اور اصر میرے لی اے کہ بچہ قریب آ چکا
تھے اور میں ان کو قبول ہی چکا تھا۔ چندوں کی محبت
کیا رنگ لائی کہ میں نے اسے پاس کر لیا۔ بہ مجھے
بائیں نظر آ رہا تھا اسی طرح وقت گزارنے کے ساتھ
ساتھ جہیز شروع ہو گئے۔ جب سے لارڈ زلزل کا انگڑا
شروع ہو گیا۔ وہی ہاجس کا اور قاضی بی اے میں
ہی طرح میں ہو چکا کہ گھر والوں کو چاہتا تو میری

بہت زیادہ بے عزتی ہوئی مگر میں نے یہ سب بھوکھلو ہوا
 پتھر دکھ کر برداشت کر لیا اور خاموشی سے سب بھوکھلا
 رہا پھر ایک اور فریاست برپا ہوئی کہ ابھی نے باہر کی
 بند سے میرے سر کا ڈھانچہ ہاتھ میں لہرائی ہوئے گی
 بات بگڑ گیا تھا۔ جب مجھے اس بات کا علم ہوا تو
 میری دنیا ہی لٹ کی ساری رات دو دو کر گزری اور
 میں اپنی عروج سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاؤں
 گا۔ طرح طرح کے خیالات میرے ذہن میں آ رہے
 تھے کہ اس بات کو یاد کیسے گی یاں گا مروج کے بند۔
 اسی طرح وہ دن کے بعد میں اپنے تمام خاندان کے
 کمرہ کشی اور دفتر میں کچھ یادگار خاندان سے گھر کا شام کو
 گھر لوٹیں آ گیا مگر عروج کو ان تمام باتوں کا علم نہ
 ہوئے اور باہر باقی کوئی کبھی یاد کر دے وہ بھی عروج کو کچھ
 نہ مانا۔ پرنسپل کے حاکم میں ایک دن وہ پھر گھر
 قریب آیا ہے سو کر اٹھا تو عروج مجھے کایج سے واپس
 آتی ہوئی ملی۔ اور ہمیشگی طرح بہت خوش نظر آ رہی تھی
 مگر شاید اسے خبر نہ تھی کہ اب ہماری زندگی سے خوشیاں
 ختم ہونے والی ہیں۔ شہنائیوں کا گناہاں سے ناخوش
 ہے وہ جڑ جائے گا وقت کی ایک ایسا ہویلیگی کی یاد
 رہے گا نہ وہ گیلیاں زور دے رہے ہوں گے اور نہ ہی من
 کے وہ دن ہوں گے۔ بس یادوں کے تاج گل جلتے
 ساری زندگی گزار جاسے گی اور مجھ یوں کے ہاتھوں
 جذبات بگ جا رہے ہیں گے اور ہم کچھ بھی نہ کر پائیں
 گے۔

ایک شام عروج کی ایک کزن کی مٹکی تھی تم
 سب گھروالوں کو بھی بلایا ہوا تھا۔ میں بھی ساتھ ہی
 عروج کے گھر چلا گیا تھا۔ ہر طرف خوشی سے مٹی تاج
 دے تھے بہت ہی خوبصورت سالن تھا میں ایک کمرے
 میں بیٹھا ہوا تھا کہ عروج ایک ہاتھ جاکھ کا کپ اور
 اور سے ہاتھ میں صفائی کی پالیٹ لے کر آئی اور
 میرے پاس بیٹھ کر مجھے اپنے ہاتھوں سے کھانے کی۔
 میں نے ڈرتے ہوئے کہا عروج اگر کسی نے وہ کیا تو
 توڑ دوں گی۔ جب پانچواں وقت گیا پھر کئی

کوئی بات نہیں کہ کر لیں گے یہ اہل ہی بیچ رہیں گے
 یا میرے گاؤں میں۔ واپسی کا سننے ہی میری جان گل
 گئی اور میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ عروج نے
 مجھ سے آٹھ سوڑیوں کو کھنگ کیا اور بولی۔ اور وہ جتان
 جان میں تو کھان کر رہی تھی۔ آئی ام کو یہی سوری جتان
 مجھے کہتا ہے تھا کہ اس کی عیبگی سے اثر لگے۔ میں نے
 عروج کا ہاتھ چوم کر کہا جتان کی جان رو ہزار اسیا
 مذاق مت کھو پھر عروج بولی۔ پندرہ بیٹی جان اب تم
 سکرنا دو تو میں سکرنا رہا پھر عروج نے سکرنا ہوتی
 کر سے سے اٹھ کر باہر تائی کی اور ہاڑ سے ایک گلاب
 کا پھول لاکر مجھ دیتے ہوئے بولی۔ جتان جان یہ تو
 آج کا یادگار گلاب ہے۔ بہت ہی خوبصورت
 بہت ہی سنہرا سا پھل تھوڑا سے چہرے جیسا مگر جتان
 آپ سے زیادہ نہیں۔ یہ کہ کر وہ سکرنا ہوتی باہر تائی
 گئی۔

رات تقریباً دو بجے مٹکی کی تخریب انجام پڑے
 ہوئی تو ہم سب لوگ ابا اسیا سے گھر آئے۔ مگر جب
 واپس آئی تو ابھی بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ میں
 نے وہ پوچھ تو پورے پانچ عین سادہ گلاب گھر کو کافی
 ملازمت لی تھی یہ اور نہ لے کر آئے اور کوشش کی تھی۔
 یہ سننے ہی میرا ہنسنے لگا جان سا ہو گیا مجھے ایسا کہ
 مجھے آسان میرے سر پر گر پڑا ہو۔ میری دنیا ہی اجڑ
 چکی تھی ساری رات ہی دو دو کر گزری کہ اس کی یاد
 کیا میں اپنی عروج سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو
 جاؤں گا۔ ایک کوئی جلدانی جی جان کی کالی مٹی
 مٹی کھینچے اور تیار کر اور ان کا عروج کی پاس بیٹھ
 بہت پڑائیں گی بہت دلا میں کی بہت ستا میں کی کون
 ہو گا جو میرے ہتھے ہوئے آٹھ سوڑیوں کو ہاتھ کا کیسے
 میں ہی پاس کا عروج کے ہاتھ۔ اسی طرح وہ سکتے
 رات سے عین جگے گھر کے کی لائن آئی۔ ایک کمرہ ہائی
 کر سے میں آئی تو ملی۔ جتان یہائی کیا بات ہے میں
 کر سے کہہ کر وہ باہر تائی بہت بے جتان ہو گیا اور
 پتھر میں سے دل کا پتھر پڑا۔

آٹھ سوڑیوں کے نوم پانچ

بکہ باہی کو تیار اور پھر میں نے کہا۔ باہی بہت مت کے
 اس سوزہ میں میں عروج کے ساتھ بہت کے گل چل
 اور جتان سے واپس آنا میرے بس میں نہیں ہے اگر
 ہم ایک دور سے سے جدا ہو گئے تو ہم سر جا میں گے۔
 میں نے ڈر کر باہی کو کہا۔ اپنی عروج بہت اچھی لڑکی
 ہے میں اسے پر فرست نہ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ
 پریشان جی ہائی کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں اور اس کی
 آنکھوں میں بھی آنسو بہاں ہوا۔ میں سوچا کہ جتان سے
 بولی۔ جتان بھائی میرا وعدہ ہے کہ تم سے کچھ نہ اسے
 تمہاری روری کا احساس بھی نہیں ہونے والی گی اور
 یادگار بہت اچھی لڑکی ہے میں اسے بھی گھر لے نہیں
 دوں گی یہ کہتے ہوئے باہی کی آنکھوں میں بھی آنسو
 گئے۔

جب تک جا سادہ کار کا دن تھا اور ہمیشگی طرح
 عروج جھنڈا تیار کر کے گاؤں واپس چلے جایا کرتی
 تھی میں مت سو کر اٹھا تو ایک چھوٹی سی بیٹی ہمارے گھر
 آئی اور اسی سے پوچھ رہی تھی خالہ جی جتان بھائی کہاں
 ہے میں جلدی سے اس کے پاس گیا تو بولی۔ جتان
 بھائی عروج آئی ہے یہ کاغذ آیا تھا پتے کے لئے میں
 نے جلدی سے کھولا تو لکھا ہوا تھا۔ بیو جتان میں تو ج
 کر چائیں صحت پر ہوگی میں صرف چودہ منٹ تک
 آتے گا پانچ گڑی کی ہے میں جلدی سے گھر میں گیا
 اور نپٹے رنگ کا کپڑا کا سوٹ استری کر کے چھین کر
 بالکل تیار ہو کر گھر گئے گل پڑا تو دیکھا عروج کا کزن
 اسے کہنے میں خفا کر واپس آ رہا تھا۔ میں بہت
 پریشان ہو گیا۔ آٹھ بہت چلے واپس بیچ جانے کی اور
 شاہد مجھے یہاں سے کوئی گاڑی ہی نہ لے میں اس کی
 سوچ میں تم تھا کہ مجھے اور اسے ایک رنگ آتا آ
 کھائی واپس اسے روکنے کے لئے سرگ کے درمیان
 میں کھڑا ہو گیا میں نے رور سے ہی دو زمین اٹھ پانچ
 اور کمر میں سائیٹ پر نہ وہ اس نے ایک سائیٹ سے
 تھی نے گڑا تو میں اس کے ساتھ کھرا اور میں گر
 پڑا کھڑے ہی میری ایک ہاتھ پر گھری چوٹ لگ گئی

میں جلدی سے اٹھا تو نگ پر رزن نہ پڑا۔ اسے میں
 ایک کپڑی ڈال دیا گیا ابھی نے مجھے دکھی حالت میں
 رکھا تو تمہارا اور میں شکر گڑھ کی طرف روانہ ہو گیا۔
 سلاط سے میں کلو پیرا کی پیچھے ہی تھا کہ میری ڈیڑھی
 خراب ہو گیا میں جلدی سے بیٹے اتر اور پاگلوں کی
 طرح شہر کی طرف بھاگنے لگا۔ لوگ مجھے دیکھ کر
 پریشان اور حیران ہوتے تھے تب تک میں کھڑے ہی
 کر رہا تھی میں سوچا کہ مجھے کبھی کبھی کسے کے لئے کسی کی
 پروا ہے کہ بیٹری روز آتا چار چار ہوا۔ دو گھر کھلے
 کے بعد مجھ سے ہم سے بانی ختم ہو چکا تھا۔ میری عروج
 پر بھی بھول چلا رہا تھا کئی ناگ۔ رو سے پھر چور ہو
 رہی کی اور اتنا کاہر کی چاہتا تھا کہ اسے ہم سے
 کاٹ کر لوگ کر دوں۔ خبر میں گرتا ہوا تھا۔ وہ بھی
 بیچ ہی گیا وہاں جا کر دیکھا تو میری جان میری زندگی
 میری زندگی بھونڈی ہے خوشی سے اٹھا کر رہی تھی اور
 میرے انا قریب کھڑی تھی کہ بقیہ ہی نہیں آ رہا
 تھا۔ اس نے سلیڈ پکڑے اور کاپی رو پڑا اور کہنے پر
 عازان پرں پہنا ہوا تھا میں اس میں اندر کھوکھا چکا
 کہ خود کو بول ہی چکا تھا ایک عروج نے میرا ہاتھ
 چمک کر کہا۔ عروج میری جان کہاں کو گئے ہیں تو میں
 چمک پڑا عروج جی کئی کئی دہائیوں میں ویسے ہی۔ تو
 تمہارے ہی تصور میں تم تھا چلو آؤ اور بیٹھے ہیں۔
 جب میں بیٹھنے کا تو ایک عروج کا دھواں میری تھی
 ناگ پر پڑ گیا اور پریشان ہو گئی۔ جتان جان یہ
 خان کہا ہے یہ کیوں بہ رہا ہے۔ میں نے جب اس کو
 قلم کھائی سنا تو توجہ نہ رہی مگر میں نے اس
 اور حواس سے کہ چپ کر رہا رہا کہا۔ عروج میری من
 پر ہر قسم کی ہے میں تو تمہاری خاطر مجھوں کی
 طرح لوگوں کے پتھر کی کھا سکتا ہوں مگر میں تمہاری
 جدائی کی چوٹ برداشت نہیں کر پاؤں گا عروج
 کہنے لگی۔ جتان تو میری جان ہو میں نہیں بھول کر
 ایک لمحہ بھی ذمہ نہیں دوں گی۔ ایسا سوچا بھی
 صحت پر ہم سے بہت ساری باتیں کھیں ساتھ بیٹے

مرنے کے بعد وہ اپنے عالم حیات سے نکلنے کا بھی
 عہد کیا۔ اپنے سینے پھرنے کی تسکین کا کیا نہ دیکھے اس
 طرح کوئی حالت میں دیکھ کر بہت ڈونڈ لگتی تھی۔ ہاتھیں
 کسے کسے تمام کوئی وقت گزارنے کا پتہ ہی نہ بنا
 میں نے داپنی کا کہا تو عروج گئی۔ شان مٹوئی
 درہک جا کر میں بہت پریشان تھا کہ میں گھر والوں
 کو خبر نہ ہو جائے کو وہ سوچے کہ وہاں سے پہلی ہے
 ابھی تک نہیں آئی چنانچہ ہم نے ایک دوسرے کو اور ان
 کا ہوا۔ دیکھنے میں بیڑہ کر لیا گیا۔ تمام بوہن کی دہم
 لطفنا ہونے کی وجہ سے میری ناگ میں سے درد ہو رہا
 تھا۔ اب ہستا بہت چلنا ہوا ایک سید بیکل سٹور پر پہنچا
 وہاں جا کر بلی کرانا چاہی تو وہ بہت پر سرور ڈاکڑ بن
 گیا۔ پچھلے پچھلے کھڑا کر لیا نہ چوت گہری گئی کوئی
 ہے ہو سکتا ہے کہ بڑی پچھروائی ہو گھر میں اس وقت
 کچھ چھوری کی وجہ سے اس گھر سے کوئی مٹا تھا میں
 نہیں جانتا تھا کہ جلد سے جلد کھینچ جاؤں۔ میں نہیں
 پہنچنے کی طرف آیا تو دیکھا وہاں پر کوئی بھی کوئی موجود
 نہ تھی میں بہت پریشان ہو گیا اور سوچا کہ میں بہت غائب
 ہو چکا تھا نیز آٹھنسی کے ساتھ باہر بھی جاتی رہتی
 تھی۔ پکڑے ہوئے جیکے تھے زخم بھی گہلا ہو چکا تھا
 ڈی ناگ سے خون بہہ کر دم زد ہو چکا تھا جس سے
 کھرا ہوا بہت مشکل ہو رہا تھا۔ میں اور سے ایک سوز
 سا لگتا آتا ہوا دیکھ رہا تھا قریب آئے پر میں نے
 اسے روکا تو وہ دیک گیا جب اس کی دھند رہی ہو میرا
 اتار کر دیکھا تو میری تیراگی کی کو دھند رہی ہو میرا
 دست آصف تھا جسے اس حالت میں رات کے ٹوہیکے
 کھرے چورنگو بند روڑ کی حالت میں دیکھ کر ابھی
 بائیں ماہو گیا اور پچھنے لگا مٹان ہو جاتی ہے سب کیسے
 نہیں لڑا گیا ہوا۔ گھر میں خاموشی تھا اس کو کچھ پرس آ
 ا قفاں سے مجھے سہارا دے کر اٹھا اور لگے سے لگا
 لیا۔ یہ بہت دیرا دیا۔ چاہے میں بھائی اور لوگ رہنا
 میں بہت مٹنے چورسوں کے لئے آسویا ہے
 وہاں سے کدلی کے پتے ہیں بڑے بڑے ہوتی کہ

سینوں سے لگاتے ہیں۔ چوتھی کسی کو لگے تو وہ ان کو
 محسوس ہوتا ہے۔ میرے جیسے انسان کی آنکھ پچھلے تو ل
 لٹن کا رہا ہے۔ آصف نے مجھے ساتھ لٹھا اور ساتھ
 لے آیا۔ رات کے تقریباً چار بجے کہ ناگ تھا۔ گھر
 پہنچے پر میری حالت دیکھ کر گھر میں کھرام بیج گیا۔
 میرے گھر والوں کو میرے دست آصف نے دلا۔
 دبا کوئی بات نہیں ہے اس سوز سائیل سے گھر گیا
 ہے، ذرا لٹی چوتھی ہے، جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا۔
 اس طرح میں چاروں کے بعد عروج بھی اپنے گاؤں
 سے واپس آئی۔ میں آصف کو یاد کر گیا کہ جلدی جاؤ
 اور عروج کو گھنٹا آگے میرے زخمی ہونے کی وجہ سے
 گھر میں آگے آئے تھے وہ بہت بڑا سوز ڈاکڑ بن
 جائے گا۔ وہ عروج کو تمام صورت حال سے آگاہ کر
 کے گیا۔ اور دست ان کاغذ سے داپنی پر عروج شام
 کو چار بجے ہاتھ سے گھر آئی اور بہت روٹی اور بار
 پکی تھی۔ شان۔ میں سب کچھ سمجھ رہی تھی وہ سے آغا ہے
 کاش میں نے آپ کو نہ بتایا ہوتا کہ میں گاؤں جا رہی
 ہوں۔ گھر میری اتنی تھی نے عروج کو اٹھا کر اندر ساتھ
 والے کمرے میں لے گیا اور عروج کو لٹھائیاں دتی
 رہیں کہ جینی قسمت کا لکھا کون بال سکتا ہے۔ تجربے
 جینی شان جلد ٹھیک ہو جائے گا تم فخر نہ کرو۔ باقی نے
 عروج کے لئے کھانا بنا کر عروج صرف جانے ہی چلی
 اور وہیں چلی گئی اسی طرح دن گزارتے گئے اور میرا
 زخم ٹھیک ہو گیا اور میں پچھلے پچھلے گھر لے کے قافل ہو گیا۔
 اس کی کو میں نے اپنی زبانی پر چلے جانا تھا۔ اس
 قیامت کا عروج کو ابھی تک نہیں تھا۔
 گھر کو عروج بند عروج کے رشتہ دار کی سدا
 گئی تھی گھر والے ہاتھ لگتے تھے جسے میں نے سچا
 کیا۔ شام عروج کے کمرے میں ہوں۔ جب میں وہاں
 پہنچا تو دیکھا عروج دو دلاس پر ہی کھڑی تھی میں ہاں
 گیا تو وہی۔ مجھے پتہ چل گیا تھا کہ مٹان تم نے آج
 ضرور آنا ہے جسے نہ کہا مارنے نہیں کیسے۔ پچھلے
 گیا تھا کہ میں آج صراحت کر دیتے تھی کہ تم کو پہنچے

ہو تاکہ تمہارے آنے کی خبر مجھے کیسے ہو جاتی ہے تو سنا
 شان جب وہاں پہنچ گئی ہیں، خوشیوں کے گت کانی
 ہیں میرے ہاتھ کو چمک کر گزرتی ہیں مجھ سے انھیں
 کہتی ہیں تو میرے کالوں میں سرگوشیاں ہونے لگی
 ہیں جب ہر جگہ کہ بھول جاتی ہیں۔ یہ درد بھول
 اپنی جان بڑھانا ہیں اور فرخوشی کے ساتھ ہر شاخ پر
 جھونٹے لگتے ہیں تو لٹھا میں ایک عجیب سی من کو پاگل
 کر رہے تھی زخمی خوش چل جاتی ہے جس سے میرا دل
 اور زبان مٹل ہو جاتا ہے اور ہر اہل بے قابو ہو کر
 میری پھلیوں کو ڈاکڑ کر پھینکتے ہی کو کس کرتا ہے تو ایسے
 میں شان جاتی ہوں کہ تم آنے والے ہو۔ واقعی
 عروج آج شان میں بائیں جگہ کھڑی ہوں۔ دیکھو
 ابھی کو میرا دل سے کھڑی تھری کی زبان کو دیکھ رہی
 تھی ہاں۔ دیکھو تم آگے ہی کو لگتے ہیں جیبت چار ہاں
 کہتے ہیں مجھ سے ساتھ عروج نے میرا ہوا بڑا اور
 مجھے اندر لے کر لے کر کہتے تھی۔ شان جان آپ کو پتہ
 ہے ناں آج گھر میں کوئی نہیں ہے۔ آج ہم جی بھر کر
 ہاتھ کر رہیں گے۔ عروج نے جاتے جاتے ہاتھ پر دونوں
 سے لٹ کر چاہے ہی لے جاتے ہیں۔ کے بعد عروج
 دوسرے کمرے میں لٹی کر رہی ہیں اس کے سینہ انور
 میں کھو گیا۔ ٹھوڑی سی رویہ کے بعد عروج سبز دنگ
 لباس پہن کر گزرتی ہوئی کواہیوں میں لگتی چڑیاں
 ہیں کہ ان خرابیوں کوئی ہوتی میرے پاس آئی۔ میر
 میں ناں میں چڑھ کر اپنی باتوں میں کھو گئے اس وقت
 شام کا اندھیرا لگ چکا تھا کھانا بڑا ہی پر کھانا تھا۔ ہم
 بہت خوش تھے ہاتھ لگتے تھے میرے ساتھ سوچا کہ میں
 کیسے بہت کر کے ہاں۔ میں عروج کو گھنٹا دن کہا کہ
 تمہیں زن کے بعد اس گاؤں سے جا رہا ہوں۔ دو گھنٹہ
 رہا تھا۔ کانی رویہ کے بعد میں نے عروج سے اجازت لی
 اور دعا مانگا کہ کہہ کر واپس گھر آ گیا۔
 دوسرے دن میں سوچا کہ میں نے اپنی تیار کیا تھا
 کیا تھا۔ ایک ٹیکہ لگنے کے بعد سوچ رہا تھا کہ کسی
 آسکوں کے سے سوچا ہاں

طرح آج ہر طرح سے ملاقات ہو جائے میں اس
 کے گھر کی طرف چلا گیا۔ میں نے دورے دارے گیت
 پر دنگ اور مورج باہر آئی اور بولی۔ دو میری جان
 مٹان بعد آ جا کر ہمارے ایک ہی گھر سے واپس
 گئی آئے۔ یہ دن کو مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آج پھر
 ہمیں ملے گا۔ ہاتھ لگنے کا موقع مل گیا ہے۔ میں ساتھ
 ہی بھر کر چلا گیا اور ج جلدی سے جاتے ٹھیک سے
 آئی اور میرے سامنے پتہ کر کے جاتے کے ساتھ
 کے ساتھ تیز چلا گیا ہوں ابھی وہاں تھی۔ عروج جب باہر کا
 ردو لہا بند کر کے واپس آئی تو اس کے چہرے پر درد
 ہاں پر ہاتھ کے سامنے سے شاد تھرے سے جو تھے
 تھے جو بہت ہی تسکوت لگ رہے تھے میرے سامنے
 وقت گھاب کے پھولوں پر شہنشاہ کے قہرے ہوتے
 ہیں۔ میں نے کہا۔ عروج اور میرے پاس آؤ وہ آ کر
 بیٹھتی تو میں نے اپنی جبب۔۔۔ وہاں نکال کر اس
 کے جانے چہرے کو صاف کیا اور بولی۔ شان آج
 کی شام کو گھر میں بھی نہیں کھلا سکتا کی۔ ہاں عروج
 واقعی آج کی شام کو ہونے والی شام ہے میں نے کہا۔
 عروج نے کئی۔ کیا مطلب شان۔ میں نے کہا۔ عروج
 آج کے بعد ہم نہیں سکتے کیونکہ میں کل شہر جا رہا
 ہوں مجھے جاہل گئی ہے۔ یہ سنا ہی تھا کہ وہ چھوٹ
 چھوٹ کر دوڑنے لگی تھی آؤ میرے ہی محل آئے تھے
 رہی میرا بھی نہیں ہو گیا تھا کہ میں بہت کر کے اپنی
 جان کو لگتی دے رہا تھا کہ مجھے کا نام ہی نہ دے رہی
 تھی۔ میں نے کہا۔ عروج تم میری جان ہو تم کو
 بھول کر ایک ٹھوس گھنٹا کروں گا سوچنا ہے۔ یہ سنا
 اور وہاں حاضرین میں زمان لاکھ دیوار میں گھڑی کرے ہم
 ان کاؤٹ کر مقابلہ کریں گے۔ عروج میں سر جاتا تو
 ہنڈکوں کا حکم کرتا کہ جھان میرے پاس میں نہ ہوگا۔ میر
 عروج نے جلدی سے میرے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور
 کہا ایک بائیں دستہ کر میری جان نہیں ایک دوسرے
 سے چاہا ہے۔ اور اٹھ کھانی بیٹھنا چاہا کر کے واپس

کا ساتھ دیتا ہے۔ اگر خزانے ہمارا من لکھا ہے تو ہم ضرور ملے گا مگر عروج نے روتے ہوئے کہا۔ دلجو حنان مجھے کسی بھی خزانہ سے بھرا کر دے بغیر میری زندگی بے معنی اور فضول ہے۔ میں نے عروج کا ہاتھ نام کر لیا۔ عروج نے دانا تو چھوٹ سکتی ہے مگر میں تھرا کر اپنے گھر میں چھوٹے دن کا آج خزانے کیلئے مردانہ کا دل مجھ سے جدا ہونے کو نہیں چاہتا تھا۔ دو دہریہ کدے پر سر رکھ کر رو رہی تھی اس کے آنسوؤں سے میرا سارا دل کھنکھاتا ہوا چکا تھا۔ رات کے دو بج چکے تھے دو دہریہ تھی۔ میں اسے رلا دیتا اور پھر میں نے عروج سے اجازت مانگی تو کہنے لگی۔ ایک شرط ہے۔ اجازت ملے گی میں نے کہا۔ پلو پوری جان کھلی حاضر ہے اپنی عروج کے لئے۔ کہنے لگی۔ اب ہار سنا کر۔ میں سر کرایا تو درخوش ہو گئی اور ایک شعر میری سائیل کی نظر کیا۔

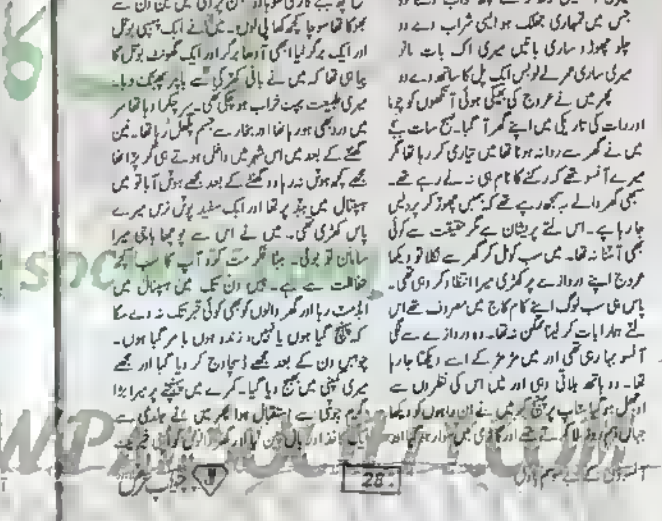
دو دہریہ ایک بے جا سلوک بچھا اور وہاں سے بذریعہ ریل میں نے دوسرے شہر ہٹا دیا۔ ریل جو کہ تمام سات بجے تک آگئی تو دیر تک ہو چکی تھی۔ میں پیلٹ فارم پر بیٹھا عروج کے خیالوں میں گمراہ ہوا تھا۔ وقت گزرنے کا ہندسہ نہ تھا۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے اور اسی دن ہر ایک چٹاوا جانے والی گاڑی پیلٹ فارم پر کھنکی رہی۔ میں تمام آنسوؤں سے اٹھ لی جاتی ہے کہ وہ اپنا جانا سامان لے کر گیا ہو جائیں۔ میں نے بھی اپنے بے جا ہنس کو ترک کر دیا تو میری ہی دم کے بند گاڑی پیلٹ فارم کھنکی گئی۔ میری بہت ہی بیٹے ہی ایک کھلی میں نے اپنا سامان اپنی مطلوب جگہ پر رکھا اور اپنی بہت پر چڑھ گیا۔ گاڑی اپنی منزل کی طرف دواں دواں ہو چکی تھی۔ رات کا ٹیڑھ کر رہی تھی جاگ رہا تھا میری اندر آٹھوں سے بہت دور ہو چکی تھی۔ آٹھ بجیں اس کی قدر سرخ ہو چکی تھی جیسے خزانے کے آنسو بہ رہے ہوں۔

میں نے جے جے گاڑی سوار ہو کر ریل میں خندان سے بھاگا تھا سوچا کیجئے گا کی لون۔ میں نے ایک تپتی ریل اور ایک پر گلیا بھی اڑھا دیا مگر اور ایک گھونٹ پوسٹ مل چاہی تھی جس میں نے جانی کھڑکی سے باہر بھونک دیا۔ میری طبیعت میں خراب ہو چکی تھی۔ جگر اور اعصاب کھٹے کے بعد میں اس شہر میں داخل ہوتے ہی گروا خاں مجھے کچھ گھنٹوں تک نہ دوا دیکھنے کے بعد مجھے ہوش آتا تو میں ہسپتال میں پڑھ رہا تھا اور ایک سفید پٹی میں زخم میرے ہاتھ کھڑکی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا ہائی میرا سامان تو ہوئی۔ بیٹا کھرت کھرت آپ کا سب کچھ حفاظت سے ہے۔ میں دن تک میں ہسپتال میں ایسٹ رہا اور راتوں کو بھی کوئی ٹریک نہ دے گا کھنکھایا ہوں یا نہیں، زندہ ہوں یا مرنے والی۔ چہمیں دن کے بعد مجھے اسپتال سے چھوڑا گیا اور مجھے میری بیٹی میں بیٹھ دیا گیا۔ کمرے میں بیٹھتے ہی میرا بڑا گیم بچکا سے استقبال ہوا مگر میں نے جلدی سے ایک نذر آبل میں لگا کر کھڑکی کو کھلی کر بیٹھ

تے معلق کیا۔ بیماری کا ذکر کے میں ان کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ان دنوں ہمارے کانوں میں ٹیلی فون کا نظام نہیں تھا گھر گھر گڑھے لے لی ہی ایل سے کال کر لینا ممکن تھا اس لئے میں نے اپنے آفس کا نمبر بھی ساتھ لکھ دیا کہ صرف اب میری میں کال کر لیتا۔ اسی طرح وقت کا بے کام گھوڑا اپنی منزل کی جانب سرچہ دوڑا تا کہ ہفتے کے بعد کھڑے تختہ آتا میری بیوی بچھن سے لکھا تھا۔ جس کی خبر ہو کچھ نہیں۔

دل دہان سے پارسے پہنٹی غمناک سلام علیکم بیاباں سب لوگ ہاتھ تھرت سے ہیں مگر جب سے آپ گھر سے گئے ہیں طرف پر غمناکی ہی چھائی رہتی ہے۔ کبھی کبھی اچھا نہیں لگتا۔ بیماریاں پائی جرتو میں سنا رہی رہتی ہیں اور خاص بات یہ ہے کہ صرف آپ کی جدائی میں بہت توت بگلی ہے۔ آپ کے جانے کے بعد اس نے کھا نہ چا چھوڑا ہے اور بار بار ہونگی اور اب اس کا جسم جا رہی ہے ساتھ کچھ چکا ہے۔ میں اس کا پتہ لینے کے لئے بریفڈ اس کے گھر جاتی ہوں مگر دن بھلا نہ دہرت گزرتی جا رہی ہے۔ میں نے اسے بہت ساری نیٹیاں دی تھیں مگر سب فضول ہیں۔ دو ہر وقت آپ کے بارے میں پوچھتی رہتی ہے۔ میرا اگر اس کی یہ بات رہی تو یہ حقیقت ہے کہ وہ چلنے کی مہمان ہے۔ جیسا میں آپ کے آنے کا ہاتھ جوڑتی ہوں کہیں جلد سے جلد واپس آ جاؤ یا نہ ہو کہ وقت رہے گی کسی کی طرح ہاتھ نہ لگ جائے۔ میں لوگری سے لڑاؤ اس کی جان حزن ہے اور وہاں بیابا عروج نے ایک خزانہ لکھ کر رکھی گی جو میں آپ تک پہنچا رہی ہوتی۔

جنی راہوں پر آگھر سے تھکان بہت ہیں مل جاؤ لوٹ کے پھر آؤں گا شاید کھڑو ہوں وہاں میں طوفان بہت ہے ایک تم ہی نہیں میری جدائی میں پریشان رہتی تھی یہ جلد میں ایمان بہت ہیں ایک دن ٹکا پڑھیں گے جیسے بھلا دوں



جان کو کہہ کر میرے گھٹے سے لگ گیا پھر ہم کافی دیر تک بیٹھے کب شب لگاتے رہے۔ ہاتھ پاؤں میں نے عروج کا پوچھا تو یہ چاکر ادر علی سے کیونکہ چھوٹے بھائی نے کھلے اسے کاج سے دہاں آتے رہ گیا تھا۔ بھائی نے رکتی کھینچ کر سے کھارے پر کھڑا کیا تھا جس پر شیپ ریکارڈ لگا ہوا تھا اور کاج میں لہا تھا۔ کتا ہے۔ مینٹن ہو کے تم سے ملا تم کو کیا خبر میں کتنا تھا کیا تھا۔ واقعی تم بھی بڑی مہنت سے کام لیا یا ہاتھ ہو جاتی ہے ایسے لگتا ہے جیسے سڑ سے کھلی ہوئی بات پوری ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا عروج ادر اس کی نین کو نہیں ہادی خراب آ رہی تھی۔ شاید وہ سیر کے لئے کھلی تھی۔ انہوں نے سڑک گراں کر کے ہمارے پاس سے گزر کر کہا تھا ہم نے ریکورڈ کر لیا تھا۔ میں نے اسے کافی نوں کے بعد ادر ادر کو کہا تو پوچھ سے روانہ گیا میں نے چالوسی سے کیسٹ تبدیل کیا اور یہ گاٹا لگا رہا۔ کتا چاہا ہے۔ یہ چور میں ہے۔ ہم مرے ہیں۔ اور نجانے کہ تم اسے کتنا چاہو کرتے ہیں، اور وہ تم کی کے نہیں گئے۔ یہ ادر کر میں، ہم دونوں سے کبھی آؤ یہ وعدہ کر لیں، ہم نگر جانے کے خیال سے بھی ذرتے ہیں، اس کو سیر یاد کا ہوتا ہے جیلا پھیل کر کے جو کھینکے اسے اس کو سوزلہ رواد کیسی بھی ہو ہم شوق سے گزرتے ہیں، کتا باہر سے دور چرو رہا ہے، ہم سرتے ہیں۔ پھر جب عروج تارے پاس پہنچے تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ کاش وقت ختم جانے اور میری جان اسی طرح میرے سامنے کھڑی رہے اور میں اسے اپنی درن میں اسے اتار لوں تو میرا کیا مگن ہی کہاں تھا۔ وہ چھوٹوں کے لئے بھی اور پھر چلایا وہ یہ سڑ مڑا کر پیچھے رہ گئی وہ درن میں ہی اسے دیکھا۔ با پھر خوشی ہی یہ ریکورڈی ہوگی کہ اچانک عروج میرے پاس آئی۔ مجھے یقین نہ آ رہا تھا کہ میری جان میرے سامنے کھڑی کھڑا رہی ہے۔ میں نے کہا عروج تم اور میں۔ اور اس میں میں اور میں انہی انہی میں۔

مجان تھکے دم سے جڑواں کی میں ہمارے جھن جھن ہم تم نے سو جا کر اب تم سے پھر کھڑی زندگی میں کیا رہ گیا ہے۔ تمہارے اخیر یہ زندگی کیا ہے ان خواہں رسید ہڈی کی مانند جوشا سے نونے کو انتہائی دماہوں کے مسافر ہو گئے اس نئی کی مانند جو کہ کتاب میں بند ہو کر اپنی رحمتی کھور سے اپنی ہڈی کی کی مانند جو اپنی خفیہ کھینچنے سے پہلے ہی سڑ رہی کی ہو۔ اس پھر کی مانند جو لوگوں کی ٹھنڈوں میں پڑا ہو اور ہر نی فوکر پر اپنی جہدیں لگ کر رہا ہو۔ اس مارتے کی مانند جس کی کوئی منزل نہ ہو۔ ان ہر ہائی ہائی ہائی کی پڑیوں کی مانند جن کی ہر فنک جذبہات کی گری بھی نہ کھلا سکے۔ ایسی خبر دین کی طرح جو سامان کی ایک ایک ہونے کو نہ سے۔ اس میں ان کی کبھی جس کا عجیب اس سے پھر گیا ہو اس پانڈی کی مانند جو صدیوں سے گریں کی ذر سے جو ہر ادر اپنی ہی آہ و تاب سے چلنے سے قاصر ہو اس سورج کی مانند جو ادر اپنی ہڈیوں کی لوت میں چھپا ہوا اور اپنی ہنگ تک ذہن پر کھینچنے سے محروم ہو۔ اس مٹان دن میں پھر بہ اعتراف کرتی ہوں کہ تمہارے دم سے ہی میری زندگی ہے، میرا جیسا مرنا صرف تمہارے لئے ہے۔ تمہارے اندر میری زندگی بھی میری نہیں ہے تمہارے اخیر کو بھی تو پھر میں سے مٹان جو کبھی نہیں۔ ساتھ ہی نہیں کی انکھوں میں آنسو آگے ہر رسکھاں لیتے ہوئے پھر کہنے گی۔ مٹان جب سے تم گئے ہو میری آنکھیں پھریاں کی ہیں جیسے جسم سے جان بھی نکال کر لے گئے ہو۔ کیا جیتتے رہا ہے میری جانی ہیں اور تارا کی گیندیں ہیں تم فوٹو تھیلے میں آؤ گئے تھا چھوڑ گئے۔ تم سڑاؤ سے تمہاری بہت سی باتیں ہیں۔ تمہارے سنگ گزرا ہوا اب اک کو مجھے بڑا چاہتا ہوں۔ راتوں میں ہی لٹا رہتی رہی اور جلی ملی جیتی رہی۔ کس کو اپنے نگہ بناتی ہے جدائی کا قرب گزرتا ہر لمحہ تمہاری ہی باتوں میں بہا ہوا تھا۔ مٹان میں تمہیں اس کی تمہاری بہت مجھے اتنے ذر ذر سے کی کی بھاری بھاری کا کینہ پر اس ذر ذر سے جو کبھی میں سے ہوں

گی۔ مگر میں نے عروج کے آنسوؤں کو صاف کیا اور اس کا خوبصورت ہاتھ پکڑ کر کہا عروج میری جان مجھ سے تم نے لڑو کہ تمہارے بعد جو میں سے کسی کا خواب رہ گیا ہو، کسی کو چاہا ہو، کسی کو سوا ہوا ہو، کسی کی آرزو کی ہو، کسی کی جتنی کی ہو، کسی کی یاد رکھی ہو، کسی کا قرب لگا ہو، کسی سے آس لگائی ہو، یا کوئی امید باہمی ہو، یا کوئی دل میں اترا ہو، کوئی تمسا پورا ہو، کوئی دل میں رہا ہو، کوئی اپنا بنا لیا ہو، کوئی دوسرا پورا ہو، اور سے ہم نے منا ہوا ہو، سارن کی حسین موت میں کسی کا ہر جینا ہو، سوائے اپنی جان کے یا کسی کی یاد کا موسم میرے سونے آج میں میں آؤ ہو کسی سے بات کرنے کو بھی یہ ہونٹ فرسے ہوں یا پھر کسی کی وہ دفالی رہے یہ نین رہے ہوں۔ عروج یقین کرو میں داتوں کو اٹھو اٹھو گزرتے تم نہیں رہتا ہوں۔ تمہارے تمہارے ہونے میں کبھی کبھی سوا ہوں یا پھر کسی کوئی چھوٹی کئی تار مارا گیا ہے اور جب دیکھا ہو۔ تم سے اور عروج میری جان تمہارے بعد جب میں سے کبھی کسی کا خواب رہ گیا ہو یہ کہنے ہوئے میری آنکھیں بھی پھریاں میں در آئے سو گھن کا بند لڑو کر کے ساتھ جہر لٹے۔ اٹھنا ہی یقین تھا کہ تم بھی میرے ساتھ میرے ذسکے کے، یقین نہ پا سکو ہے میرا سنے باتیں میرے ساتھ تو سوا حالت کے تیرے سے میرے جذبات جاگ اٹھے خواہشات کی لہری میں اٹھل بٹھل گئی، سانسوں کی روانی میں ایک جگہ میں حرکت پیدا ہوئی، جذبات کھلی گزری کی طرح مٹان شروع ہو گئے، جن دن میں آگ کی لگ کی درن میں بھی سے لہری ابلے جانی کے شعلوں سے چھینکے گا، خبر تو یہی ہے حالت تر کئی کی کہ جیسے پانی کے پتھر کھلی کوئی روتوب میں آگا ہوا کوئی نازک سا پتھر ایسے شائے سے ڈوبا ہوا کوئی مرتھلا ہوا پھول، جیسے خوابوں ذر کوئی شر، جیسے فرما ہوا کوئی آتش، جیسے پینا ہو کوئی روتوب، جیسے اجڑا ہوا کوئی گھنٹی، جیسے پھنگا ہوا کوئی کبھی، جیسے پانی کا عالم تو مت پوچھو میری جان کو نہیں ہوں چل کر مات لگا رہتا ہوں پتھر کو تو بھری کی آگ سے لگلائے ہو جانی سے پاس

سے کسی میں کوئی اگر میری باتوں پر یقین نہ آتے تو پوچھ لو اپنے نفس میں تقدیر میں سٹو سے تم سے ہنر سے ذوق و شوق سے سائوٹوں کے جھڑے میں قید کر رکھا ہے۔ پوچھو اس سے کہ اس پر کیا بہت رہی ہے۔ جیسا کہ تمہیں میں تم سے ہوائی جدائی میں درن نفس میں تھوکی اذیت ناک زندگی میں باہگلی اسی طرح میری بھی کبھی حالت سے میری جان۔ اسی طرح با تمہا کر سکتے تھے شاید ہوگی اور عروج کی کو نہیں بھی داپس آ رہی جس میں عروج چلوسی سے میرے پاس اٹھ کر چلنی کی لوت میں اسے جاتے ہوئے رہ گیا۔ اب ان میرا جس کہ خوش تھا ہر جے جے بہت چھوٹی لگ رہی تھی کیونکہ اپنی جان سے جو ملاقات ہو گئی تھی، پھر تم بھی جاؤ اور اس جاؤ لے کر گھر واپس آ گئے۔

دردن کے بعد میرے دست آصف کی شادی
 تھی ہم ہندی رانی مات کو وہاں بل کر کر دے
 گئے۔ ساتھ ہی عروج کو مقرر خارج اور اس کی لڑکی
 صحت پر چڑھ کر ہم کو رخصتی میں شامل دوستوں
 سے ایک ایک دیوار پر کھڑا تھا عروج کو تالی طور پر
 نظر آسکیں۔ ٹھوڑی سی دیر کے بعد موہنگی کی تلی جلی
 دیکھا تو عروج کا خون تھا۔ کہنے لگی۔ حنان کی بہت
 پیار سے لگ رہے وہ باہر بیٹھتا ہی کھڑے رہتا تاکہ
 میں نہیں ہی بھر کے دکھ سکوں۔ اور وہاں خاص بات یہ
 ہے کہ کل سارے گھرانے کی کامی ہو رہے تھے مگر وہ
 بارے ہی تم جیسے ہی ہو سکتے تھے گلہ میں سے
 دودھ کر لیا ضرور آؤں گا عروج بند کر دیا۔ مجھے
 ساری رات ہی گھڑی رکھی دیکھ کر گزرائی ایک چلی گئی
 زندگی۔ آخر فریغ ہو گئی میں انتظار کر رہی تھی کہ کب
 اس کے گھرانے کا جائیگا۔ فریغ نہ ہو سکا۔ عروج کے پاس چلا گیا۔
 دو سہ رات انتظار کر رہی تھی رخصت ہوئی آئی

ابھی میں گھر واپس آئی تھی تھا کہ باہر سے آصف
 نے آواز دے دی۔ میں باہر گیا تو مجھے دیکھتے ہی برلا۔
 جناب گل ہماری شادی ہے اور آپ کہہ رہی تھی ہے۔
 میں نے جھگڑائی میں باہر آ کر آصف ہوا۔ ہاں کہہ دو
 کپڑے نہیں ہیں، شوٹنگ نہیں ہیں۔ میں نے آصف کے ساتھ
 سے چلا آؤ بازار جانا ہے۔ میں آصف کے ساتھ
 بازار کی طرف چلا ہوا آصف کہنے لگا۔ حنان پارٹی
 حالت دیکھی ہے کیوں کی طرح ہو گئی ہے۔ وہ دانی
 چھٹی ہی قسم ہونے والی ہے مگر جناب کو کھلی کی سوچوں
 کے سوا کوئی کام ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا یہاں آصف
 ہم کو اب بہت ہو گیا۔ ہاں جی بات کہتے ہیں تم
 ہماری ہو رہے ہو۔ اسی طرح باتیں کر رہے تھے ہم
 بازار واپس آئے۔ وہاں پر ہم نے کافی دیر تک شاپنگ کی
 پھر واپس آئے۔ دوستوں نے آصف کی شادی کی بات بھی
 خوب شور مچا دیا تھا۔ ایک طرف بیڑا بابت والے دوسری
 طرف زحل والے پتر چڑھ چکے، دیکھ رہا تھا ہر طرف
 خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔ خوب شہنائی گونج رہی تھی
 بارات جا رہا تھا۔ گھر دکانی کے لئے تیار کر رہی تھی
 شادی کی شادی آصف بازار ڈال کر رہا تھا۔ حنان
 چلنے کی طرف تھی ہاں میں گلہ فریغ سے۔ دوستوں
 کہیں کے۔ میں جلدی سے آصف کے گھر پہنچا تو یہ
 چاکر دہلا آصف کی گاڑی کی ڈرائیجنگ میرے ذمے
 ہے۔ گاڑی خوب چھوڑوں سے تھی۔ وہی آئی آصف
 دونوں بابت چاراک رہا غا۔ ٹھونڈی دیر کے بعد
 بارات روانہ ہوئی راستے میں ہی خوب قسمی مذاق اڑا
 رہا وہاں خوشیاں اڑاتے اٹھا۔ طلبہ جگہ جگہ چلی گئی۔
 ہنساں پر اٹھا بہت اچھا انشائی حال مردوں
 ہمارے گلوں میں چھوڑوں کے ہار پہنائے اور عروج کو
 سے لگاب لگاب کے چھوڑوں کی چٹائی ہم پر چھڑا دیں۔ سارا
 وہی مذاق میں ہی گزارا پھر تمام رسومات ادا ہوئے
 کے بعد شام کو بارات واپس آئی۔ پھر میں نے شام کو
 آصف سے اہانتوں کی اندلیک باتوں میں نے
 دانی کا کہنے لگا۔ وہ کہنے لگا۔

مات جب تک شاپنگ بھرنے کے لئے ہوا ہے
 گھر آ جانا آصف نے آئے کا دودھ کر لیا اور میں
 اپنے گھر آیا۔
 سب سے تادیبی کرنا تھا کہ ٹیک مات بیچے
 آصف گاڑی لے کر آئے کیا سب گھرانوں کو لاوار
 اجازت لے کر آصف کے گھر آکر سے گلہ پڑا۔
 ہاں سے گھر سے بس شاپ کا سزا دیکھو مقرر سارے
 راتے میں آصف مجھے سمجھا رہا تھا۔ حنان بھائی بہت
 سر کر بیٹھا کا نام ہے۔ بہت قسم پر اپناں دے کر گند
 رہنا پڑا ہے۔ حنان میں ہاں ہاں کہہ کر اور عروج ایک
 دوسرے کو بہت چاہتے ہو لیکن حنان کہہ نہیں سکتے
 عروج کو حاصل کر لیتا ہے۔ بہت سے شاپنگ
 لے رہا یہاں ہونے کے لئے آئی ہوئی ہے۔ آہن نہیں
 توکل اس نے پہلے ہی جانا ہے۔ اس کے یہاں ہوتے
 ہوتے بھی تمہاری یہ حالت ہے اور میں یقین سے کہہ
 سکتا ہوں کہ اس کے یہاں سے پہلے جانے کے بعد تم
 خود کو بھی نہیں سفیال نہیں پاؤ گے اور عروج کی یاد میں
 ایک دن تمہاری موت کو ایک ایک لمحے میں بزار بزار
 پکارتا ہے مگر وہ بھی اس کے دروازے پر دستک نہیں
 دیتی۔ آصف نے کہا۔ حنان میرے بھائی میں نہیں
 چاہتا کہ خود کو داناں داناں پر چلا جاؤں سب گھرانے
 ہاں سے سب کچھ پر یاد ہو جاتا ہے۔ انسان اتر جاتا
 ہے۔ آجیں اور سکیاں اس کا مفرد نام ہی ہیں۔
 حنان آج تمہارا ایک نام ہے، ایک مقام ہے، عزت
 ہے، تم سہارا ہو اپنے والدین اور جنین تمام کے اگر
 نہیں کچھ ہو گیا تو لوگ پر یاد ہو جائیں گے۔ تمہاری
 خوشی ہی ان کی زندگی ہے۔ حنان لب بھی وقت ہے
 دانی آ جاؤ عروج کو بھول جانے میں تمہارا ساتھ دوں
 گا میں تمہارا ہاں سارو گا۔ عروج ایک دن تم کو چھوڑ کر
 ہٹا جائے گی اور تمہارا ہاتھ آؤں اور سکیاں سے جو
 چاہے گا۔ دیکھیں آج کیوں مجھے آصف کی باروں میں
 بہت کاش ہے نظر آؤ تھا۔ وہاں باوا دانی آ گئیں

مجھے آسکوں کو پوچھتا رہا اور پوچھتے آسکے
 ہونوں سے بار بار کہتا کہ رہا تھا۔ مجھے تم ایک
 ہی زندگی تھی وہ ہے اور حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہے۔
 یہ نہیں کیوں آج آصف کو میرا مستقبل پر یاد دلائے گا
 اور آقا اور آصف نے مجھے آخری بات یہ کہ حنان وہ
 پہل بھری کلمات تھے تم کو مقرر کرنا ستم صرف کر چلی
 جانے کی اور اس وقت تک صحت کی جن رازوں پر تم
 چل چکے ہو وہاں سے نہیں واپس لانا تھا کسی کے بھی
 بس میں نہیں ہو گا۔ تم اور میری واقفوں میں مجھے دوسرے
 آسکوں کے چراغ جلا کر دے اور اسے فریغ نہ دے
 گی۔ آج آصف کی حالت میں میرے رنجور کھلی گھٹی
 رہی تھی۔ اس کے لئے ہے لگاؤ۔ ایک ایک کلمہ جتنے
 ایسے محسوس ہوا ہے تھا کہ ذاتی مسرتیں اٹھایا ہو گا۔
 میں نے کہا۔ یاد عروج تو میری زندگی ہے، میں اسے
 کیسے بھلا سکتا ہوں۔ میں نے سب کچھ اس پر قربان کر
 دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ دوسرے کچھ تو کچھ چلی گئی جائے
 گی تو اس کے دوسرے اس کی باتیں، اس کی یادیں،
 اس کی شامری اس کے خط اس کے گٹھ میری زندگی
 کو سہا بنائے گے۔ میرا سہارا ہوں گے۔ میں عروج کو
 چھوڑ دوں گا اس کو بھول جاؤں ایسا نہیں نہیں ہے۔
 اچھے میں تم میں شاپ بیچنے سے۔ دوسرے گاڑی بھی
 آگئی تھی اور پھر آصف نے اپنی بیٹی ہوئی آسکوں
 سے مجھے لگاؤ ایسے میں اللہ حافظ کہہ کر گاڑی میں
 سوار ہو کر اپنی منزل کی جانب محسوس ہوا۔ میں گاڑی
 میں بیٹھا اور رنگ آہستہ گونج رہا اور وہی مجھے دیکھو
 تھا۔ آخر آہستہ آہستہ تم دونوں ایک دوسرے کی
 نظروں سے ادا ہو گئے۔
 شہر چھوڑ کر میں نے عروج کو کالی کی تو رہبت
 خوف ہوئی۔ دن چیلنے کی نسبت اچھے کرنے لگے اور
 آہستہ آہستہ فون کا کڑا سلسلہ بدست گیا اور بدست
 چلا گیا۔ اس وقت میری اہوار تھو صرف سات چار
 روپے تھی اور میری ہونے لگی تھی اور وہاں فون کا کام
 پر ہی فریغ ہو جاتی تھی۔ اسی طرح دفن کا کام

مکوندا اپنی منزل کی جانب دو دو راہوں اور بار بار اصرار و جرح کے ساتھ لاکھ لاکھ باروں میں شہر کو دیکھ کر کہتا ہے کہ میں نے اس کے ساتھ ہی زندگی بسر کر لی۔ میرا درد سلسلہ میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے عروج کو تخلیق کر توں رہنے کی نکتہ فطرت کی۔ خیر وقت گزارا اور ایک عظیم قسم ہو گئے روزگاری کی آگیا۔ عروج بہت ہی اچھے تھے جنوں سے پاس ہو گئی تھی۔ سب سے پہلے عروج نے مجھے پاس ہونے کی خوشخبری سنائی تھی میری باجی کی گناہیں اور پڑوس لے کر حساب ہو گئی تھی۔ میں نے مبارکبادی تو عروج بہت خوش ہوئی۔ پھر ایک دن رات کو میری زبانی تھی کہ عروج کی کال آئی اور دو روز دی گئی۔ میں نے کہا۔ عروج بہت ہی جان نیرت ہے تو ہے ان دنوں کیوں وہی ہو تو اس نے سکتے ہو کہا۔ جان نیرت ہی مجھے لینے کے لئے آئی ہوئی ہیں اور میں نے کیا جہاں سے بہت ہی جلد کے لئے چلے جانا ہے۔ یہ سنا تھا کہ وہاں سے میرے ہاتھوں سے گر گیا اور میں خود کو سنبھال نہ پایا اور دو روز اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرنے کا کہ اسے اللہ کر لوگ ہماری قسمت میں کیوں آتے ہیں جن سے ہماری قسمت کے ساتھ ہمیں ملنے میں کوئی کم اپنا کہتے ہیں مگر بائیں سکتے۔ اسے اللہ ہاں میں کس کو ملنے کے لئے جایا کر دیا گیا۔ وہاں عروج کے کانٹے ہوئے گاؤں اور گورنمنٹ کیسے اسے بھلا پاؤں گا اس طرح نڑے سکتے ہوئے دن چھ گیا اور میرا جرح آخو ہے عروج کا فون آ گیا۔ کہتے گی۔ بیکو ملتا ہے یا؟ میں نے کہا۔ تمہاری یادوں کے سہارے ہی رہا ہوں۔ بہت مہربانی ہاں مجھے بہت مہربانی ہیں۔ تمہارے پیٹریس کیسے ہی پاؤں گا۔ مٹان میری یادوں کے سہارے رہتی لیکن میں تم سے دنوں پر رابطہ رکھوں گی۔ ہاں میں آج تمہارے گاؤں سے بہت ہی ہوش کے لئے جا رہی ہوں۔ یہ گاؤں یہ ورائے، یہ سڑ، یہ کھیت کو دیکھنے لگے ہوئے گاؤں یہ سب کچھ بہاؤں کے گاؤں میں اپنی عروج کو کہاں بھی گئی وہاں سے۔ مٹان میں باقی دنوں کے ساتھ چلے جانا کے ساتھ خود کو کھینچا ہوا ہے میری جان کو اور ساتھ ساتھ

رہی ہو تو عروج ہل رہی تھی۔ کہہ رہی تھی۔ سوری مٹان میری جان مجھے پتہ ہے کہ آپ بہت پریشان ہوئے ہوں گے کہ میرا موہاں بند کیوں تھا موہاں خراب ہو گیا ہے۔ یہ میری دوست رشتا کا ہے تم طرح جاہور ہے۔ تک اس سہر پر بات کر سکتے ہو۔ اس طرح کافی عرصہ تک میں رشتا کے سہر پر بات کر رہا ہوں۔ رشتا بہت ہی اچھی لگتی تھی۔ ایک دن میں نے رشتا کے بارے میں رشتا باجی کو بتایا ایک بات تو چھٹا ہوں۔ ہاں بھائی کیوں نہیں پہنچے۔ میں نے کہا کہ میرا ہوں۔ کمال کرنا آپ کو برا تو نہیں لگا۔ کہنے کی نہیں مٹان بھائی ایسا کوئی بات نہیں ہے یہ میرا فرض ہے۔ مجھے خوش محسوس ہوئی ہے کہ آپ دونوں ایک ہو جائیں اس سے بڑھ کر میرے لئے اور کیا خوش ہو سکتے ہیں۔ مٹان بھائی عروج تم کو بہت جاننا ہے وہ مجھ سے سارا دن آپ کی باتیں کرتی رہتی ہے۔ بھائی تم سے کتنا محبت کرتا ہے، انہی اس کا دل تو ڈھنگور نہ رہا آپ کی جدائی میں تنگ مگ کر لیتی جان دے دے گی۔ میں نے کہا۔ رشتا باجی یہ زمانے والے لاکھ روپوں میں ہی رہا رہیں اور میں کھڑی کر رہی ہم لڑ کر ان کو گرام میں ہم پر مشکل کا کام کر مقابلہ کریں گے۔ تمام سادہ سے گھرانے کے لئے یہ کھڑ تھی کہ کوئی حالت بھی ہڈاری محبت میں کھڑ نہیں ڈال سکتی۔ پھر رشتا بہت ہی اچھی لگتی تھی۔ مٹان بھائی میری رعایے کے اللہ تعالیٰ آپ دونوں کو بہت ہی خوشی نصیب کرے۔ اسی طرح اپنی خوشی وقت گزارتا ہوں پھر جرح ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بڑی خوشی ملی کہ میں نے گورنمنٹ اور فٹنٹس کو گیا تھا۔ میں نے ملدی ہے۔ یہ خوشخبری عروج کو سنائی تو، بہت خوشی ہوئی کہنے لگی۔ مٹان جان اب تو ہم روز ہی مل کر رہیں گے کیا کہ گورنمنٹ سے شکر گزار کا سطر صرف دو گھنٹے کا ہے۔ گورنمنٹ آتے ہی مجھے چھ دن کی چھٹی لگتی۔ ہر روز دن باجی میں نے ڈھائی اور گھر جانے کی غباری کرتی تھی۔ کونسا گوشہ لڑن کر کے کہہ رہا تھا کہ

وقت کا ٹھیکہ جو پرواز رہا ہم ایک اور سے سے
 لئے رہے اور اسی طرح چہ ماہ گرفتہ کر رہا پھر
 ایک ایک عروج کی جانب سے موٹا ہر دو ایک ہونا
 شروع ہو گیا ہم اکثر رابطہ کرنے کی کوشش کرتے تو ہر
 بند ہوتا تھا کہیں کبھی نہیں بھی جاتا تو عروج کہہ دیتی۔
 چنانچہ آج ہی حیثیت ٹھیک تھیں سے سردی سے گل
 بات کر گئے ہیں۔ ان دنوں میں عروج کے دن بے کو کچھ
 ہوا بدلے ماحول سرد رہا تھا۔ ایک دن رات کو تیری
 ڈیوٹی کی رات دو بجے سے دو گھنٹے تک وہ
 کھٹے میں نے حسب عادت عروج کا ٹمبر ڈیوٹی کیا رہا۔
 مسلسل بڑی طاقتور دو موٹا بند کر کے سوئی میرے
 ذہن میں طرح طرح کے خیال آ رہے تھے۔ صبح میں
 نے پھر کوشش کی تو عروج نے کال اوکے کر دی لی۔
 میں نے کہا۔ عروج رات کو ٹمبر لیا ہی بڑی طاقتور
 دیکھتے ہوئے تھیں۔ رات میں عروج کی میری بڑی
 باہمی کا ٹمبر جواز کا ہے وہ اسلام آباد میں ہی ہیں۔ ان
 کے شوہر ہمارے پاس آئے ہونے ہیں وہ باہمی سے
 بات کر رہے تھے میرے بہرے۔ عروج کی کیا رات کو
 دو بجے رات کا ضروری تھا۔ دیکھو چنانچہ ایک ہی
 پہلی جواب اس دنیا میں جیسا ہے میں اس کی تم گھا کر
 کتنی ہوں کہ میرے دل میں تھارے عطا وہ کسی اور
 کے لئے اور میری طبیعت میں تم میری جانوں
 چنانچہ وہ ساتھ ہی سسک کر رو رہے۔ عروج نے جب
 اپنے عروج پہلی کی قسم کھائی تو جواب اس دنیا میں نہیں
 تھا تو میری آنکھیں بھی پونہ ہو گئیں۔ میں نے کہا
 عروج پلیز مجھے سفاک کر دینا کہ مجھے سے غلطی ہوئی
 عروج کھینگی۔ چنانچہ مجھے شک کی فطرت سے دیکھ
 کہ میرے دل کو نہیں نہ لگاؤ نہ میں جیسے ہی میرا جاؤں
 گی۔ فخر رات کو میں نے پھر عروج کا ٹمبر ڈیوٹی کیا کہ
 پھر ٹمبر ہی تو۔ ساری رات میں نے ٹمبر ڈیوٹی کیا کہ
 بے سوچ سمجھ میں نے دوشلا کے ٹمبر پڑائی کیا کہ چلو اس
 سے پیو نہ ہوں کہ عروج مجھ سے بات کیوں نہیں کر
 دیتی آخر یہ کیا ہے۔ حقل جاننے کے تصور دیکھا کہ پہلی

تھکن یا نہیں سے کال ڈیسکو کی نہیں لے کہا رہتا باہمی
 سے بات کہتی ہے تو وہ بولی۔ کہاں جان رہتا ہی ایسے
 کرنے کے لئے فیصلہ آ جا رہا ہے اب وہ اس ہی
 ملاں ہی سے پاس ہو گی۔ میں نے پھر جواں میں
 کب آتا ہے تو وہ ہی کو دو سال کے بعد اور ذہن بند
 ہو گیا اس طرح دو سال تک میرا دوشلا سے رابطہ نہ ہو
 سکا۔
 یہ بھی ایسی بات کی رات میں جب میں نے
 فیصلہ کیا کہ عروج سے میرے ساتھ دہرائی کی تو
 میں خود کو قسم کر لیا کہ۔ مجھے اسی پر ہائی کی وجہ
 نہیں دینی نہ آ رہی تھی۔ میں نے ہنسی کی یاد کیا وہ
 لیں اور سو گیا۔ رات باہمی کا سو باہمی کے دن شام
 کو سات بجے ہنسی آ رہی۔ اس طرح پڑائی کے عالم
 میں وقت کا بھی اتنی منزل کی جانب خود پرواز رہا۔
 میں مسلسل عروج کا ٹمبر لیا کہ وہ باہمی پر بارگام ہی
 رہا۔ میں ذہن سے بند چلا گیا ایک لمحے عروج نے
 کال کی اور کہا۔ چنانچہ میں جانتی ہوں کہ تم سے
 بارگام ہو مگر نہیں کہ خبر کہ میں کس صحبت میں چلا
 تھی۔ دو سال چنانچہ میرا پس اور موٹا بھی چوری ہو گیا
 ہے۔ کسی نے آفس سے چھوڑا ہے بڑی قسم بھی
 وہی استعمال کر رہا تھا اور ساتھ میں بڑا روئے بھی ہے
 تو کہ بیوی کی نہیں تھی۔ وہ بھی ساتھ ہی تم ہوا ہے۔
 میں نے عروج کو بھی ایک قسم کی ہنسی ہوئی تھی کہ
 میں دنوں پہلے چوری ہوئی اور تم نے آج بتا دی ہو۔
 عروج دیکھو موٹا چوری کرنے والے نے آخر آپ
 ہی کی میں کیوں استعمال کی اور بھی صرف رات ہی کو وہ
 کیوں استعمال کرتا تھا۔ میں باہمی کو چکا تھا مجھ
 کو نہیں آ رہا تھا کہ آتے کیا ہوں۔ اور دو روز مجھے بتا
 وہی کی اور میں نے دو تہا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میں
 نے اس کو کئی ہی حوصلہ ڈال دیا کہ عروج میری جان تم
 پریشان کیوں ہوئی وہ تم دونوں ہی کو اس کا کوئی حل
 نکال ہی نہیں ہے۔ عروج نے کہا۔ چنانچہ انہیں بڑا دک
 وہ سے چاروں میں سے جو کچھ مجھے لگتا ہے

کھال دینی ہے۔ میں نے اس کو کئی ہی کر تم نظر نہ کر۔
 میں ساری رات سوچا رہا کہ کیا کروں۔ چوری کروں
 لڑکوں اور لڑکیوں کی جان سے اوروں۔ آخر کیسے
 تھیں بڑا دک ہندوست ہوگا کہاں سے لاؤں گا میں۔
 یہاں پر مجھے قیاس پیمانی کی ایک فرماں یاد رہی ہے۔
 وہ کہتا ہے کہ
 اسیاں جو نہ لانے تو اور کیا کرتے
 نہ جن سٹو سٹو جاتے تو اور کیا کرنے
 اندھا رہا تھے آ جا تھا دوشی کی بلیک
 ہم اپنا گھر نہ جلاتے تو اور کیا کرنے
 اور آخر کار میں نے اپنے بھائی بھینوں اور
 لڑوے میں باپ کا گھر کھونٹا اور انہیں میں خیر ساری
 کہ میں باہمی اور میں باہمی باہمی کو آپ
 پیسے بھی بیچ سکوں گا اور ساتھ میں لے لینا فخر کی
 تہہ لیا گیا۔ نا فخر میں نے عروج کو دوسرے ہاتھ
 گھر اوروں کو نہ رہا۔ ایک ہاں کے گھر سے خدا یا ہو
 میری چھوٹی بہن نے کھسا ہوا تھا۔ جو جب سے چھوٹی
 تھی اور وہاں ہی بہن نے لاڈ لی اور بھاری بہن کی۔ وہ
 لوگ کسی قدر تو تھک چکے تھے۔ اس بات کا اعزاز
 کے ان الفاظ سے کہ بڑی یاد چلا سکتا تھا جو اتنی سے
 بیگم کہ پڑے بھی نہیں ہمارے سے لگتا تھا۔
 چنانچہ ہماری تم کیسے ہو گھر کیوں نہیں آتے ہو
 تہا رہی صحت اور تہا رہی طبیعت کیسے ہے تم سے
 بات کیوں نہیں کرتے پلیز بہا بہا ضرور بتانا دو کہ تم
 ہم سے کیوں خفا ہو چکے اور تم نے جیسے ہی تم کو کھلا
 دیا ہے۔ ہماری تہا رہی پاس سے نہیں ہیں تو نہیں بتاؤ
 میں فخر کی خاطر کہ تم کو دیتے ہیں کہ ہماری پلیز تم ہم
 سے رابطہ ہو۔
 اس طرح گھر سے کسی خطا نے تم کو میں نے دل پر
 پھر دیکھا کہ ایک کامی جواب نہ رہا۔ پر ایک دن میں
 نے دل کے ہاتھوں مجھ کو پھر گھر فرما لیا تو میرے
 چہرے پہلی سے کمال زیبی۔ یہی کہانی لگا۔ چنانچہ
 لگا ہی تم کی جاننے کہ ساری تہا رہی میں ہمارے

لڑوے میں باپ مر جاساں تو پھر تم ان کا دوشلا دیکھنے کے
 لئے آؤ گے۔ وہ دن بھی باہمی سے جو نہیں کھینچیں
 آئے رہی۔ آخر یہ کیا ہے؟ سب بہن بھائی دو روز
 بات کر رہے تھے۔ میں نے کہا کہ اسی ہی سے بات
 کرنا کہ انہوں نے بات کرنے سے سنا ہوا لگا رہا۔
 آخر میں نے فیصلہ کر لیا کہ کل ہر صدمت میں چھٹی
 لے کر چلا جاؤں گا۔ اگلے صبح دن باہمی چھٹی لیا اور
 آ گیا۔ چھٹی کے باہر والے دن باہمی سے چھٹی کا
 گھر کی حالت دیکھ کر میرے ہنسی اڑ گئے۔ چھٹی پر تین
 دوسرے بڑا ہوا تھا تو کی اور گھر کی ہر شے گھری ہوئی تھی
 پڑوے سے بھی کیا رہیوں میں سوکھ چکے تھے۔ ایک کمرے کی
 صحت بھی گھر کی تھی۔ وادوں پر پکاؤں نے گھر
 بنائے ہوئے تھے۔ سب کے کپڑے پرانے دو بکے
 تھے۔ میرے قدم چھل تھے وہاں ہی رنگ چکے تھے آبی
 بہت ڈی کی میں سکوں۔ سکوں کی میں دوپٹے کی
 بہت سے میری بہن نے سکوں ہانا چھوڑ دیا تھا۔ میں
 سب کو لار کر سے میں چلا گیا۔ سب کے ہونٹ نئے
 ہوئے تھے مگر اس نظر میں بہت سے سال لگ رہی تھی۔
 میں ناموش سے سب کچھ دیکھا اور پھر گھر سے میں
 سو گیا۔ کافی دوسروں کے بعد ہی کی کی آواز میرے
 کان میں چڑھی کہ وہ نہیں کہہ سکتے کہ پچھلے کئی عرصے
 ان سے فریڈ کو اتارے گا گھر کا نظام چلے گا کیسے
 رہی ہے پکڑنے کے کروں کی یا پھر اور کروں گی۔
 میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میری جیب میں تو وہاں ہی
 کا رہا ہے کہ میں تھا۔ میں اٹھا ہوا ہل چار چنگ پر لگا ہا
 اور باہمی کی طرف نکل گیا۔ میری غیر موجودگی میں عروج
 سے میرے ٹمبر پر ایک بیچ سینڈ کراہو جو کچھ میں تھا
 — چنانچہ میں جانتی ہوں کہ تم نے میری خاطر بہت سی
 قربانیاں دی ہیں اور بہت سہولتیں ہوا دست کی ہیں۔
 آج میں بہت فخری ہوں کیونکہ آپ نے میرا سارا
 فخر اتار دیا ہے کہ تم گھر دیا میں بہت جلد نہیں تھیں
 بڑا روئے رہا ہوا ہوں گی۔ — بیچ میری غیر
 موجودگی میں میری بہن نے پڑا ہوا کہ عروج کی

کاہن لنگھو۔ سام چاہیے کہ قریب میں گھر رہیں
 آقا تو قیامت رہا ہوگی۔ گھر ہے حضرت، دلیل کہیں
 کم طرف ہے جسے کہیں کن کن تیروں کی ہچکچاہڑ ہوئی اور
 آنکھوں کے دنگے بار بار کھرے نکال رہا۔ اس وقت
 شام کی آوازیں بوری تھیں اور میں نے دے دے ہوئے
 گھر کی دینک چھوڑا اور واپس اپنی اپنی رہ گیا۔
 اس طرح وقت گزرتا رہا اور میں بھی کھار
 بہا ہوں کہ کھانے کے گھر والوں کی خدمت پر کچھ
 لیا کرتا تھا۔ کن پار میں نے بات کرنے کی بھی کوشش کی
 مگر بات نہ ہو سکی وہ لوگ مجھ سے بات کرنے کو تیار ہی
 نہ تھے۔ آنکھوں کا دل با دل چمک چمک نہیں ہوتا اس کا
 دل بہت نرم ہوتا ہے۔ ماں تو ایک عسکری جہازوں ہوتی
 ہے۔ ماں تو چار کا گواد ہوتی ہے۔ ماں آنکھوں کی ہوتی
 ہے۔ کپ کا سایہ ایک۔ سانپان ہوتا ہے وہ لوگ اندر
 ہے تو پتہ چلتے تھے ان کو میرے پاس سے کسی ضرورت
 تھی۔ وہ مل ہی گزرتے ہوں گے کہ گھر سے فون آ گیا
 میں نے سب سے بات کی آخر میری ماں نے کہا۔
 چنانچہ جینے کب آتا ہے میری آنکھوں سے ایک بہہ
 رہے تھے کاش یہ لوگ میری بھوری کچھ ہا گیا۔ میں
 نے کہا۔ ایسی ہی دیکھو اور تک ضرورت آ جانے کا پھر
 میں دن دن کے اندر میں چلا گیا۔ سب گھر والے سے
 یہ طعناں لگتے تھے۔ ہلے ہلے ہلے ہلے ہلے ہلے
 لگے لگا تو میں پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تو میری ماں
 کے چہرے پر پینگی بہ رہے تھے وہ بھی مجھے جینے سے کاک
 کہ بہت دور کی اور بار بار چار سے میرے ہاؤس میں
 اور میرے چہرے سے ہاتھ پھیر رہی تھی۔ میرا نام چم
 رہا تھا۔ ماں کے سینے سے لگ کر مجھے بار بار اس کو منا
 غنا۔ اور عروج سے اب چھپ چھپا کر ہی بات ہوا
 کرتی تھی۔ ایک دن مجھے بخار ہو گیا تو میں دونوں لے
 کے شہر گزرا آقا تو چاہا کہ عروج سے ملاقات ہوگی
 تو وہ پوچھنے لگی۔ چنانچہ آقا ہوا میں نے خبر سے ہے
 گا۔ ہاں عروج مجھ سے بہتر ہے ہاں وہاں لے
 گئے۔ آقا ہاں۔ پھر وہ مجھے اس وقت چلی ایک
 آسودہ کے بے سوگند ہاں

ہوئی ہے۔ لگی زبان کمانے کا آؤڑ دے دیا۔ کمانا
 کانے کے بورد آؤس کر لے آئی۔ کیے گی۔ چنان
 میری جان میں نے ایک خاص بات کرتی ہے۔ عروج
 تم ایک ایک بڑا ہاتھی کر میں تو اپنی جان کی بات سننے
 کو تم میں گیا۔ پھر کہنے لگی۔ چنان اب تم ایسا کر
 اور پھر سول کی خواہش مجھ سے میں چاہتی ہوں کہ
 تم اپنے گھر والوں کو ہمارے گھر سے دینے کے لئے
 سنجے ہی دے دو۔ اب مجھ سے زیادہ انکار نہیں ہوتا۔ ہے
 بات میں نے عروج کی زبان سے تو یہاں اور کہنے سے
 جہم اٹھا اور میں نے عروج سے کہا۔ عروج دانی تم
 کہہ رہی ہو۔ ہاں چنان میں ہی کہہ رہی ہوں اور ہوش
 دھاسا ہے کہ رہی ہوں۔ کیا گویا ننگ ہے؟ نہیں
 عروج مجھے ہم پر شک کیسے ہو سکتا ہے۔ میں آج ہی گھر
 جا کر بات کروں گا اور پھر عروج کہنے لگا۔ میں میری
 چھوٹی سی ایک خواہش ہے اگر پہلے وہ پھوٹی کہوں تو ایک
 جلدی سے کہا۔ میری جان بتاؤ کہ اپنی جان کی بات
 خواہش کیا بڑا خواہشیں پوری کرنے کے لئے تیار
 ہوں۔ عروج کہنے لگی۔ چنان مجھے اپنے کانے کا لاکٹ
 اور میں جس پر تھما ہوا کھانا کھا ہوا پینا کھانے سے کچھ
 سوچ کر ہاں کر دی تو وہ بہت خوش ہوئی۔ کچھ مہینے مہینے
 ہوا اور عروج نے کہنے سے تم میرے گھر سے آ جاؤ
 بڑا دور رہنے کا بندوبست کیا غنا اور اب اس نے
 لاکٹ اور چمنا کہہ دیا ہے کھانا بنانا بہت تیز ہو
 چکا غنا اور میں نے ہوئی کی حالت میں چار پائی پر پڑا
 ہوا تھا۔ میرا سارا جسم پیلے میں شہو تو تین ساتھی
 رات سوچ رہا کہ اس کو میرا اٹھانا کیوں نہیں
 آگئی یہ خیال ایک ہی سوچ میرے جسم کے کولنے
 نکلے کر رہی تھی کہ عروج تم تو میرے ہاؤس سے
 بخوبی واقف ہو سب کچھ جانتے ہوئے بھی مجھے کیوں
 مزید اٹھان میں ڈال رہی ہو۔ ایسا اٹھان جس کو پورا
 کرتا میرے اعتقاد میں نہیں ہے۔
 اچھوہ چنان میں نے ان کو کہنے کے لئے اور اتنے
 ہی میں مابرو تک پہنچنے لگی۔ کیا میری جہم
 چاہے

گی اور میں واپس اپنی چوٹی پر چلا آیا۔ ہر ایک دن
 عروج کا فون آ گیا کہنے لگی۔ چنان کہ لاکٹ اور چمنا
 بن گئی ہے۔ چمنا مجھے دن دن کے اندر ضرور چاہتے
 پینز جلدی کر رہے چنان۔ میں نے صاف صاف کہہ دیا۔
 عروج دو چالیس بڑائی بن رہی ہے جو میرے پاس
 نہیں ہیں۔ پینز عروج مجھے کی کوشش کر رہی ہے
 ہوش اور اس طرح بار بار فون کر کے عروج مجھے مجبور کرتی
 رہی اور ایک دن عروج صاف کہنے لگا۔ ہر ایک بات کو میں
 ذرا بی بی پر تھا کہ بات کے تین سے عروج کا فون آ گیا۔
 میں نے جلدی سے کال ریسیو کر لی۔ چنان اگر
 ایک ہفتے کے اندر لاکٹ اور چمنا کا بندوبست ہو گیا تو
 ٹھیک ہے ورنہ اپنے گھر والوں کو ہمارے گھر آنے کی
 ذمت بند چاہئیں تو سارے اٹھائے اور گھٹیاں لے
 اور فون بند کر گیا۔ میں نے کہا۔ میری جان تم کچھ
 نہ کرو میں پوری کوشش کر رہا ہوں میں بہت لالچ
 ہاؤس میں نے اپنی جان کے گلے میں ڈالوں گا تو عروج
 خوشی اور کہنے لگی۔ چنان عروج۔ ہاں میری جان۔ پھر
 میں نے اپنا خرچ چا کر کچھ اپنی گھر کو گھوم دو ہفتوں
 ہوا کہ میں نے آنکھوں سے نام کا لاکٹ اور چمنا
 بنا کر روک لیا گیا۔ ایک راتک میں سو گیا تو میرے
 ساتھ دوسرا لاکٹ جاگ رہا تھا۔ میں نے کہا۔ چنان کمانی
 جلدی اور چمنا بہت فریب ہو گیا ہے۔ میں جلدی سے
 اٹھا اور پھپکا ہوا ہے تو وہ کہنے لگا۔ کھیر میں ڈالو آ
 گیا ہے۔ وہاں بہ بہت زیادہ چاہی ہوئی ہے۔ انکی
 بھی ایک کو فرات فون آتا ہے ہمارے پوری کی پوری نیم
 راتوں رات میں رازہ کوٹ چاہتے ہیں۔ سب لوگ تیار
 ہیں میں بھی جلدی ہے تیار اور پھر ضروری سامان
 لے کر گاڑی منڈا کر کے اٹھائیں ساتھیوں بہت دور
 دن کا سڑنے کرنے کے بعد ہم شیر خوار گئے۔
 دو لاکٹ بہت رات دو بجے پہنچے دو کھانا ہاں کی
 تو دن باری اڑتی تھی میں ہی حالات، کچھ عروج کا
 ہاں چمنا کی جی کا تھا کیوں کہ یہاں میرے مسلمان
 بچوں کے ساتھ تھے کہنے سے لائیں اٹھا اٹھا کر
 آسوں گے بے سوگند ہاں

میرا دماغ ہو چکا تھا۔ کسی کا بار دہشتی تھا تو کسی کی
 ناگہ نہیں تھی۔ کوئی صحت کے بچے وہاں ہوا اور آواز ہی
 رہے رہا تھا۔ مگر کیا کر سکتے تھے کالنے نہیں ہوسکتے
 پورے خاندان پر مجھے نہیں کسی ان کو دنے والا ایک
 ہی انسان تھا۔ مجھ سے معلوم ہے ماؤں کے ساتھ لپٹے
 ہوئے مر چکے تھے۔ لاشوں کو ڈھیروں کا اٹھا اٹھا میرا
 جسم لے جان ہو چکا تھا۔ ایک دن میں اور میرے سیرا
 ساتھیوں نے ایک سو ہاں کھلی کے ہوسٹو کو اپنے
 سرکاری جزیرے سے پار سہائی دینی تاکہ رابطہ بحال ہو
 سکے۔ اس دن شام کو عروج کا فون آ گیا۔ میں نے
 اس کو اصرار کے حالات بتانا چاہے تو اس نے میری ایک
 بی بی فون لے لی۔ چنان لاکٹ اور چمنا میں نے کہا
 نہیں ہاں۔ میں نے کہا کہ کہہ گئی ہے کھیر میں ڈالو
 میں بہت صدمہ ہوں جو بھی اور سے کالوں ہوں کاتو
 آ کر اپنی جان کے گلے میں ڈال دوں گا۔ چنان
 ہاں میری جان ہاں کج ہے۔ عروج بہت خوش ہوئی
 تھی کہ تفصیل سے بات کر چکے تھے۔ عروج فون بند ہو
 گیا۔ رات کو مجھے سخت بخار آ گیا اور میں ضحاک اور کچھ
 اپنے کپ میں آ کر کھینچ میں ہم نے زمینوں اور زرد
 نچا جانے والے لوگوں کو بچوں کو گور بچوں کو جان بچوں کو پتہ
 دے دیا۔ کئی کئی خود بنا رہا ہو چکا تھا ہم سے جان ہو چکا
 تھا۔ دنگ بھی بیٹا اور وہ ہو چکا تھا اس کے باوجود کئی
 میں نے اپنا خیال نہ کیا اور تمام زمینوں کے لئے
 اور بات اور خراب کا بندوبست کرنا ہمارے لئے ایک بل
 اور رہتا تھا مگر میری صحت دن بدن مزید خراب ہوتی
 چلی گئی تھی۔ ایک ہفتے کے بعد میرے ایک سسٹر آفسر
 نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو بولا۔ چنان چنان میں
 فیوں چاہتا کہ تم مزید بیماریوں کو تھما رہی صحت بہت
 خراب ہو چکی ہے میں چاہتا ہوں کہ تم واپس گھر جانا
 چلے جاؤ۔ بیٹا بہت اصرار سے وعدہ ہے کہ ان لوگوں کی
 خدمت کے لئے تم جب جاؤ گے میں تمہیں وہاں بلا
 لوں گا۔ دوسرے دن مجھے بڑی ہی ناگہانی کا پڑا اور کوٹ
 کھیر سے گھر جانا پھینکا دیا گیا۔

رات کو میں سو رہا تھا کہ خواب میں میری جہاں کے تمام عناصر ظہورِ قلم کی طرح میرے ذہن کی سکرین پر چل رہے تھے۔ ایک لڑکی سکیاں لہنے ہوئے گھر سے تھی۔ بھائی جان ٹلنے میں سہری ہائی، میرے بھائی میرے الو میرے چچا سب لوگ سر کیے ہیں ماں بھی مٹی ایک وار کے نیچے دی ہوئی آغزی نکلیاں ملے وہی ہے اور ہرز باز نہدنگ چکا ہے میں امی کے ایک لادائی کپھ میں ضرع مزاج ہوں چیلز ان لوگوں کو نکالو اور ساتھ ہی دروازہ دروازہ سے دوڑنے کی جو تہری آگھکل گئی۔ میں ایک دیوار کے ساتھ لگ کر رونے لگا۔ میری حالت یا کھوں کی طرح ہر جگہ میں ایک خواب نہیں بلکہ حقیقت کی جو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا کہ میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ یہ نہیں اس میں جانتے تھے لوگ اپنے پیادوں سے چمڑے گئے، کتے لوگ لاہر اور بے سہارا ہو گئے، وہ حضرت درویش تھے، کتے پتھر چمڑے گئے، کتے والدین سے چمڑے گئے، کتے باپوں اپنے لخت جھروں کی لٹائیں اٹھانے لگیں کہ وہی نہیں، کتے نہیں اپنے بھائیوں کی پکار رہی تھیں۔ یہ ایک قسمت کا سفر تھا میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی باگیاں قیامت نیز گمراہی سے برسرِ مسلمان کو اپنی خاصیت میں رکھے۔

میرے کچھ نئے دنوں کی جھنجھلی کی میں نے عرض کر فون کر کے آنے کی اطلاع دی ہے کہ وہ پورے رات ترتیب دے دیا گیا اور شکر گزارہ ہوئی میں ملے گا دقت ہے وہ گیا۔ ہم دونوں اپنے سفر و دست پر ہوں کھانچے تھے۔ ہر نئے لگ چاہے بی اور مختلف موضوعات پر باتیں بھی ہوتی رہیں۔ پھر عرض کیے گی۔ مٹان کہاں ہے میرا لاکھ اور جینین میں نے جلدی سے جب سے نکال کر عرض کے ہاتھوں میں چھو دیا اور کہا کہ میں کر سکتا ہوں کہ کربلا لکھا ہے۔ 7 کتبے گی۔ زمین تم فروسی ہر گئے میں ڈال دو۔ میں نے کہا۔ عرض ہے زمین کون ہے جس کا نام تم نے رکھی ہے اس لیے کہ۔ کتبے کی مٹان ہوئی۔

میری مٹان میں کتبے ہیں اور میں نے عرض کیا کہ میں نے عرض کی ہے مٹان کے جسے زمین کی مٹان

کا نام میں کر چکے ایسے گے بیسے عرض نے میرے سینے میں چھرا ٹھونک دیا ہوں۔ دو بہت پریشان ہو گئی تھی۔ اسے میں نے بفر کھانے لے کر آگیا اور عرض کیے گی۔ مٹان چیلز کھانا کھا ڈکڑ میں دو باغیا کر عرض خدا کے لئے تیار ہیں کون ہے۔ میں نے عرض کی بہت سے ناؤں کھینچیں کیں اور کہا عرض تم مجھے دیکھ کر ساری دنیا کو بھول جا کر مٹی میں اودھائی میں ساتھ بیٹھا ہوں اور تم کھانے میں مٹی کی زمین کیسے ٹھکرا گیا ہے۔ میں وہاں سے آ کر ہر روز گئے گا دیکھیں میں پڑا عرض مجھے آواز ہی دینی وہی کہ میں نے اس کی ایک بھی دہنی اور ایک نہ سخم اونے والا درو میرے سینے میں اٹھ چکا تھا۔ عرض نے ایک ایسا دہنم دیا تھا کہ میں موت سے پہلے ہی سر چکا تھا۔ میری حالت بہت خراب ہو چکی تھی۔ میں نے قیامت دہان سے بے خبر، دو چکا تھا مجھے کچھ ہونے نہ تھا مادہ میں گرا کر میرے ماتھے پر چوٹ لگنے سے خونا بہ رہا تھا۔ میں اس حالت میں اپنے دوست آصف کے گھر میں گیا کیسا وقت دو کھانا کھا دیا تھا۔ مجھے اس حالت میں دیکھ کر دو تپ اٹھا اور اس کے ہوش اڑنے اور پریشان ہو کر پڑا۔ مٹان دیکھا ہوا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ میں نے وہم ڈیئے ہیں۔ میں نے کہا کہ میری عمر میں نے ساری بات آصف کو تفصیل سے بتادی تو آصف نے کہا کہ ہوسکتا ہے انہماں میں لٹھی سے اس کے منہ سے نکل گیا اور ہین کا نام۔ میں نے کہا۔ آصف بھائی میں نے نہیں بتایا تھا میں کوئی نکتہ کھڑا عرض نے نہیں بتایا ہے ہر روز کوئی بات ہے۔ یہ سینے ہی آصف لے میں آگیا اور پڑا۔ مٹان میں نے بھی کسی میری کوئی بات مانی ہے میں نہیں کہتا دہا ہوں کہ بڑی ٹھیک نہیں ہے کہ تم نے میری ایک نئی۔ میں نے نہنارے لے لیا کچھ نہیں کیا۔ میں نے تم کو ڈالی حالت میں ہے ہوتی ہے عالم میں لٹھی کی حالت میں بھی سمجھا یا مگر تم اس کے مجھے ہاتھ سے لٹھیا کر لے کر آگے چلے جاتے ہیں اور میں کھینچنے چلا جا رہا ہوں۔ شکر گزارہ ہے روز آتا جاتا ہے مجھے نہیں ملے گا۔ میں نے کہا کہ یہ مٹان کے کمرے میں بیٹھا بیٹھا ہے۔ زمین مٹان کی ساری رات اس سے

آصف کی جلی جلی باتیں کر دہا میں گمراہ کیا اور سو گیا۔

عرض مجھے باور میں کر رہی تھی کہ میں نے اس کی کال دہی ہوئی۔ اسی طرح دو ماہ تک میں نے عرض کو کئی ماہ ملنے کیا۔ ایک دن میں نے جابلہ کی فصل کو پانی دینے کے لئے تھک کر چلا ہوا تھا اور ایک درخت کے سامنے میں بیٹھ کر عرض کا ٹھہرنی لڑائی کرنے لگا کر وہ مٹی میں ڈال دیا تھا۔ اسے میں ہارے ہی گاؤں کا ایک لاکھ لاکھ میں کا نام میرا لقب دینے پر ٹھانے کے لئے آگیا اور میرے پاس بیٹھ گیا اور ہم کچھ شب بگٹے رہے۔ اس دوران میں بھی میں نے عرض کا ٹھہرنی لڑائی مگر جواب میں میں نے ہوا دیا پھر میں نے کہا کہ میں نے اپنی دیکھ دیا اور پانی کا رخ دوسرے گھٹائی کی جانب موڑنے کے لئے چلا گیا۔ جب دہا میں آگیا تو پھر میرے موبائل سے دو نمبر دیکھ چکا تھا پھر کہنے لگا۔ مٹان بھائی ایک بات پڑھوں۔ میں نے کہا ہاں کیاں میں پڑھوں پاد۔ تو وہ پڑھا۔ یہ نمبر کس کا ہے؟ میں نے بھولتے پڑھا اور اس کے نمبر میری کزن کا ہے تو وہ اس کا پاد اور پاد چلا گیا۔ مٹان بھوت میں بولے میں اس لڑکی کو اپنی طرح جانتا ہوں۔ میں نے کہا تو وہ کہتا ہے۔ کہنے کا ضرور دیکھیں گا پہلے تم تاؤ اس کے ساتھ تھا وہ کیا تعلقات ہیں۔ میں نے یہ کہہ کر ان کو ڈرا کر کہیں دو مجھے بھی کئی ہے پھر ظہیر کہنے کا مٹان بھائی کہیں اس کی بہت سے چکروں میں آج نہیں جانا یہ بہت چالاک لڑکی ہے اور بہت جوش مند ہے۔ اگر تم بیات اور تو اس کے ہاں ہے میں کچھ بتاؤں۔ میں نے کہا ہاں اور کہیں میں ضرور بتاؤ تو ظہیر کہنے لگا۔ اس کا نام عرض پیادہ شکر گزارہ کر لڑکھوں میں بچہ رہی ہوگی ہے اور سکول کے داس پڑھیں گے ساتھ اس کے بہت ہی صلاحیت کے تعلقات ہیں اس پر سکول کا نام زمین ہے اور میں کھینچنے چلا جا رہا ہوں میں ہر روز رہا ہوں۔ شکر گزارہ ہے روز آتا جاتا ہے مجھے نہیں ملے گا۔ میں نے کہا کہ یہ مٹان کے کمرے میں بیٹھا بیٹھا ہے۔ زمین مٹان کی ساری رات اس سے

باتیں کرتا ہے اور اس نمبر پر اپنی لہجہ کو کراہا ہے۔ اس طرح سے میں اس نمبر سوا بھی طرح واقف ہوں۔ مٹان بھائی کوئی پانچ ماہ پہلے کی بات ہے کہ زمین نے ایک وجہ تھیں کہ دونوں اس لڑکی کے گھر میں بھیجا تھا کہ جاؤ اور اس سے نہیں ہزار روپے لے کر ہزار روپے لے کر آیا اور اس میں سے زمین نے دو ہزار روپے بھی دیا تھا اور کہا تھا کہ کس کو بتانا نہیں ہے۔ وہ پہلی چند دن پہلے کی بات ہے۔ زمین لاد رہا تھا اور ہوا تھا تو عرض نے ایک شام کو اسے ملنے کے لئے آئی مٹی مگر وہ جہاں نہیں تھا کمرے میں میں اگلا ہی تھا اور وہ پہلے ہی میری واقف تھی اس نے مجھے ایک ایک دہا تھا جس میں ایک لاکھ اور میں نے کمرے کا رخا دیا پھر میں نے زمین کو دے دیا اس کے بعد دو ماہیں آواز آئی۔ ایک مٹان نے اپنی زمین کو دیا تھا۔ دو گھر والہ کی کسی ڈکان سے خرید گیا تھا کیکس کا ڈبی ہے گورنر انوالڈ کا پتہ اور فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ ظہیر کی باتیں اس میں سبک سبک کر دو دیا تھا۔ میری دیا اپنی جگہ میرے کمرے کے سامنے ٹوٹ بیٹھے تھے۔ عرض میں نے تہجد کی خاطر کی کچھ نہیں اور تم نے یہ پایا کہ عرض کو جھبٹ کی ایک ایک پڑھ کر کوس دہی میں نے تہجد کی باتیں میں لیتے پاد کا سلسلہ دہرا تھا تم سے بہت کر کے میں ایک پل میں بھی سوسا کا نام نے صرف مجھے ایک مطلع بھیجا مجھے سے دل گیری کے مجھ سے کیلیتی رہی تھی مجھے تو کرا اور مجھے جو ڈرا گیا بھی تھا قافا کا مسلح تھا وہ باتیں۔ دو دفعہ دو دفعہ میں دو تفصیل کا سب کچھ ایک دن میں گزرا تھی کہ میں کو اس میں اپنی زندگی بھتا ہوں۔ میں نے تہجد کی خاطر اپنی خاطر اپنے معصوم مبین مہائوں کو چھوڑ دیا۔ اپنا خون سچ کر تھائی ہی خواہشات کو پورا کیا مگر تم نے سب کچھ بھلا دیا۔ آج میرا دل سبک دیا ہے تو پ رہا ہوں اور کالی موت آگئی ہوئی میں مر گیا ہوتا۔ واقعی زندگی میں کسی انسان کو اپنی موت پر بے آبی ہے جہاں میں اس کی ساری حسرتیں آواز دہی ہوتی ہیں اور اپنی جلی جلی واقف ہو گئیں ہیں ورنہ میں دوڑ جھتا دکھائی دتا ہے ایسے

میں انسان کی چیز کی خواہش نہیں کرتا کسی چیز کی حسرت نہیں کرتا کوئی خوشی کوئی غم کی امرہ خواہش نہیں کرتا کچھ سکا پھر ہے جسے انسان زندگی سے بیزار ہو کر موت کو صما نہیں روتا ہے مگر صحت بھی کسی کے قریب آتے ہوئے زندگی سے پھر سب کچھ کتاب ہے کارہار ہے رنگ ما گیا ہے پھر کسی کی اول کے گونے سے یادوں کے بیاں تک سامنے نمودار ہوتے جو ہم کو اپنی پینٹ میں سے لیتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کون سے بالوں کو لہرے ہندو خوشے سے پکارا ہوا اور کون سے گولے سے لہرے کا کام کو کوشش کر رہا ہو۔ ایسے میں ہم کتنے بے بس ہوتے ہیں نہ زندگی ہوئی خوشیوں کو نہ کراہش لائے کتنے ہیں اور نہ ہی نمودار یادوں سے باگ کر سکتے ہیں چونکہ مقام پر جا سکتے ہیں۔ یہ بد میں مبتلی کی ہوائے سامنے کی طرح تمام عمر ساتھ رہتی ہے۔ اتنا زیادتی نہیں کہ ہم سبک سبک کر دوں اور آسویں کو لوں کہ اندر کھڑے رہنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ رسوائی نہ ہو آخر تک یہ نکل ہی گھٹ گھٹ کر عمر میں گے۔ یہ زندگی کتنی بے رحم ہے انسان کو کیسے کیسے ہونے لگاتی ہے کسی خوشی کی تم بھی قریب تک ہی عدالتی کاٹیں ہندو زندگی کے باقیوں اتنے بے بس نہ ہوتے۔ میرے ذہن میں کبھی کی باتیں میں کر ایک جیب کی جگہ شروع ہو گئی۔

جب وہ دن رات اس مشکل میں گزارنے لگے کہ جب عروا سے ملاقات نہ کی تو پتہ چلے گا کیا کیم ہے اور کیا کیم ہے۔ عروا سے تو اپنا کچھ بھی تھیل کر لیا تھا۔ میرا سب اس سے کوئی رعبہ بھی نہیں ہوا تھا۔ اس طرح کے واقعات کی تھی جو ہر لاپرواہی میں درد میں صریح ایک کزن کو ہیں سکول میں جا بیٹھ لی۔ جہاں عروا بھی بچھری ہوئی تھی۔ ایک دن میں نے اپنی کزن سے عروا کے بارے میں پوچھا تو وہ خاموش ہوئی اور بولی۔ مٹھان بھائی کیا تم عروا کو جانتے ہو میں نے اسے سدا ہی صورت حال تفصیل سے بتا دی اور کہا۔ باجی تم ایک دوسرے کے جوان کی حد تک چار کر گئے ہیں اور میری جان ہے۔ عروا کتنی ہے پھر لطف کی تمہارا لڑکائی ہے۔ کسے بیٹھے لگائی

فنسبیں کھائی ہیں میری کزن میرے سامنے کھڑی تھی۔ میرے ہمکنار بیٹھی کھڑی رہی یادوں کے ساتھ لگے ہوئے میری بے بسی کا افسوس بہا رہے تھے۔ پھر میری کزن نے کہا۔ مٹھان بھائی میں مانتی ہوں کہ وہ بھی تمہاری جان بھی ہے تمہاری پینٹ میں نہیں بہت باقی تھی تم سے بہت بہار کھائی گئی مگر اب وہ کڑی جان میں جا چکی ہے اور اب درسی انگڑے چار کر گئی ہے تم اب قبول چاہو یا نہیں گو رو روگت کے دل پہ میں ایک ماگن ہے جو صرف انسانیت ہے۔ میرے بھائی عورت کیا ہرگز میری سرخ میں ماش ملیں میں تو نہ دیکھوں اسے تم کو کیسے دماغ سے کم ساری زندگی گزارتے رہو گے زینچے اور کتنے رہو گے۔ مٹھان کھاتی کر کے کڑی نہیں بچھری کھانے کھانے کا پھر میں نے عروا سے کتنا عارف باجی کو دکھائے وہ کچھ نہ بولنے لگی میرے دھیرے دھیرے یہ کھڑی یہ تعذر یہ کھلے یہ مال اس سے صرف میری ہونے کو میرے کارہار دیکھا تھا بہت لوگ سمجھتے ہیں ہے۔ زینچیں کیوں مرادیں ہو کر مر گئیں ہے تو ہم یقیناً کہیں نہیں کرتے۔ کیسے ہوئے میں نے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آوا میں شکر گزارہ سے ایک ہونٹاں میں تھا۔ میرے پاس میرا دست آصف میرے بھائی لیکن میرے والدین اور میری کزن اور فریڈ کو میرے دل سے بے دراز کر دیا تھا۔ میرے کسے کہ کوئی بنادلی صدمہ پہنچا ہے۔ وہ جتنا ہو گا میرے خوشی رکھو اگر یہ یادوں سے ہوں تو کیا تو کوئی بات چاہا ہوں ہو گا۔ شہزادے اور ہارنہ بچھڑے اور آسویں کے کو تو نہیں لگے گا۔ میری صحت دن دن گرتی جا رہی تھی کچھ کچھ ہوش نہ تھا فائوڑی روپوش سے مٹھان میرے نام نہیں بھائی ٹھیک تھے۔ کوئی چیز کی کی حالت نظر نہ آ رہی تھی میری حالت ایک بچوں کی طرح ہو چکی تھی کیوں باریز میں بھولوں کی طرح کھوسا رہتا عروا کے بیڑوں کے نشان والے روتوں کو چھتا رہتا میں نے آرمی کی نوکری بھی چھوڑ دی۔ ایک سال کا طویل دور میرا مگر میں عروا کی یادوں کے

یادوں میں گم تھا کہ قاسم کر سہ میں آ گیا اور کتنے دن مٹھان بھائی کیا سوچ رہے ہو۔ میں نے کہا کچھ بھی تو نہیں بس باہر کے مناظر کا نظارہ کر رہا ہوں۔ چلو چل دی تیری گھر کو میری بھلے ہیں۔ پھر ہم اپنی گاڑی لے کر میری چلے میرے گھر میں رہائی ایک خوبصورت فخریگی مقام ہے چونکہ اونٹنے مار گئے ہیں ہاؤس اور گرتی آہستہ آہستہ کی یادوں دم لے کر میرے گھر کی میری پھر ہم نے ہونٹوں سے کھانا کھلا دیا وہاں آگئے ایک ایک سارا دل کھونٹنے کی وجہ سے کتنا کھانا ہو چکی تھی میں آتے ہی نیند کی اور وہیں میں کھو کر سو گیا۔

صبح قاسم میرے کمرے میں آیا اور کہنے کا مٹھان بھائی میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں چندی جا رہا ہوں شام میں بیٹھے کھانے کا تیار ہونا چاہتا تھا کچھ کھانے کے لئے کچھ کھانے اور شو لینے میں آگئے ہیں ٹھیک چلے گئے اور پھر وہ چاہا کھانا کھانے کے بعد میرا دل میں آ گیا اور ہم کزن کو ٹھیک ٹھیک چلے گئے وہاں پر ہم نے خوب شاہکب کی اور وہاں آگئے۔ جہاں آ کر میں اپنے آپ کو کافی حد تک سکون دل کر چکا تھا۔ ایک دن وہ قسم لے کہا۔ مٹھان بھائی اب تم ہمارے پاس ہی رہو گے میں اور ہارنہ کوئی اسے میں پوچھیں لے کر دوسرے دن گاؤں تمہارا میں چھوڑ گیا خیال ہے۔ میں نے تو خودی پاں کر دی تو قاسم بہت ہوش نہ ہوا پھر سے کچھ نہ کیا۔ ان طرف میں تو خودی گزرتا تھا لیکن وہ کتنا کھانا کھاسے ہے تو کھانے کے گا۔ مٹھان بھائی اور ہم کئی اسلام آباد کے علاقے یادوں کے قریب بہت خوبصورت مٹھان ہے اور میرے کئے چلنے کے میں نے ہاں کر دی۔

اور میرے ہمکنار وہاں اپنے زمانہ زور کے ہمراہ پارک میں بیٹھے تھے کچھ تو کچھ تو آج کی میر میں ایک دوسرے سے ہیشہ ہیشہ کے لئے جھا کر رہے ہیں مجھے سہارا دینے اور خواہش سہارا دہ کر سوت کی رواری کی طرف چلا جائے گا پھر کبیرہ ہاں ساتھ لے کر گئے تھے ہم ایک خوبصورت آبیاری کے پاس بیٹھ کر کپ شپ لگانے لگے ساتھ ہی مٹھان میں کچھ لوگ خارے تھے۔

بہت ہی خوبصورت مناظر سے بھر کا ہم نے بھی پکڑے
 ۲۱ دگر بھیل میں چھاگ لگا دی اور پانی میں نہایت
 ہوتے بہت چمکا ہوا دبا تھا وہاں میں کساد سے بچ کر
 اسے پھینکے گئے اور تیزی کی دیر یوم بناتا ہوا کافی
 دیکر بعد وہ لک پارک پہنچا گیا اور بولا۔ بولو خان
 اب تم کسی نام لو میں یہاں ڈھنسا ہوں۔ میں نے بھی
 کپڑے اتارے اور وہیں چھاگ لگا دی۔ میں پانی
 میں تیرتا، داہمت دور تک چمکا گیا تھا۔ وہاں میں
 دہان۔ وہاں آگے مت جاؤ آگے ہی پانی بہتا رہا ہے اور
 بہاؤ بھی تیز ہے۔ جب میں نے واپس مل کر دیکھا تو
 میرے ہونٹوں آگے دوڑنے کا ہم سے دل و پیر ہو چھینے
 کی کوشش کر رہے تھے میں نے جلدی جلدی واپس تیرتا
 شروع کر دیا مگر پانی کا بہاؤ بہت ہی زیادہ ہوا چکا تھا۔
 وہ مجھے آسانی سے کساد کی طرف تھکے گا۔ وہاں سے دار
 تھا۔ میرے دیکھنے تو دیکھتے ایک لاکھ گیسو زمین
 بھاگ گیا تھے میں میں پانی میں کساد سے تکتے آئے میں
 پندرہ نو کی دوہی پر تھا کہ ہم نے دوسرے لاکھ کے
 چھوڑا ہوا تھا۔ اتنے میں اس لوگ نے اپنی پانک سے
 پہلے نکال کر تھم کی ناک پر گولی مار دی اتنے میں میں
 بھی کھانڈے پر کھینچا گیا۔ میں جہاں تھم کا ہم کی طرف
 بڑھ رہا تھا مگر کام نہ ہو چکا تھے اس نے دوسری
 گولی کام کے سینے میں بادی اور دھوا بھاگ گیا۔ کام
 زمین پر چکر چکا تھا مجھے کھنڈ نظر نہیں آ رہا تھا قامت پر پابو
 چکی گئی میں کام کے پاس پہنچا تو دو کھد ہوا تھا میں
 بھاگی تھی بھاؤ میں جینا جاتا ہوں پکڑے بھاؤ مجھے
 کپڑے ہوتے دینا میں ذمہ دہنا جاتا ہوں۔ میں یاخوں
 کی طرف ڈانڈے کو ڈالیں دیکھ رہا تھا۔ میری آنکھوں
 کے سامنے جھنڈی چھا چکی تھی مجھے کھنڈ دکھائی نہ دے رہا
 تھا جیسا ڈانڈے کو ڈالی کر آ رہا میں نے کام کو اٹھا کر
 گاڑی میں لایا اور ڈانڈے کو ہسپتال کی طرف چلنے کو کہا۔
 کام کا میری چھوٹی میں تھا میرا ہاتھ اس کی کر کے
 لیے تھا جسے نون ہوتا ہوا اٹھا۔ خاویجہ جہاں میں
 ان میں کوئی کھانسی بھائی میں کھانسی ان کی آنکھیں کھلی چلی

ہو میں کسی کھلی کھلی جاہیں۔ پہلے مارا چروڑو دیا چکا تھا اس
 کے جسم کو ایسے جھٹکے لگ دے جسے کھلی کھلی کا کھنڈ
 گزرا ہوا ہے۔ میں ایسے بھاؤں سے بار بار اس کے
 گم رہتے ہوئے غریب کو سیدھا کر دینا۔ میں اسے ہی کہہ رہا
 تھا کام میں نہیں دیکھیں ہوگا میرا نورا میرا کر پائی تو وہاں
 سترہ گیا ہے میں اسے بھائی کو کہہ نہیں دے سکا وہ لگا۔
 نہ کہنے ہوئے میری آنکھوں سے بھی آنسو بہ رہے
 تھے وہی اور وہاں تھم تیزی سے جہنم کی طرف بھاگے گا اور
 وہاں سے اٹھا دیا کہ چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملو۔
 میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ دیکھ کر رو کر رہی کہنا
 وعدہ کیا تھا کیوں میرا سنا میرے کہنے مجھے ہوں۔
 اب مجھے سہارا دے گا کیوں میرے بتے ہوئے اٹھوں گی
 ہو گا۔ انہی تھم کو دے دے گا وہی کہ گاڑی کے گتے پر
 کھینچی۔ جہنمی کھنڈوں کو کام کی موت کی طرف تو کمر
 میں ایک کھرام چم گیا۔ سب کھرام میں نے کی موت پر
 پائل ہو گیا تھے اور وہاں سے کھریں مارا اور دو
 رہے تھے۔ کام کے بہن بھائی اس کا ہاتھ اور دستہ چم
 دے تھے اور دو کر کہہ رہے تھے۔ اٹھو بھائی نہیں کیا
 ہو گیا ہے تم کھنڈ کیوں نہیں ہو میں غنا میں نے کام کو
 سیت کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ میرے لیے کام کو
 اور کھنڈی اصرار رہا تھا اور پھر آقا تھا وہاں میں سب
 کچھ کچھ کچھ ہوا کیوں کر ہوا۔ سب کچھ ہوا ڈانڈے میں
 میں بلو ہو کر نہیں تھیں ہو تری امان تھوڑی تھی
 میرا ہاتھ پھر کھنڈ چکا تھا اور میں نے آواز ہو کر زمین پر
 گر پڑا۔ جیسے تھوڑی آواز ہو گیا کچھ بولنا چکا تھا۔
 کام کو نہیں کے لیے تھوڑی کر رہا تھا اور میں چلی
 سڑکوں کے پیچھے بھاگتا۔ پکڑا نہیں پکڑ کر رہے تھی۔
 چھوڑوں کے بعد حقیقت سامنے آئے پر مجھے مہانت پر
 رہا کرنا لیا گیا۔ میں واپسی پر کام کی قبر پر چلا گیا جہاں
 کھائی سے دور جہاں میں کھنڈ تھوڑی تھی۔ میں
 کام کی قبر پر آکر دیکھ کر کہہ رہا تھا مجھے میں نے

تھوڑی تھی ایک گروت کی آواز میرے کانوں میں پڑی
 میں نے دیکھا تو میری پوجہ اور کام کی میں اس میں جو
 کہہ رہی تھی۔ مٹان چنا اٹھو یہاں پر کب تک ہوتے
 ہو گئے۔ جانے والوں کو گون گون سکتا ہے۔ جینا قدرت
 کا بھی ایک حکم ہے اس کے آگے ہر انسان ہے جس
 ہے۔ جینا کام کی زندگی بھی اتنی ہی۔ پلڑ میں افکاروں ان
 کے ساتھ واپس کر گیا۔ اس طرح میں لکڑی میں کام کی
 قبر پر چلا گیا تھا اور پھان کی طرح بہت ہی پائیں کر
 کے واپس آ جا رہا تھا۔ ایک شام میں کام کی موت کی
 خبریں کر بہت دور اٹھا یہاں پر میرا کھنڈ تھا۔ وہ پھر کیا گیا
 جاسکتا ہے میرے بھائی اللہ تعالیٰ کو یہی حضور تھا اور وہاں
 تم کہہ رہا تھا۔ واپس آ رہے ہوں میں نے ہوتے ہوئے کہا۔
 آصف یاب اب میں بھی نہیں آؤں گا۔ میں میرا اٹھا رہا تھا
 میں بھی کام کے پاس چلا جاؤں گا۔ میں میرا اس سے وفا
 دینا کہ چھوڑ دوں گا اور پھر ایک فون بند ہو گیا۔ ایک
 دن میں تیریاں سے واپس آ رہا تھا میرے چھوٹے
 بھائی کا فون آ گیا وہ بہت پریشان تھا اور دے ہوتے
 کہہ رہا تھا۔ مٹان بھائی میں جلدی ہو گئے گا اس
 واپس آ جاؤ اور سامنے ہی فون بند ہو گیا۔ میں نے بہت
 کوشش کی مگر واپسی نال تنہی ہو سکی میرا ہونہ چکا تھا۔
 میں اس وقت اسلام آباد سے نکل کر جاسا دیات
 کا سفر کرنے کے بعد کھنڈ کی جہے سفر کھنڈ کھینچ گیا۔
 وہاں سے میں نے کبھی کا کہہ کر اپنے اور گاڑی کھینچ گیا۔
 گاڑی کے پٹیل کی طرف ایک ناکان بن اور تھا وہاں پر
 بہت سادے رنگ تھے گاڑی کھنڈ چا رہا تھا تو کئی بار آ رہا
 تھا پھر پھر گولہ تھا۔ ہرے کھنڈ میں کوئی پر چھوڑ
 کر گیا ہوا ہے تو کئی بھی جہاں سے تھوڑا اور کھنڈ کا کر چھوڑ
 جاتا تھا۔ میں بہت پریشان ہوا کہ آخر ہمارا کیا ہے پھر
 ہی تیزی سے اس جہنمی لڑا نکان میں داخل ہو گیا۔ وہاں
 پر ایک ایسی چٹی ہوئی گئی جس کو سفید پھولوں میں بیٹھا ہوا
 اور وہاں میں مارا کر رو رہے تھے۔ میں نے جلدی سے
 اسے دیکھا۔ کچھ آواز تو سامنے آئی میرے دوست
 تھے کہ میں نے کہا ہے۔ میں مارا کر رو کر حال

ہو گئے تھے پھر میں نے آصف کی امی سے پوچھا تو پتہ
 چلا کہ یہ کچھ انہوں نے کچھ مرحلے میں فریڈ تھا اور
 آصف یہاں پہلے ہی اور کئی کئی بار کرنے کے لئے کہتا
 رہا تھا اور چاکلے اور پے ایک سر باجلی کی تاروں سے کھرا
 گیا اور دو مربع پر ہی پائل چلے ہو گا۔ امی تو کام کی
 موت کے جہوں سے میرا سیدھی تھا۔ امی تو ان ڈھولوں
 سے بھی فون آ رہا تھا کہ ایک یاخیم میرے دل میں تھے پر
 لگ گیا آصف ہی مجھے کھنڈ کھینچنے لگا تھا۔ میں فون کے
 میں فون کے آنسو رونا ہوا تھا۔ آصف تم مجھے چھوڑ کر چلے
 اور اتنے کو چھوڑ رہا تھا۔ آصف تم مجھے چھوڑ کر چلے
 مجھے وہاں میں کس کے سہارے پر زخمہ وہوں گا کیوں
 مجھے سہارا دے گا میں کس کو اپنے دستہ لگاؤں گا کیوں
 میرے دلوں پر مجھ گانے گا۔ اسی طرح دوتے روتے
 آصف کی موت میں اس کے فون کے اور گیا۔ میں نے
 آصف کی موت کو خود کھنڈ چا رہا تھا اور وہاں سے
 اس کی قبر پر کئی گھنٹے اس وقت میری کیا حالت، اور وہی
 دل والے ہی جانتے ہوں گے۔ پھر میں ڈانڈے ہوتے
 قدموں سے اپنے گمراہ گیا۔ گمراہ کر میں نے پھر نوکرنا
 شروع کر دیا میرے ماں باپ میرے بھائی بہنوں نے
 میرے بہت دکھ کا مٹان شوشہ کر دیا مگر میں نے کھنڈ کرنا
 میرے بہت دکھ کا مٹان شوشہ کر دیا مگر میں نے کھنڈ کرنا
 تھے خود کو موت کے خال کے مجھے بہت عیب ہے
 میرا سیدھا ہوا مجھے سلامت کرتا ہے کہ مٹان کام
 کے کھنڈ میں ہوا اور آصف کے قاتل بھی تم ہی ہو۔
 آصف نے چارو تھا دے ہی خاواں میں تمہاری ہی
 ہاواں میں تمہاری ہی سوچوں میں تم ہوگا کمر باجلی کی
 تاروں سے جاگا اور وہ مگر ہوا۔ امی حالات میں
 لڑنے کا بھی آسان کام نہ تھا۔ میرے پاس مذکرہ
 کے لیے تھے تھے سکون کے لئے کوئی اور دساتہ بھی نظر
 نہ آتا تھا۔ پھر میں نے دور ہاواں کا رو کر لیا اور سکون
 دے دہنی کر سکون کی بھی ایک ایک دینا چاہی ہے نہ
 دینا کام نہ کا نہ مگر جہاں مجھے سکون کے بہرے چر

آسانی سے مل جاتی ہے۔ میں نے ان باپ بہن کو ہائی سب کچھ اور سرسٹوں کی دنیا میں بھرا کر لیا ہے آج میں سرگزند کی زمین پر ایک بہت بڑے اور مشہور دارالحدیث کے مزاد کو ایک گھنٹے میں ستر ہزاروں میں طبعی اپنی زندگی کے دن یاد کر رہا ہوں۔

یاد ہے کہ ہم یہاں زندگی اٹھ موڑ پر آئے کی ہیں نے کسی سوچا بھی نہ تھا۔ برسی جسم سے جس سے بھی خوشبو پا کر تھی اور آج بھی جسم گور اور تھی سے آلود ہونے لگی جب سے سکھوں کی خرد گانا ہوا ہے۔ یہی ساری ساری رات سکون سے گھر سوئے اتفاقاً ماں کی یاد ہماری آواز کا دل میں گونجتی تھی۔ چنانچہ اچانک وہ جاگ اٹھی اور آج بھی اس موڑ پر جو برسوں سے نہیں سوئی تھی اور آج ان آنکھوں سے چمک غم ہو چکا ہے۔ میری بیوی کی مانند باور کرتی تھی کہ آج بھی آنکھیں پتھر میں پٹی ہیں۔ سردی گرمی اور سوچ بھلاؤں کو نہیں چل کر پاؤں کی لاپرواہی سے لے کر ہونٹ تک چمٹ چکے ہیں۔ ہاشی کو یاد کرتا ہوں تو آنسو میں ہونے لگتا ہے۔ سوچتے بیٹھے کی مسامتہ کی طرح جا رہی ہو جاتی ہیں۔

مصلحت آباد بھی تھی۔ ہندو سے اندر زندگی سے گونجتی تھی کہ ہمیں بے گناہ گناہ گناہ سے گھر نکال دینے والا نہیں ہے۔ میں کس کے کندھے سے سر دوڑا کر دل کا غبار پٹا کر دیں گوں ہے جو میرے بیٹے ہوئے آنسوؤں کو پونچھ بہت رونے کے بعد ہمیں شے کی گولیاں کھا کر اپنی روح کو سکون دینے کے لئے سوچتا ہوں۔

کو رہے، رکھے وہ ہندو کی کھا لیتے ہیں باقی بچا ہوا میں کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتا ہوں۔ اپنے بے جان جسم کو دیکھ کر مجھے حراج کی یاد آتی ہے۔ حراج اپنی جسم طریقی اور وقت کی بے دلی آ کر دیکھو جن آنکھوں میں کسی خوشی کے وہب جھلکا کرتے تھے۔ اب ان آنکھوں میں اندھیرا ہے۔ زور دینے دونوں میں جن ہونڈوں پر ہر دم مسکراہٹ وصال و فانی کی اس بند ڈھانس میں کہ یا رسول اللہ اور سکھیاں لہوں کی زینت بن گئی ہیں۔ یہی وہی سر پھرانے لگا ہے تو میں غصوں ہوتا ہے کہ مجھے دل کی دھڑکن بند ہونا چاہتی ہیں یوں کتا ہے جیسے اپنی پھکر ہاؤں کا گوشت چھوٹ جاؤں گا پھر وہی ہر دو جاؤں گا۔ میرے قدموں میں داغ طہر پر ایک لغزش کی پیدائش ہوئی ہے اور مجھ سے کھڑا ہوا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ ہر دن میں سے تھم سے تھم سے رک کے خود کو بھرا کر لیا ہے۔ میری بے دلی گرمی ہر دم قائم رہے گی۔ صرف تیری یا رسول اللہ کے سہارے۔ او بے وقتا ہر جانی لڑکی میں نے اپنی مسائیل کی ذوری بڑی مشکل سے تمہاری محبت کے ساتھ بانٹنی تھی جس کی بھاد بھی تاروی حاجت کے پھولوں سے بھی کھلتی تھی ہم پر ناؤ کر تھی جس طرح آج سرخوشی میں خرابی مسئلہ سے اور میں کتا اور میں کاشی میں تم کو اپنے دل کے دہم دکھا سکوں جو تیری مسامتہ ہیں، تمہارے حلقے ہوتے ہیں۔ آج میری زندگی میں دکھی دکھی ہیں اور کتا نے ہی کاٹے ہیں کہ ہونے کے برابر ہیں۔ حراج اور ہونڈوں کے بیٹے پھر چکے ہیں یوں کہتی کہ تیری دل چاہتے ہیں کہ اگر میری زندگی بھی ان کو سنبھالیں تو پھر بھی تیری اور ان ہی انھوں کا۔

سوچتا ہوں میری زندگی کیا تھکے اور کیوں ہو گئی ہے جس منزل کی طرف بڑھتے ہو میرے پاؤں آبلہ پا ہو گئے ہیں۔ میری روح بھی تنگ کی ہے میری زندگی ساری سوچوں کے قریب میں جتا ہو گئی ہے اور مستقل زمانے کے تجزیوں نے آج مجھے ایسے ہی وقت حیرتوں اور تھکوں سے بھرا دیا ہے۔ میری زندگی میں کچھ نہیں ہے۔ اب میں اپنے بچوں کے

دکھ نہیں دلا کر تھیں۔ جاملے والے نونے جاملے ہیں کھائی یاؤں کے وہب دکھ کر جاتے ہیں جو سوا روٹن دہتے ہیں۔ حراج میں جبر کا قائل نہیں ہوں میرے نزدیک محبت دلوں کا پورا نہیں بلکہ دلوں کا مٹاپ ہے۔ ببار کرنے والے بہت ہونے ہیں مگر باوجود کوئی کوئی بھجاتا ہے۔ حراج نونے میرے دل پر کتنے نونے لگا رہے ہیں۔ خیریب آ رہی ہے یہ پانچوں دن اذیت سے بے کامی ہو چکا ہے سوچتا ہوں کہ اب تم کو کہتا ہے کہ حراج خالی کروں۔ اپنا کون سا فیئر کبوں پھونکی تو کبھی میں نہیں آتا۔ اپنا اس سے نہیں کہہ سکتا کہ اب تم کسی اور کی رو تکی ہو۔ میرا اس سے نہیں کہہ سکتا کہ یہ دل اب بھی کئی چیزیں یاد کرتا ہے۔ یہ نئی روح اب بھی تمہاری ہی مسائلی ہے۔ میں ایک ایسے رو رہا ہے پھر آج ہوں جہاں آ کر فیصلہ کرنا میرے بس نہیں کہہ سکتا کہ یہ سوچتا ہوں کیا کروں کہاں جاؤں حراج نونے میرا اس سولہ پر ساتھ چھوڑا ہے یہاں سے میرا ساتھ دینے والا کوئی نہیں۔ مجھے دست دکھانے والا کوئی نہیں مجھے نہیں آتی یہ کسی انھن نے۔ تمہاری جدائی تھی لایبت باک ہے۔ حراج میں تیری یاد کو بھلا دوں تیری یاد مجھ سے حوصلہ نہیں لیکن یاد ہے۔ دل کو سراسیمہ ہونے لگی ہے دل چاہتے لگا ہے۔ میں کتنا ہے بس ہو گئی ہوں تیرا درد دور دور کر میرے سینے میں اٹھنے لگتا ہے کسی کوٹ سین میں کتا سو گئی نہیں کتا چاہتا ہے کہ اپنے بال تو لیں اور ہونڈوں سے سر کر لیں میری زندگی میں اب کوئی نقش نہیں رہتا ہے۔ حراج زندگی میں اگر میں کے دربان جدائی کی دیوار آ جائے تو زندگی صحت میں جالی ہے۔ میں نے اسے بڑے زور سے چھڑا ہے۔ میں کہتی کہ جن کا ذہن بڑھ رہا ہے وہ کس میں نہیں کی طرف چھو رہا ہے مگر میرے لیے مجھے بچوں ہیں میرے محبوب اور مچھلے ہوئے مسائلی تم تک دوسرے سے بہت دور چلے گئے۔ وقت کا پردہ اتنا ہی جاملے گا زندگی کے پانچے بدل جائیں گے ہر ایک کی چیز ایک ہی شکل بنا رہے گا۔ میری زندگی میں کچھ نہیں ہے۔ اب میں اپنے بچوں کے

ند آئیں گے۔ یاؤں کی آجیں دور کے یاؤں میں گونجتی ہو گی۔ حراج تم سے تنگ میری محبت کا سب اثر انداز کر گھر میں نہیں بھر گئی چاہتا ہوں گا۔ یاد رکھنا حراج بے دیا ہونا ہے کہ بھگتاں اور ان کو جاملے کے بھلاؤں پر حراج میں ذہن جاملے کی کائنات کا وجود صحت جاملے کا سب کچھ ہونا ہے جو حراج پر حراج سے حراج سے ہونے کے تب بھی میں تم کو چاہوں گا۔ حراج تم کو کئی مسئلہ لگتی ہوئے ہے میری محبت کا ذوق اذکار میرے جملہ لگی تو ہیں کہ تم کو کبھی صاف نہیں کہہ سکا۔ حراج بھی صاف نہیں کہہ سکا۔ دیکھو حراج میرے سینے پر کتنے زخم ہیں مگر تم میری زندگی سے لکل کر دور رکھنا میں کسی بھی کے ساتھ زندگی کی لگتیں ہیں کسی کو بھی ہو۔ تیری یاؤں کی عقل تیز ہو رہی ہے ابھی ابھی تم ہار لیا کہ باؤں کا روپ دھار دی ہیں۔ یہ بال ہماری آنکھوں سے چمک پڑے گا تیار ہیں بے قرار ہیں اور میں یاؤں کی عقل میں تنگ تنگ کر رہا ہوں چکا ہوں مگر تم کو بھلا نہیں سکا۔ اسے ناکش میں تم کو بھلانے میں کامیاب ہو جاؤ گے کاشا۔

حسین بہاریں لوٹ گئیں

لاٹھی... چچراہم جانی... لیگان



آج اہلیوں دوستوں کے بسرا، باراتیوں کے بسرا، بڑی بڑی گلزاروں میں ایسے ایسے کوہِ سہیلہ ہونے لگے اہٹانے جا رہا تھا، پھر کبھی کبھی ہنسنے جہاں تھیں، کر سکتے گا۔ جاگتی آنکھوں میں ہزاروں خواب سجائے ڈھول کی تال اور دستکارت کے ڈانسنے کے ساتھ ایسا نغمہ گھر جا پہنچے۔ دلہن والوں نے خوب استقبال کیا، باراتیوں کی خاطر نواضع کی گئی، ہر چہرہ خدہ نشی سے چمکنا رہا تھا میں دلہن کے روپ میں دوستوں کے چہرہ تک میں بھنپا تھا۔۔۔ ایک سچی کہانی

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں۔

مزم کا کچھ علم نہیں ہوتا کہ کب سخت محبوب میں باؤں شروع ہو جائے اور باؤں میں محبوب بھل آئے۔ نظام قدرت سے عقل والے ہی کچھ نہیں جانتے۔ آج بھی خلاف معمول موسمِ خشک ہوا تھا۔ ہر طرف خشکی ہوا تھی باؤل کو سرد کرنے میں لگی ہوئی تھی۔ حالانکہ منڈ بگڑتیوں کا تیزن تھا۔ آج چائے کیسے لہو والے لڑنے لڑائیوں پر دست کر دی گئی۔ آسان پر سورج اور ہاؤلوں کی جنگ جاری تھی۔ کسی باؤل سورج کو روکنے کی بجائے سورج ہاؤلوں پر حاوی ہو جاتا۔ چاند بھی نیند کے حراسے لوٹ رہا تھا۔ ستارے چاند کے اور کو روکتے تھے۔ شہاڈین کو کوئی مطلب ہوگا۔ مطلب پرست وہاں ہے ہر کوئی ناز میں رہتا ہے، کب موقع ہے ہم داد کریں اور دوسرے کو زندگی بھر کا عذاب دے کر خوشیاں منانی جائیں۔ میں وہیم کو اگوائے کرنے ہوئے تیر خوشیاں میں چلا جاؤ ہاؤل خوب سکون سمیرا آتا۔ اپنے بیادوں سے حال دل سنتا کچھ اپنا مناتا۔ آنکھوں کا سمندر جھللاتا، رخسار سیراب ہوتے اور زمین خوش ہو جاتی۔ دنیا کی رونمائی سے تیر جب میں اس قسم میں آتا، تیرے کچھ ہاؤل جاتا رہتا ہے۔ باؤل سے کچھ کہتا ہے

بیٹھ جاتا۔ جب دل کا بوجھ پاک ہوا اندھرا چھا گیا۔ میں بانگ لے کر اپنے آشیانے کی طرف چل پڑتا۔ میرے ہاؤل آئے گا کسی کو نہیں ہوتا تھا۔ اس شہر کو میں میں ایک مکان ایسا تھا جس پر روزانہ نئے نازے بھول نکھرے ہوتے۔ اگر تیراں اور ان کی خوشبودار دودھ بھلی ہوئی۔ حالانکہ میں کسی روز آتا تھا لیکن کب تھا جو روز اور آ نکھتا تھا اور پھر اس قدر میں بیٹھی نیند سونے والے سے کیا رخشا تھا اس دور میں تو لوگ ایک ساتھ رہنے والوں کو قبول جاتے ہیں، کوئی یاد دہا ہے، کوئی پوچھ نہیں، کوئی نصیحت نہیں ہے، کسی کو فرض نہیں، کسی کو کسی کی ضرورت کوئی مرد کو نہیں، ہر کوئی اپنی سستی میں فرق سے خدا کو بھول بیٹھا ہے۔ دولت کے لئے میں نصیحتیں ختم ہو گئی ہیں۔ سامنے کون سے کوئی نہیں جاتا۔ جاتا ہے تو صرف انا کہ اس کی جیب میں تیرا ہے اور پھر کیسے حاصل کرتی ہے، اسی تک دوسری لگا رہتا ہے۔ ہر علم ہی نہیں ہوتا وہ دنیا کو ادراغ کر چکا ہوتا ہے۔ میرے اندر سوالات کی رنگ جاری تھی، اس آواز سے لگاوت کرتی جاتی ہے۔ اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ عورت کے ہر عمل کا پتلا پتلا پتلا پتلا ہے۔

انکا ذوق سولی پر لگا ہوتا ہے۔ ایک کو ٹھکانہ بن جاتا ہے۔ انسان کا بس نہیں چلا کر دقت کو اپنی قید میں لے لے۔ دقت کا بے پروا گھومنا اپنی ممانہ سے گزرتا گیا اور گزرتا ہی جائے گا۔ میری ایران کی نظریں تیار ہی نہیں بہت مند و دلگھی تھی۔ آنکھوں میں پانی سا مائل و سفید رود کی طرح چیلنے ہاتھ، نادان جیسا چلنا چہرہ ہاتھوں پر لائی قامت ڈھارہی تھی۔ میں نے جانے سے پہلے ہی سلام کیا۔ میری ایران نے سام کا جواب دیا تو اسے کئی مہینا اپنی اگردہ روی آپ نے آنے سے، میں کئی دوسرے شہزادہ انکا کردہی ہوں۔ ہاں تک میں صرف اس منہ ہی بہت ہوا تھا۔ چند گلے شکوے ہوئے پھر کسی مائتلی کلا کر ہم چاروں کی باتوں میں گلی ہو گئے۔ نادری ملاقات پہلے پوراٹھ ہو رہی تھی۔ ہم ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر، بار بار کہتے رہے۔ میرے لئے ایران میری سکرانی ہوئی بہت اچھی لگی ہو۔ جب میں نے کہا تو نہ میری ایران پھر سے سکرادتی اور میں بھی غصے سے نظیر نہ رو سکا۔ میری ایران نے گولڈ ڈنک نکھلا دیا۔ انہوں نے کہا کہ نصیب ہوا تھا۔ ہاں تک سے پھرے نہ گئے۔ ذہن گولڈی نظر آتی تھی۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا۔ میری ایران ڈپ لگی، بار بار میرے چہرے پر ہاتھ پھرنی لگی، ابھی اصرار کی اور کسی سما کی تلاش کرتی۔ آخر میری حالت کو دیکھتے، وہ میری ایران مجھے پھان میں سے کئی وہاں ڈاکٹر کے آگے اتار لی کر کے گئی۔ ڈاکٹر نے ہمارا چیک اپ کیا۔ اس نے کہا۔ ایسا کچھ نہیں کئی ذیلی بہت ناسا لے چکر آگے گئے، تم اسے جری بناؤ۔ میری ایران کی اپنی محبت دیکھ کر ڈاکٹر پر بھی غصہ نہ رہا۔ آخر اس نے سوال کر کے دیا کہ آپ کے کیا کہتے ہیں؟ میری ایران نے نظیر کی خوف سے ڈوا سے پہلے ہی کہا کہ وہاں میرے شوہر ہیں۔ میری نظریں اسی وقت اپنی ایران کا طاق کر رہی تھیں۔ دل چاہ کر اپنی ایران کو ہستہ سے، ہوا میں اٹھا کر ہوتے کھاتے تھے جب اسے نہیں دیا۔ میری کسی کا سوتھی ہے

اسے تو کسی کی طرف سے ہوتی، مگر ہوتی ہے صرف اپنے محبوب کی ہوتی ہے۔ میری ایران نے مجھے جس شکل دیا اور اپنے ہاتھوں سے میری نظریں اس کے چہرے سے نہیں اٹکی تھی، جس پر وہ کہنے لگی۔ اصرار کی طرح مست دیکھو میں پروں کی، مجھے شرم آ رہی ہے۔ کچھ دیر ہسپتال میں اور میرا سرواڑی تھی تو کوئی باتوں پر نہ تھی۔ وہ بڑی شہر کی کی طرف میرا اصرار جاتی رہی اور جاتی۔ اسے میری کیفیت، دوست نہیں ہو رہی تھی۔ بار بار اصرار۔ اسے کرا کر یاد رہی تھی۔ اصرار تک تو ہو۔ حالانکہ کوئی بڑی بات نہیں کی پھر بھی وہ اپنی تپ آتی تھی۔ ڈاکٹروں کے سامنے اپنی توہ میں سر دکھ کر اپنی رہی تھی۔ کبھی کبھی اس کے ہاتھوں سے کسی میرے چہرے پر ہاتھوں سے مٹا دیتے۔ میری ایک دوستی تھی اور میری اصرار ساتھ ساتھ باتوں میں اگلیاں پھیر رہی تھی وہ کسی اور سے رہی۔ اب اپنی ڈاکٹر دیکھ کر بڑی مٹھو ڈال دی تھی وہ سکرادتی کی۔

وہ نے وہ بائیں پہلی ڈھنگی کے اہم ترین حالات سنے۔ کاش ساری فونڈ اپنا چلنے میں ہی رہنا وہی صحت باب نہ ہو، میری ایران میرے ساتھ رہتی رہتی اپنی کو میں سلا کر چار کر دتی۔ کاش ایسا ہوتا۔ پھر صرف اصرار ہوتا سکتا ہے۔ ہر روز میرے ہسپتال کو آتا ہے۔ اس کے سامنے کھانے گئے۔ چاہتے ہوئے میرے ہاتھوں سے ایک دوسرے کو تھامت دینے، دوست ہوتے دقت میری ایران کی آنکھوں میں وہی تیرنے لگے۔ پھر میری ایران ایسا بھی کرنا، میں جب باتوں میں تیار ہی آنکھوں میں آنکھوں دیکھ کر کھنکھان کر رہی تھی تو۔ مجھے بہت بڑی لگی تھی میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی ایران کی گالی میں ہاتھوں کی میری ایران بہت خوش ہو رہی تھی۔ میری ایران نے مجھے دیکھ دیا۔ ساتھ میں قصوروں کا ٹھکانہ ہوا۔ ساتھ میں ایک ٹھگ بھی آیا۔ کچھ میرے پیچھے سے آگے بڑھ کر میری ایران کی گالی سے میرے ہاتھوں کو ہستہ سے دیکھتے ہوئے کچھ زور دیا۔ وہ نے لگا۔ میری ایران نے

میں سے دلا سے رہا تھا۔ جوانی الفاظ میں اصرار کہنے لگا۔ آپ کے والے اپنے سے میری ایران میرے پاس تو نہیں آ سکتی۔ کہئے، کیا ہوا ایران کو آگے ہاتھوں۔

اس کا وہی حسن باروں پھر میری انا کا تھی جس میں میری ایران جان بوجھ کر گڑھی تھی۔ پھر جدائی کے لحاظ کیا آئے زندگی پھر میری ایران ملاقات کے ساتھ کئی ایک دوسرے سے راستے میں اور میں ملاقات ہو جاتی۔ کچھ دوسرے سے کرا دیکھ کر نظروں کی پاپاں بھجا رہی تھے۔ وہ شادی کرنا چاہتی تھی اور میں نے بھی ہاں کہہ دیا تھی۔ اور سادی زندگی میری خدمت کرنا چاہتی تھی۔ ہادی ملاقاتوں میں مشغول کے چلا جاتے تھے۔ آگے کیا کر رہے، کہیے ظالم ڈرانے سے اپنے پار کی چنگ لڑتی ہے۔ نہیں، ظالم خدا وہ نہیں اسے نہیں دیکھ سکتے۔ میری ایران مجھے کہتے تھے۔ احمد شریف نے بہت محنت کر کے لکھی تھی۔ یوں کسی اور کی ذلی میں نہیں بیٹھوں گی۔ کسی اور کے نام کی ہندی ہاتھوں پر نہیں تھانوں گی۔ اس اور کے لئے نہیں مندوں گی۔ میرا ایک اپ میرے لئے ہوا، میں صرف تیرے نام سے سرباز بننا نہیں کی۔ وہ کئی کئی تصویر اپنی پھری ہوگا۔ میں اسے اتارنا چاہتا تھا۔ میرا ایک کس ہوگا۔ ہم ایک کس کے سامنے نہیں جانا راستہ کیا ہے۔ ہادی منزل ایک سے ہادی منزل جانا نہیں کر سکتا۔ اگر وہ ہم ندی ایک سے پہلے کے دوست کے سامنے میں بیٹھے بائیں کر رہے تھے، ہمیں نہیں معلوم تھا کہ کوئی نہیں دیکھ رہا ہے۔ کہتے ہیں مشق اور مشق چھپانے نہیں جیسے۔ کچھ اسی طرف ہادی ساتھ ہی ہوا۔ ادا سے ہادی اسی منزل کی طرف ڈال دیں وہاں میں کس یا اب آدا اور ہادی چاروں کی اسی تھی۔ پھر جب کچھ بہرہ گاہ زندگی ہر دوں کے گھر سے کل کر ہادی اور میں اپنی ریت کی نظر آ رہی تھی۔ جہاں صرف اور صرف وہی دور دکھانے ہی کاٹے تھے۔ کچھ محنت کے ساتھ ریت سے ہادی کے ساتھ چلنے سے پہلے لگے جیسے نہیں کھانے اسیے ایران کے کھانے سے دیکھ لیا کہ میں نے

جا کر ایران کے گھر والوں کو تاہا، بڑھ کر تھا کہ انم نعم ہونے والا ٹھکانہ پختہ کرنا۔ ایران کا پکھی اصرار کیا ہو گا۔ حوصلہ ایمان خدا بن کر سے گا۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ کچھ خیر خواہ کرے۔ ہم ایک دوسرے کو حاصل ہونے کے سوا کچھ بھی کیا سکتے تھے۔ شام کو خبر لی کہ ایران کو گھر والوں نے بہت مارا ہے۔ دو دوسرے کے تہرب سے کہ میں اس کے لئے پھر اور صرف احمد کا نام ہے۔ دو دقتی ہے میں اس سے عبت کر رہی ہوں، مگر لی ذہنوں کی چاہے میری زندگی لے لوں گے۔ والدین بھی مجھ سے ہم ستم کی اپنا کر دی۔ جا دوائی کے ساتھ ہاتھ کر مارا گیا۔ کچھ پاپاں دہی لے پھر کسی انکساری کہا اور صرف یہی نہیں کہ آج بھی میں شادی کر رہی ہوں، ابھی کسی انکساری نہیں کی۔ اور جب مجھے خبر لی میرا خون کھول اٹھا۔ میری ایران اپنی تھاپ وہی گئی، اذیت برداشت کر رہی تھی، دشمنوں کا مقابلہ کر رہی تھی، کاش میں کبھی خائوش ہو جاتا۔ میں بہت کچھ کرنا چاہتا جانا تھا، لیکن ہوتے تھے۔ میں نے اپنے گھر والوں کو کبھی کبھہ تاہا۔ میں شادی کروں گا تو صرف اور صرف ایران سے۔ روز میری زندگی کا ایک کواکب کوئی بھی نہیں ہوگا۔ پہلے تو دوست تار میں ہوتے تھے۔ ستم کے لیکن آخر وہ ہاتھ لڑ میری بات اپنی ہی میں میرے صدمے والی ہو رہی تھی، میں اپنے بیٹے کو لیکن احمد شریف کو، میں اس کی خوشیاں لے رہی تھی۔ میری ایران پر پھانڈی لگا رہی تھی، انکا کچھ کر کے لگا اٹھنے چیلنے پر نظر دیکھ جائے گی، ہلد اور جلد اس کی شادی کرنا چاہتے تھے۔ اصرار میں نے والدین کو کہتے تھے کہ لے لے لے لے لے لے میرے گھر والوں کو دیکھ کر اور کبھی کوئی کوکھ ہو گئے۔ تمہارے بیٹے کی وجہ سے ہمارے حالات تو ہوا ہے ہیں۔ ہمیں بدنام کرنا ہیما ہے تباری عزت نفاک سے سٹو ملائی۔ ابھی ہر ہاڈ پھر کبھی اصرار کرنا صحت کرنا ہوتا ہوگا۔ ہم چل دی میری ایران کی شادی کر دیں گے۔ میرے والدین نا امید اور کراہیں آگئے۔ گھر آئے تو پھر سے اصرار سے ہونے سے، میں کچھ کیا کہوں گے۔ انکا رو بہا نہیں میں نے ہادی میں دیکھ لیا

چاہا کہ چند خندوں کو بولا کہ ایمان کو خواہ دو میں نہیں میری
 ایمان انہیں ایمان باہمی کی، وہ سب خاموش رہا، وہ اپنی جان کو
 سمجھے گا، کچھ نہ بولے، ایک دن ایمان میری ہو گی۔ میں
 ہلاؤں کی طرح جھٹنے لگا۔ اصرار ایمان کے گھر چلے
 بہت، مٹنے اُن نے لے لیجان ایمان مسلسل آکا کر رہی تھی۔
 اسے مارا گیا، اور نہ وہی تھی، اس کے جسم پر زخموں کے
 نشان پڑے، بجائے جگہ سے زخموں سے خون بہتا تھا، جس
 حسنی کی بارہی وہی تھی، میرے جہت کی شہزادی اپنے فیصلے پر
 اٹھ گئی، اور میں مسلسل آکھش کر رہا تھا۔ ایک دن پھر
 والدین کو بوجھ کر کے بھیج دیا۔ میری زندگی کے آگے وہ بار
 گئے تھے۔

تھے۔ ایمان کے ساتھ ان کے گھر والوں کا روادار ہو گیا
 گیا تھا۔ اس سے باہر کرنے گئے تھے، اپنی ذرا باتوں
 اور رقم کو گھر والی مانگتے گئے تھے۔ ایمان کے چہرے
 پر مجازت سے مسکرات کھل گئی تھی، کچھ عرصے سے سر جھانپا
 چہرہ اکاب کی طرح محل محل ملنا تھا۔ ایمان کی خوشیوں کے
 کہتے گئے تھی۔ ایمان کی بہت محبت تھی، عالم
 زمانہ بارگاہ تھا۔

کئی برس میں ان کی ہوتی منزل مل ہی جاتی
 ہے۔ ہم بھی منزل کے قریب پہنچ گئے تھے صرف چند
 دنوں کی بات تھی، جلد از جلد ایک ہونے والے تھے۔
 دوستوں میں، ہمزادوں میں، ہرادی میں ساری کے کارڈ
 تقسیم کر دئے تھے، ہمزادوں سے مگر کارڈز، روت لائٹوں سے
 سہا گیا تھا، ساری سے ہوتی مرگ تک لائٹوں، چرے اور
 سبز پودوں سے سہا گیا تھا، کئی برس تجربان لڑکیوں
 شاہکی کے گیت گائے تھیں، لڑائی کر نہیں سکتی تھیں، ہر
 کوئی ایمان کے نام سے چہرے لگا۔ پڑا بیسیوں وہا
 سے تو اچھے محبت کرنے والی بیوی مل گئی ہے۔ میں
 مسکراتے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ اصرار ایمان کے ساتھ بھی کچھ
 ایسا ہی ہوا تھا۔ اس کی سہیلیاں آتے تھے کہ کہہ کر وہی
 تھیں، میری باتیں میرے سینے سے نکلا کر تک کہا جاو
 تھا۔ ہندی کی رات خوب تھیں، انہیں اور رات تھے کئی
 سو گئے۔

آج ماہوں دوستوں کے ہزار ہا آدمیوں کے ہزار
 بیوی بیوی گاؤں میں اپنی ایمان کو بہت ہی ہوش کے نکلے
 ایتانے جانا تھا۔ پھر بھی کوئی نہیں جد نہیں کر کے
 جاتی آتھوں میں ہزاروں خواتین جانے، حصول کی تال
 اور دوستوں کے ایسے ساتھ ایمان کے گھر چاہتے۔
 وہیں والوں نے خوب استہزاء کیا، ہمارے کسی کی خاطر
 تو اسے کیا تھی۔ ہر چہرہ لڑتی سے تنگ ہوا تھا، وہاں سے
 کے اوپ میں دوستوں کے جہت میں جیسا تھا۔ کراخ
 کا ہم ہوا، کراخ چڑھا گیا۔ ایمان نے بھی مجھے قبول کر
 لیا تھا، جسے ہم نے کچھ عرصے تک ہی نہ مانا۔ وہاں
 کیا تھہر چاڑھے، ایمان کی ہمت تھی، اس میں
 جو اب

نہرا کہہ کر گئے تھے، اُنسی کا وقت آن پہنچا۔ ایمان
 سہیلیوں کے جہت میں پہلی تھیں، لگ رہی تھی، میری
 ایک نظر تھی، ایمان سہیلیوں کے ہزار کاڑی کے پاس
 وہی تھی۔ شہنشاہ جی جی جی، ایمان کے گھر والے
 اصرار کرتے تھے۔ یہ روایات ہوتے ہیں جب خوشی
 اور کھی کے لڑاؤ ایک ساتھ ہوتے ہیں، گاڑی تک جانے
 کے لئے چند قدم چلنا ضروری ہوتی، باہری جی، جیسے ای
 میری ایمان جی، برے پاس آیا ایک کچھ دو اور ایمان
 لڑو تھی، اور میری باہری میں چھوٹی لگی۔ اور دوستوں
 تہناروں ہوئی۔ اب کوئی ہم سے جدا نہیں کر پائے گا۔
 ایمان..... ایمان میں جی رہا تھا اور ایمان کے ساتھ سے
 خون باری تھا اور میری ایمان کھیلے بیٹے کے لئے ہم
 سے جدا ہو گئی۔ تقدیر نے کیا خوب کیا کیا تھا۔ پہلے
 زمانے تھے، دیا تھا، جب زمانہ پار گیا ہم بہت محبت
 تقسیم کرنے لگے، نہ دو اور بیٹے کے لئے جدا کر دیا۔
 ایمان آکھیں، کو کو اور کجوس طرح اچھوڑ کر تم نہیں جا
 سکتی، میں نہیں لینے آیا، وہاں ایمان۔ تیرا اصرار ہے
 کا واسے، کون سہارا، کا ایمان۔ ایمان تھے نہیں جاؤ
 گی۔

ابھی الفاظ کے ساتھ احمد اور بیگی کے ساتھ اٹھ کر
 بھاگ کر نہ پاؤں بھی ہوتے تھے، نہ کوئی دوش تھا، شاید نیم
 پانچ ہو چکا تھا۔ دو کھانا تھے اور آواز سے دیا ہے، آ
 دوہوں ایمان..... آ دو ہوں۔ اور شہر فشاں کی طرف
 بھاگ گیا اور میں اصرار میں بنا سوچا، وہ آج رات
 ماریں تو رہا تھا اور پھر جواز پھولوں سے لگتی کی اور کسی
 کی کس بھی صرف ایمان کی تھی۔ اور اپنی ایمان کے
 پاس چلا گیا اور میں کمر بہت آیا۔ چند دن کام کی غرض
 سے نہر پانا چاہا، جب وہاں آیا تو سب سے پہلے شہر
 خوشیاں کیا۔ میں اور کچھ حیران اور گہا کہ ایمان کی کمر کے
 ساتھ ایک اور شہر میں چھوڑوں سے مکہ رہی تھی جیسے
 وہی تھی، کوئی یہاں آ کر رہا ہے۔ میری آکھیں ہم
 کو نہیں سمجھتے۔ اور کھانسی کی کچھ رات ایمان کو
 لئے، آکھیاں، ایمان نے کچھ بیٹے جیسے کہ لئے

ایمان کا ہونگیا۔
 یہی احمد اور ایمان کی داستان تھی۔ میں آج بھی شہر
 فوشیاں جاتا ہوں، احمد اور ایمان کی قبر میں آج بھی
 گلاب کے پھولوں سے متھنی ہیں اور ان کی فوسہ دادی
 بہت کھوں ہے۔ میں روزانہ سے تہناروں کے
 آتا ہوں۔ سلام چل کر ہاں ہوں، اب ہجرت ہوا ہے تو
 گھر کو آتا ہوں۔
 ہاں اتنا کہہ دیتا ہوں کہ احمد پر ہمیں ہر کی داستان میں کی
 محبت زمانے سے جیتے ہیں، لیکن تقدیر نے آپس میں نہ
 وہی لیکن پھر بھی آخرت میں ملے۔ وہاں میں کہیں اللہ
 خانی آپس جنت کے ہاتوں میں ایک باغ حفا مٹانے۔

☆
 غزل
 کبھی بہت کئے بھی آگے
 کبھی اپنے بھی پریم کو لگے
 گل بوخیزیاں میں شرم کرنے
 آج بچہ کے وہ آگے
 نہ تھی بہت میں کی تہ
 ہونے پر کئی وار لگے
 کراہ باہاں کی کلفت
 جو بہت کے گلشن کھیلے
 کھلی آفرے زلف سے وہل
 سر شہیں، بے بعد سے کھلے
 اسے دستا حل ہاں کھولیں
 تم بہت سے تم آگے
 ☆ مجید احمد صاحب۔ ایمان

☆
 غزل
 بہت شہر سے اوٹ تھا ہے مجھے
 ہر انسان ہے گھر لگا ہے مجھے
 اتنا خون بیا ہے شہروں میں
 ہر سوطان لگتا ہے مجھے
 ہر طرح تالیاں کروں میں
 ہر آستین میں چھپا اک لٹیر لگا ہے مجھے
 کھمبے کروں گلابوں کے گھر سے سامنے تم
 ہر کونے میں سوطان کا حوض کا سا کرتا ہے مجھے
 اپنے قدم میں تو پھول کھلی کروں
 غروں میں پڑا سا شہر لگتا ہے مجھے
 ☆ شہزادی گل بہت۔ نیش آہ۔

تمہیں کیسے بھول جاؤں

شخصی شاہ کراچی

میں جب بھی کسی لڑبا پر جلتی تو مٹوری پہلی دیتا ہوں کہ علی مجھ سے کبھی بھی جدا نہ ہو۔ پھر کچھ دنوں بعد علی اور عادل کراچی چلے گئے اور کسی فونکٹوری میں کام کرنے لگے۔ ادھر میں بہت ہی پریشان رہنے لگی۔ علی جانے سے پہلے مجھ سے مل کر گیا اور کہہ کر گیا کہ جلدی لوٹ آؤں گا۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں۔

اس کی قربت میں قرار بہت تھا اس کا ملنا شہزاد بہت تھا وہ بڑے نصیب میں نہیں مجھے اس شخص سے بچا بہت تھا یہ کچھ دن پہلے کی بات ہے جب میری دوست شہزادہ اپنے اہل اہل کے ساتھ کراچی گئے تھے تو یہ دیکھ کر جہاں وہ گئی کرتا تھا میں اور چہاری لڑکی بڑوں کا اچانچ بنی ہوئی تھی۔ کھانا کمانے کے بعد جب رات کو چہاری گھنٹے ہوئی تو میں نے سوچا۔ یہ نہیں کیا ہو گیا ہے، یہی حالت بنائی ہے اپنی تو دوری۔ شش میں بھی کاہلی حال ہوتا ہے۔ میرے بہت سارے امرا وہاں سے اپنی اور میری کہانی سنانی شہزاد کی۔ آئے میری دوست شہزاد کی رہا ہوتے ہیں۔

ہم لوگ مٹھ لاشہزاد فریڈ کے ایک چھوٹے سے ٹیئر کے آس پاس ایک گاؤں میں رہتے تھے اور ہم باجک بہن بھائی تھے۔ میں بھائی اور دو بہنیں۔ میں بھائی مجھ سے بڑے تھے اور میں چھوٹی بہن نے بڑی کھینچی تھی مجھے ٹیئر تھی۔ مجھ سے چھوٹی میری ایک اور بہن تھی۔ والد صاحب مجھے باجی کا کام کرتے اور ہم باجک بہن بھائی اسکول جاتے۔ ہمارے گاؤں کے قریب ہی بھری اسکول تھا جس میں اول اور ہائی اسکول بہت دور تھے۔ اس



کا
س

یعنی کوڑا کا چھوڑا ہوا مال بھی کسی ہمارے گھر لینی ہی
دیکھتے آتے، ہم عادل سے خوب مذاق کرتے لیکن علی
اسے کسی کوئی بات نہیں کی۔ علی نے بھی شکرگاہ کیا ہوا تھا
امام گھر پر۔

ایک دن میں گھر پر اکٹھی بیڑوں کی صفائی کر رہی
تھی گھر لئی اور اس کے باوجود اسے کمرے کی صفائی سے چڑھے
ہمارے کمروں کی چستیاں ساتھ لے بیٹھ گیا میں، ہمارے باہر
آنگن میں بیڑوں کی صفائی کر رہی تھی کہ ایک کبوتر بیڑی
ظفر علی پر پڑی اس نے بیڑی طرف اٹھنا چاہنے اس
لیکھ نظر میں ایسا کیا گاھا کہ اوپر ہی روح میں آئی۔
میں دل ہی دل میں اسے چاہنے لگی لیکن کسی کو بتایا
نہیں اور ایک دو دن بعد علی گھر لائی چلا آیا۔ جب علی کی
ای ہمارے گھر آئی تو وہ بیڑی کو دکھا دیا تھی کہ علی کو
کمر لپٹا تھا وہ اپنے اوپر اس کی ٹیکڑی میں کام تھا۔

میں نے وہ دیکھیں کہ ان کے اندر والے ساڑھے پچھ
شکرگاہ سے اور اس کے آئی۔ میری سرسباز میں کسی
تھی بھائی کہتے کہ گھر سے باہر نکلا کر گھٹن میں ہاتھ
داری سے گھر تو بھی جب اپنی اور بیڑوں میں ہوتے تو
انہیں گھانا پانی دینا پڑتا۔ اپنے اٹھ لیکھا جاتی۔ میری بیگیا
کھانوں کو بوشعلی کی تلاش تھی۔ جب کسی ایسی کبریوں
میں لگے تھامس ویڑو لیے جاتی تو میں بھی ضد کرتی کہ
میں علی کو بتا چلاں گی۔ کھانے سے گھر سے کھینچوں میں
بہت زیاد آتی۔ اس کے گھٹنے سے آہ اور بیڑوں کا
بارغ تھا میں اکثر اپنی کے ساتھ وہاں سے بیڑوں کو لوٹ
اپناں توڑ کر لاتی۔ ہماری زندگی میں بارغ کے قریب ہی
تھی۔ گاؤں میں بیٹھے سرسراں کا ساگ بہت پختہ ہوتا اور
جب کسی علی کے گھری بیڑی دست کوڑے کے سرسراگ پکنا
وہ ہمارے گھر ضرور پہنچتی۔ آہستہ آہستہ گڑو گڑو ہوا تھا
کہ وہ تھیں اور کوڑے سے بند میں اوپر بیڑی اپنی گھاس
دانتے جانتے تھے کہ کشت لیا رہنے سے آہستہ آہستہ

۱۰۔ میں بیڑوں کے پھینک سکتی تھی۔ علی کو دیکھ کر میں
بہت خوش ہوئی۔ علی نے ہم سے بات نہیں کی اور اپنے
گھر چلا گیا اور دم لوگ گھاس لینے۔ شام کو گھٹے کسی نے
تھکا کر علی کو کراچیا سے آگے۔ میں جب بھی گھر
سے نکلتی تو خدا سے دعا کرتی کہ علی میں بھی غلطی
جائے اور ہر باوری دعا قبول دینی، میں دن میں بارغ
چھ اور کوئی نہ کوئی ہزار کر کے اداری کے گھر جاتی۔
ہمارے باہر والے اور والے کے سامنے تھی۔ علی کو
گڑو بھی لڑیا اور کسی سے ۲۰۰ روپے میں جب بھی اسے
پکھی تو دل پر کھینچ کر لیا جاتا لیکن بیٹے میں اپنی است
تھی کہ خدا کو کہہ کر اس کی ہمتی طریقے سے اظہارِ محبت کر
سکوں۔

ایک دن میں اور اپنی بارغ سے گھاس کاٹ کر آ
رہی تھی تو میں نے لہو کا ایک پندہ لڑا اور اس پر
کانٹے کی دھ سے "آئی اور نہ" لکھ کر دوا پر ٹھیک
دیا۔ بارغ کے قریب روز نما اور جراتی ہی سے واقعی
لے کر اس سے دوا لے کر آئے اور "آئی" لکھ لیا۔ جس ایسے
ہی اور سے دل سے خدا سے کہی کہ اپنی علی آج مجھ سے
انگھار بہت کر کے لڑنے پھرنے میں خوشی ملے گی۔ خیرم
لوگ کہتے ہیں کہ شام کو گھانا دیا، گھانا اور سوئے لے کر
میری چوٹی میں دو کباب میں پکھو کر دیکھ کر لیا گیا،
جب میں نے پوچھا تو تھکے کہا۔ اور آج جب میں اس
کے پاس گئی تو اس نے مجھے ایک بیڑو لپٹا دیا پیک کہا ہوا تھا
اور کہا کوڑی چوٹی میں ہمارے دے دے آگے ب
لے۔ جب میں نے دو لیڑو کو اور تیران دیکھی علی کا لو
لیڑو کو اور تھوڑے ہی کھینچا تھا کہ میرے ڈھیری لہو پر
شیر لینے سے نہیں پانہ کر کے تھیں نہایت کاٹنا ہوا
اور خدا کا جواب بھی لگا۔ دو کو لپٹ پڑنے کے بعد میں
آئی خوش ہوئی کہ میں خود کو ہواں میں لانا ہوا محسوس
کرتے ہیں اور ایسا رات میں سے خدا کا جواب بھی لگو دیا
اور اپنے دل کی ہر بات بھی کہوں۔ ساری رات خوشی
کے ساتھ مجھے بیڑی میں آئی اور کچھ دیر میں نے لو
لیڑو لپٹا ہوا اپنی چوٹی میں لپٹ کر لیا۔ کھانا اور تھوڑے

میری چوٹی میں اکثر ان کے گھر ہوتی حاضر سے کھینچنے
کے لئے لیکن اور کھانا دیکھنا اور کسی حاضر علی کی چوٹی کوڑن
تھی۔ میری بیڑی دوسرے دن میں چکا تھا اور اس سے ٹوٹ کر
چاہنے لگی تھی۔ اداہاں غلطی کا سلسلہ پتلا رہا میری چوٹی
میں اور اپنی کیڑن حاضر ہوا ہے ڈاکے تھے۔ ہمارے
گھر ساتھ ہوتے آئے ہیں ہم ایک دوسرے سے بات
نہیں کر سکتے تھے۔ ہم دن میں باغ چھوڑا ایک دوسرے
کو کھینچتا رہتا اور اپنی ہر بات ایک اہر سے کوتاہ تے۔
بھی علی کو خوشی تو نہیں ملی تھی۔

دیکھتے ہیں ہاں کہرت اور خود بھی نہیں چھینے
ہمارے غلطی کا پندہ میرے چھوٹے بیڑی کو چھل گیا اور
پھر میرے گھر سے نکلے پھر اپنی پانہ لگا دی اور میری
چوٹی میں سے بھی کہا کباب میں اس سے گھر میں چاکری
پھر میں نے اپنی ساوی اور سوئی اپنی اداری کی بنی نہیں
میری چوٹی پر جو جو غم کو بتاتی تو وہ کھینچی گئی۔ میں تباہی میں
طرح سے دھار گئے کو تھوڑوں۔ پھر میں نے نام کو کما
اور پھر وہ ایک دوسرے کو لیڑو دینے کا اور سچ لڑنے
میں علی آئی۔ بیٹے بتا کر علی سے کڑا ہوا دوسرے کباب لوگ سو
چاہتے تھے اور میں بھی اداری جان کے گھر پانہ کر کے
پھر جی سے گڑو تھی اور علی ایک دوسرے کو دیکھ کر
آنسوؤں کی عباس چھیننے اور خدا کا جواب کہ لپٹا دینا
دینا تو وہ کسی ایک دوسرے گئے۔ اپنے نام کو لپٹا ہوا
اور علی میں ٹکر نہ دے۔ اپنے بیٹے خدا کا جواب بھی لگا ہوا
ایک ٹکر دیکھ لیا۔ اداری محبت کے ہا سے میں گاؤں کے
کانی انہوں کو پتہ نہیں چلا تھا اور ہادی علی سے کانپنی لوگ
کڑا کرتے۔ اگر کسی بھی نام میں صرف وہی تو
علی لیڑو لپٹ کر چھو پھو غم کو تھے جاتا اور وہ مجھ تک
پہنچتی۔

دقت تو لیکن گڑو دیا بہت محبت میں بہت آگے نکل
چکے تھے۔ میں تو علی کے بغیر جینے کا سوچ بھی نہیں سکتی
تھی۔ جب میرے گھر والوں کو میرے اور علی کے ہا سے
پتہ نہ لگا اور نہ ہی کھینچنے سے دل سے دوک دیا
اور شام میں انہوں میں کسی ایسی احوال چھوڑ دی۔

میں کیسے چھوڑ جان

پوسے گاؤں میں ہم تمام ۱۱ روپے لکھے تھے اور ہمارے کسی
دوسرے ساتھ چھوڑا سلوک نہ کرے لیکن مجھے علی کی محبت پر
بہا ہر مسرتا۔ میں نے کسی بھی اداری کی پروا نہیں کی
اپنے بھی میں محبت میں اپنی اور چوٹی کو مجھے کسی
کے ساتھ چھوڑا اور نظر نہ آتا۔ میں جب بھی کسی اور اور جاتی
تو میری بیٹی اپنی اداہاں کو بیڑی لپٹ کر مجھ سے بھی میں عداوت
بہر پھر چھوڑوں بعد علی اور ماراں کاشی چلے گئے اور کسی
لڑنے کی علی جاننے سے پہلے مجھ سے علی کر کہا اور کہہ کر
کہا کہ چوٹی کو لپٹ آ جاؤ گا۔ دو اور ۱۱ چھوڑی میرے ۱۱
ادامک ہوا کوئی بات نہیں ہوئی کسی گھ سے اس
میں کو چوٹی میں ہوتا تھا۔ جیسے تھے کر کے اور اور
کے۔ شام کے وقت سب کو اور خدا کا کباب علی کا پانہ
نظر آتے ہیں بہت پریشان تھی کسی ایسی تک کیوں نہیں
آیا۔ میرے اور بیڑوں پر ہا ہا۔ نخر آ رہا تھا۔

بھوئی میرا دیکھیں آجاتے ہا نخر دوسرے ادھ سے وہی
ہا کھما اور بیڑوں چکا میں گھاس لگاتے تھے تے تھرتھرت کی
تھام لڑو اور سانوں لپٹا اور انہیں سے عید سانا سے گم کہ وہی
پھر رات کو کھینچنے سے لپٹا اور علی آ گیا ہے۔
میں بہت خوش ہوئی اور سچ کا کھینچنے سے انخفا کرنے
تھی کہ کب علی کو لپٹوں، رات گھر مجھے نیند نہیں آئی۔
خیر میں چوٹی میں بھی ایک دو چکر اداری کے گھر کے لگاتے
تھے مجھے بھی ٹھکر لپٹا آیا اور خودی سے بھیجا تھا۔ عید کا
ایک میہ کا دوا رسول لپٹا اور چوٹی سے بھیجا تھا۔ عید کا
بہت ہی خوش صورت تھا اور دوا بہت ہی اچھی لڑا رنگ
ہی کوئی بھی پھر میں سے ایک ایک میہ کا دوا تو میں نے
بہت پہلے سے ہی لگنا کر کھانا کھا کر کھانا کھا کر کھانا کھا کر
اور علی کو کھینچ دیا۔ عید کا پانہ سے کے بعد میری
اور تھی کھینچ میری چھوڑو ہا سے اور آدھار سے

اسے کوئی بھی نہیں میں غلڑا سے آپ کو لپٹا دیا ہے۔
جب میں اپنی بیٹی کو علی اور عادل دونوں باہر لپٹا
تھے۔ میں نے جا کر اور اس سے ہاتھ ملایا پھر مبارک
کہا۔ ایک نظر علی کو دیکھا اور اپنی آگے علی کی شان اور
۱۱ جناب علی

دور کا ٹھیک نہیں تھا اگر کوئی دیکھ لیتا تو نسبت ہو جاتی
 پھر کڑ اور اس کی اسی ویڈیو ہمارے گھر آئے۔ پھر
 دوپہر کو بھی کوڑے گھر کے کھڑے کھڑے اسی خانہ میں کھینک
 کر دو گئی بہت خوش ہوا۔ نوگ ٹھیک یعنی اسی میں میری
 چھوٹی بہن اور میری چھوڑ چھوڑ پائی پر بیٹھے بائیں کر
 رہے تھے کہ کئی عادل اور ان کا بھتیجا ادا سے پاس
 آئے۔ اسی نے ان کے سر پر چارو اور جب چلی گئی
 ہماری طرف ہاتھ پڑھا کر عمو مبارک کہنے لگے کہ ہرن
 تھاری یہ صدمہ بہت اچھی کر دی۔ علی میری روح اور درگ
 دگ میں بس جا تھا۔

تھے چہا کر اس نے مجھے ایک لیڈر اور دو کہا۔ ملنے سے
 ہے۔ میں حیران اور پریشان ہو کر اس کی بجائے ایک لیڈر
 بیٹھے علی کا ہاتھ اب جواب میں نے دیا تھا۔ ہم جب
 تک ایک خط کا جواب نہ ملتا اور خط نہیں لکھتے۔ مگر
 حاصر کمرنگلی کی اور میں دو خط ایک کتاب میں لکھ کر
 پڑھنے لگی۔ وہ لکھا تھا ایک خاصتہ کی جو مجھ پر آ کر
 گزری تھی دو علی کا لکھا ہوا ایک لیڈر تھا جو اس نے
 اپنی آج پاس کی ایک کڑوں کو لکھا تھا خط میں۔ میں تم
 سے بہت پیار کرتا ہوں تم میری کڑوں کو ہماری شادی
 بھی دیکھتی ہے۔ لیکن تمی کچھ یا نہیں لکھی ہوئی تھی،
 تھوڑی ریر کے بعد حاصر کی اور مجھ سے کہنے لگا۔ دو
 خط جو میں نے دیکھے ہیں وہ دو خط ہیں۔ تمہارا وہ خط
 نہیں میں نے کہا۔ میں نے دو خط چھوڑ کر چھوڑ دیے دو
 وہاں چلی گئی۔ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا
 چھانے لگا۔ میں شرف گزرتھی کسی میرا سب کچھ دکھا
 تھا قلی نے، لیڈر لکھ کر بیک کر کے ڈیک کے بچے تکھا
 تھا جب وہ بیٹھے دیکھتے تو خط لکھ کر وہیں دیکھا اور حاصر
 سے کہتا کہ یہ کڑا ہے آؤ۔ جب یہ خط حاصر سے وہاں
 دیکھا تو اس کی تیار میرے سے خط کا جواب لکھ کر میری
 سے۔ اس نے وہ بنا تو بیٹھی خط اٹھا کر کھینکے وہ کسی
 لیکن اس کی لاد بھی کی ہے سے علی کی اسلیت میرے
 سامنے آگئی تھی۔ اب ہمارا شلوا کا سلسلہ بھی بند ہو گیا
 تھا میری تو تیسے وہاں ایجنسی تھی۔ علی میرے ساتھ ایسا
 نہیں کر سکتا میرا دل بار بار بھی کہتا لیکن یہ حقیقت ہے
 کہ ہر دن مجھے کچھ لکھتا تھا کہ ایک خط لانا میں پس اس نے
 سنا یا ابھی اور کتا کھلے سے نکلی ہوئی ہے ہانڈھے
 معاف کر دو لیکن میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں اندر
 سے سوٹ پہنی تھی جس کی ٹاپس میں اہر سے گاہن میں
 بدنام ہو گئی کسی سب گھر والے مجھ سے عزت کرتے کوئی
 بھی مجھ سے سید سے منہ بات نہ کرے۔ بد حال انگ
 چھوٹ چلی ہیں لکھنے کہ میری تو تیسے زندگی میں چلو ہو گئی

وہاں بعد مجھے کسی نے تاپا کھل اور اس کی کڑوں کو
 ملی لیکن میں علی لکھی ہو چکی تھی، اب ان کی شادی کی
 یا میں ہو رہی تھی اور کچھ دنوں میں ان دونوں کی
 شادی سن کر میں اور بھی زیادہ پریشان رہنے لگی۔
 شادی سے دو عین دن پہلے علی نے ایک صورت نہیں
 شادی کے کرنے کو مجھ کے دل کو دکھتے دیکھنے کی بجائے
 کسی سب گھر میں اور لڑکیوں کی گھر گرات کو گاتیں
 میں نے بھی بہت کر کے علی کے گھر جڑانے کا فیصلہ
 کیا۔ وہاں جا کر جب میری نظری پر پڑی تو میرا دل
 خون کے آنسو رہا۔ میرے ہائی ٹیکڑوں کے ساتھ میں
 بھی گانے گانے اور جب رات کو گھر لوٹ کر آئی
 تو ساری رات درد کر گزرائی۔ میرے ایسا کھینکے میرا
 سب کچھ کو لکھ کر لے گیا یا کھو گیا۔ میرے پارا میری بہت
 میرا سب کچھ اور ایسے ہی علی کی شادی ہو گئی۔ یہ
 دل ٹوٹ چکا تھا، دکھ اور درد اب میرا مندر تھے۔ یہ
 مجھے پیار کرنے کی سزا تھی جو نکلی۔ ساری زندگی علی
 کی یاد میں رہا اب میرا مقدر تھا۔ کبھی وہی کوئی لہند
 لوگ بھی گاؤں چھوڑ کر نکلے گئے۔ آج سات
 سال ہو گئے ہیں گاؤں کو چھوڑے ہوئے جہاں میرا
 کچھن گزرا میری یاد میں آ گاؤں میں کبھی نہیں
 سہیلان اس ساتھ گاؤں میں ایک بار بھی ملی ہے
 ملیں اور نہ ہی بات کی۔ کمانے مجھے تاپا تھا کہ آج وہ
 وہ بچوں کا باپ ہے اور بہت اچھی زندگی گزار رہا
 ہے۔ میری ویلی دعا ہے کہ علی جہاں بھی رہے خوش
 رہے اور دکھ اور غم اس کے آس پاس بھی نہ لپکیں۔ بس
 میری ایک خواہش ہے کہ ایک نظر سے دیکھ لوں
 جب تک زندگی نے ساتھ وہاں بھی نہ چھوٹی ہوئی
 کرنے کی بھر پور کوشش کرتی رہوں گی۔ علی کی یاد میں
 وقت میرے ساتھ رہتی ہے۔

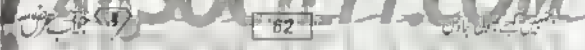
مجھ نے اپنی فرما
 کئی پیار لا تو کبھی ویڈیو گھر آئے
 کئی سال بہت گئے اس کہم سے روٹھے ہوئے
 جو اکٹھے تھے میرے میں ان کلبہ جینا مشکل ہے
 یادیں کھینکے کی ندرت میں دل میں خدا!
 دن کوں جیتا تیری دنیا میں تاشا میں کر
 بہا کر گئے کے فوری راستے تھے آصف
 نجانے انیس صبت کا ہی خیال کیوں آ!



غزل

وہ خود ہے وفا کی تصویر میں گھیا
 کسی اور کے خوابوں کی تصویر میں گھیا
 میں نے اسے ایسے مٹاتا مانگا تھا
 وہ فضل حقیقتا میری تقدیر میں گھیا
 میرے سوا گزارنا نہ تھا ایک کلمہ بھی
 آج میں اس سے ہے حقیر بن گیا
 میں نے جو کھلا لفظ باریں گھیا
 اس نے جو کہا وہ غم میں گھیا
 وہ میری زندگی مری جنت مری جان
 مجھے چھوڑ کر کسی اور کی جاگیر میں گھیا
 دکھ کبھی کسی سے ایسا ہوا ہی نہیں
 کہ میں شکار اور وہ تیر بیٹھ گیا
 ... وہم عباس فراتہ سن پھر

نہ ہو ایک دوسرے کو سنا تے۔
 نے اپنی طرح وقت گزور ہاتھ کا کچھ دلوں بند
 شام کے آس پاس تھوڑے گھنٹے کی اور گھر والوں
 نہیں کیے ہیں بائیں



زخمی دل کی آواز

لکھیہ... سیف الرحمن ڈگری - سیالکوٹ

میں اب آپ کی جدائی میں روز جھپٹا روز مرنا ہوں اب تو میرے دل پر رحم کیانہ اپنی جلدی سے میری پھاس اٹکتھیں۔ کو ڈیڈار کروا جانو جب صرف نسیبائے ہی راستوں کو دیکھنی ہے۔ میں ہر وقت نسیبائے آئے گا انتظار کرتا ہوں اور اپنے دل کو تسلی دہانے کے لئے نسیبائے نشانوں سے اپنے دل کو بہلاتا ہوں۔ رات بھر نسیبائے ہی خلیلوں میں باڈی کرنا ہوں جب کہیں بھی خواب میں ملاقات ہوتی ہے تو میں آپ سے بہت شکریے کرتا ہوں نسیبائے کب آپ میرے پاس آئو گی۔ میں آج بھی آپ کی باتوں کے نسیبائے زندہ ہوں ورنہ کب کا مر گیا ہوتا

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں۔

ہر سے تو مقدر ہی کچھ ایسے ہیں مجھے ہر کسی نے زخم پہانی رہتے ہیں۔ زخم دینا تو اس دنیا کا کام ہے لیکن مرنا ہر کوئی نہیں لگتا ہے۔ جب حد سے زیادہ دیا جائے وہاں بھری دنیا میں تھما کرے کے لئے چھوڑ جائیں تو پھر زخمی دل کی آواز آتی ہے یہاں ہر کوئی بھی کسی سے پار نہ کرے۔ سامری دنیا ہے وہاں ہے کوئی بھی کی کاٹھن نہا۔ بس یہاں پر ہر کوئی دیکھنے والا ہے جب اپنے جانے والے چھڑنے ہیں تو پھر بس ان کی یادیں رہ جاتی ہیں تو پھر دل کو روگ۔ سن جاتی ہیں اور پھر ان باتوں کے سارے زندہ رہنا ہوتا ہے۔ جب محبوب روٹھ جائے تو پھر اسے صاف مشکل

کھینکے گئے ہیں تو مجھ سے غنا رہتا ہے میں نے کھڑکیوں کی آواز کے دل میں رہتا ہے وہ جاتا ہے۔ دل کی تسلی دیران ہو جاتی ہے دنیا کی ہر زخمی اور سوری ہی گنتی ہے کاش اپنے آپ سے چھڑنے سے بچنے کو چاہتا میں کس طرح زندہ رہوں گا۔ آپ کے



اور تیری ہی زندگی اور زندگی چھڑ کر گتھے سے تیرے تم پاس رہتے ہیں خواہی کروا ہے ہم بہت اداں رہتے ہیں کی آخری سانس تک تیری ہی پیو جا کروں کی اور میں تمہیں زندگی سے بڑھ کر چاہتا ہوں لیکن آج تک وہاں کی کوئی اور نہیں ہے۔ اور وہ سب کچھ تمہیں ہی چاہتا ہوں

چاہے باز دو کھوکھی کر لے اور کسی نے نہیں جھاڑ کر کی
 کشش کی تو ہر اپنی جان بھی بنا پر قربان کر کے ایک
 مشال قائم کریں گے لیکن ایک دوسرے کا ساتھ نہیں
 چھوڑیں گے۔ ہم زندگی بھر ایک ساتھ دو ہیں گے چاہے
 بیدار نہ ہو کھوکھی کرے ہمارا پیار کا ہے ہمیشہ قائم رہے
 گا اور ہم اسی طرح ملنے رہیں گے۔ ایک اور وقت یاد کرنا
 جب ہادی ملکی حالات یاد ہوئی تھی اس وقت ہر طرف
 خوشیاں ہی خوشیاں تھیں مگر یاد رکھیں کوئی سابقہ بھی نہ تھا۔
 آپ نے کہا فاضل پٹیل نے زندگی بھر کی اپنے سے دور نہ
 کرتا نہیں ہر من فر جاؤں گی۔ تو میں نے آپ سے کہا
 تھا۔ میں زندگی بھر آپ کو اسی طرح یاد کرتا رہوں گا میں
 آپ کی یاد بھاریوں گا کہ آپ دن کے سارے تمہیں بھول
 جاؤ گی۔ پھر ہم اسی طرح باہم کرتے کرتے چلا جاو
 گئے۔

آج جب میں وہ آپ کی بات یاد کرتا ہوں تو
 میری آنکھوں سے سلاؤں کی برسات شروع ہو جاتی ہے
 اور میرے ذہنی دل سے آواز نکلتی ہے کاش آپ میرے
 ساتھ فاضل گزرتی تو میرا یہ حال نہ ہوتا۔ میں آپ کی
 جدائی میں روز بھر بیٹا روز بھاڑتا ہوں۔ اب تو میرے حال پر
 لگا دکھ اور جلوس سے ہماری پیاس آنکھوں کو دیکھ کر آوا
 جاؤ جبرست تھماؤں سے ہی راستوں کو دیکھتی ہے۔ میں ہر
 وقت نہارے آنے لگا آنکار کرتا ہوں اور اپنے دل کو کشش
 دینے کے لئے تمہاری منٹا لہوں سے اپنے دل کو بھولاتا
 ہوں۔ رات بھر تمہارے ہی خیالوں میں باہم کرتا ہوں
 جب بھی کسی خواب میں شلاکت ہوتی ہے تو میں آپ
 سے بہت شگے کرتا ہوں کہ میں نے آپ کو ہر بار
 پاس آؤ گی۔ میں آج بھی آپ کی یادوں کے سہارے
 زندہ ہوں دو رنگ کا مریکا ہوا۔ رات بھر تمہاری یاد
 ساتی ہے اب تو آپ کی ہوادنی میں دو سے دو سے رات
 گزرتا جاتی ہے میری ہر تن پر شام آپ کی یاد میں ہوتی
 ہے اور ہوسکا ہے میری زندگی کی شام بھی آپ کی یاد
 میں ہوتی ہے اور آپ کا ہنسنے میں ایک ہنس اور تمہاری
 صحبت کا جانتا ہوں۔ ہر گز بھی تمہاری یادوں کو نہیں

ہینے کا کچھ جھانک رہا ہوں کاش اپنا آپ نے ایک بار
 پوچھا ہوتا سبلی کہ ہے؟ کاش ایک بار اپنے دل سے
 پوچھ لو جس میں صرف بھی میری محبت تھی اور تو آپ کی
 جدائی میں روز بھر بیٹا روز بھاڑتا ہوں اور میرے ذہنی دل
 سے آواز نکلتی ہے یہاں پر کوئی بھی کسی سے یاد نہیں کرتا
 اور میں آج بھی تمہارے دستے ہوں۔ وہ دنوں سے بہت
 یاد کرتا ہوں اور اسی طرف ایک بار آپ کو دیکھ کر تو آپ
 کے سبلی کا لوگوں سے کیا حال دیکھ رہا ہے۔ اسے یاد آئے
 میری شوگر میں صرا مندر میں گی جن بھر میں تھے تمہارا
 اقدار رہتا ہے۔ کاش آپ ایک بار لہنت آؤ تاکہ
 میری ہانتا کاٹوں کو سکون مل جائے جبرست تمہارے
 آنے کے اقدار میں ہیں۔ میرا دل آج بھی فریاد کرتا
 ہے کاش میرے ساتھ ساتھ گزرتی تو آج میری
 زندگی کے رنگ میں کچھ اور ہوتے۔ اگر میرا من چلتا تو
 میں جنہیں اس ظالم زمانے سے زمین تھرا نہیں میں جانتا
 لیکن میں کہتا ہوں میرا اپنے ہتھوڑے ہوتے ہیں کسی
 کو بھرتا ہے

کاش بھی تو رو پڑتی جی رہی آ آئیں
 اگلی دنوں کے کوئی سبب بھی نہیں ہوتا
 میں اپنے دل کو بہ بات کہنے کے بھلاؤں
 کہہ کر ہی چاہئے ہے کوئی اپنا نہیں ہوتا
 تو کسی کو بھر بھر کے دہم لٹنے ہیں۔ ہر رات نہ دنوں سے
 چور چور سے ہلو میں تو اسی دن ہی مریکا تھا جس دن
 آپ نے میرے دل کے کونے کونے کو روئے تھے
 اور کہا تھا۔ میں آپ کو فریب میں نہیں آتی کہہ سکتے
 کہ میں آپ سے کتنی سے کہا تھا۔ میری ایک ہوس ہے اس
 چاہے محبت اور ظلموں دو سے ملوں اور میں نہیں اپنی زندگی
 کی خوشی دے سکتا ہوں تو آپ نے کہا تھا۔ سبلی اس
 دلہا میں صرف دو ہی سبب تھے جس سے جوں
 کر سے دو حاصل کر سکتا ہے جبرست ہاں میں
 ہے۔ اس لئے میں آپ سے کہتی ہوں آپ نے مجھے بھول
 چاؤ اور تو یہ چاہو گا کہ کوئی اپنی تمہاری زندگی میں آتی
 ہے۔ اپنی سبب میں کاش میں کاش میں۔ آواز پیار

میرے جسم میں روح کی طرح آ گیا ہے بھلا روح
 بھی کسی جسم سے جدا ہوتی ہے۔ یہ تو اس وقت ممکن ہے
 کہ جب میں مر جاؤں گا لیکن میں اپنے جسم میں سما ہوا
 پیار کی طرح بھلاؤں۔ میں ساری دنیا کو بھول سکتا
 ہوں لیکن جنہیں بھول جانا ناممکن سا لگتا ہے اور اب
 خدا کے لئے مجھ سے ظلم نہیں نہ چاؤ نہیں تو میں جیسے
 جی جاؤں گا تو آپ نے کہا فاضل اس کی دلہا میں
 کرن کسی کے لئے مرنا ہے۔ یہ سب باتیں میں سمجھتی گ
 دیکھ ہوتی ہیں۔

اپنا کاش اب آج ایک بار آ کر دیکھ لو اپنی
 آنکھوں سے میں آپ کے ہنسنے کی طرح زندگی ہوں
 جس طرح ایک میرا دل میں کے بغیر وہاں لگتا ہے ہی
 طرح آج میرا حال ہے اور پھر جب میرا میں ہوش
 ہوتی ہے تو ہر طرف بھول ہی بھول مل جاتی ہے اس
 ایسی طرح میرا دل کی کل جانے گا۔ جب آپ مجھ سے
 لوگی میرا دل بھی بھول کی طرح کل اٹھے گا اور زندگی
 سے میرے ہاں لٹ آؤ گا کہ میرے ذہنی دل کو تھرا آ
 جائے جبرست آپ کے بغیر بہت وہاں ہے۔ میں اب تو
 بہت ترستا ہوں اب آپ سے ملنے کے لئے جلوس ہے آ
 گا کہیں ایسا دکھوں میں تمہارا اظہار کر کے اسے دیا
 ہے۔ اور جانے اور چاہاں تو کھرا بہ میری تیر پر حضور
 آتا کہ میرے ذہنی دل کو تھرا دل جائے۔ میں جیتے
 جی تو ملنے دیا اس ظالم وہاں اب مرنے کے بعد
 آپ جب میری تیر پر آؤ گی تو میری روح کو سکون ملے
 گا۔ سب باتیں میں آپ کی یاد میں کرتا ہوں۔ یہ
 ایک ذہنی اس کی آواز ہے جو ہمیشہ زندگی سے لڑتا رہا
 یاد کرتا تھا اور یاد کرتا رہے گا اور اب میں اپنے خدا
 سے دعا کرتا ہوں آواز کی زندگی میں کسی کوئی کہہ سکتا ہے
 کہ ذہنی کر کے جانے والی تو ہمیشہ اپنے جسم میں
 مسکرائے۔ اہر آیا ہے آج نہیں ملتی تیر کی دعا ہے
 جا نہیں گئے۔ آؤ سب دوستیں کرو گا کہ وہ مجھے ایک
 اپنا مل جائے۔

تمہارا ظلم تھا کہ میں نے اسے اظہار نہ کیا۔

میں اب تک ایک سے بھول جاؤں گا آخر میں ایک منزل
 اٹلے کے نام کرتا ہوں۔

مجھے تمہارے ہاتھ زندگی بھی ایک مزایا لگتی ہے
 تمہارے ہاتھ مجھے جسم میں روح بھی اچھڑی لگتی ہے
 جب بھی تمہارا ذکر آتا ہے تو دستوں میں
 ہانٹنے لگیں میرے چہرے پر۔ ہر بات ہی لگتی ہے
 اب تو یہ میری زندگی بھی ایک لڑائی ہی ہے
 مجھے تو یہ بھول جی وہاں صحرا اس لگتی ہے
 میں کہیں دی رہا ہوں تمہارے پھر جانے کے بعد
 مجھے تو یہ سانس بھی آخری ہی لگتی ہے
 ہانٹنے کب موت آ جائے مجھے ایسے ذہنی
 جنہیں تو یہ زندگی بھی سے وہی لگتی ہے
 اب کاش کوئی تھکا کر ہی میں کہاں تک کامیاب ہوا
 ہوں۔

سیف الرحمن ڈی۔ سی۔ ایگٹ

●●●

غزل

ہو میں جانے والے ایک عرض تو میری یاد رکھنا
 تھا کہ میں ہاتھ جوڑ کر میرے یاد کو لیں رکھنا
 اپنی باتوں میں کسی اور کے حوالے رکھنا
 مجھ سے پچھڑے ہو دیا خود کو سمجھنا ہے دکھنا
 لوگ پہچننے کے کہ گول پوچھنا ہے اور
 لگاؤ سے کچھ بھی کہہ ہوں پوچھنا ہے تاکہ دکھنا
 ہو کہبتے دل کی بات ماس نظر کسی سے نہ کہنا
 بات بڑھ جانے کی دل کی بات میں بھانجے کے دکھنا
 اور کچھ بھی کہے فاضل پٹیل رہتا
 اپنی کشش جنہوں میں مشعل رکھنا
 اپنے خیالوں کو معنی کی طرح روشن رکھنا
 عقلم بنا آسمان کی طرح بلند رکھنا
 نہ سلام یاد رکھنا نہ بیٹام یاد رکھنا
 میری اتنی ہی اکتا ہے کہ یہاں نام صرف یاد رکھنا
 ✨ عقیدہ ہاں کچھ چھڑا رہی

●●●

غزل

میرا مقدر

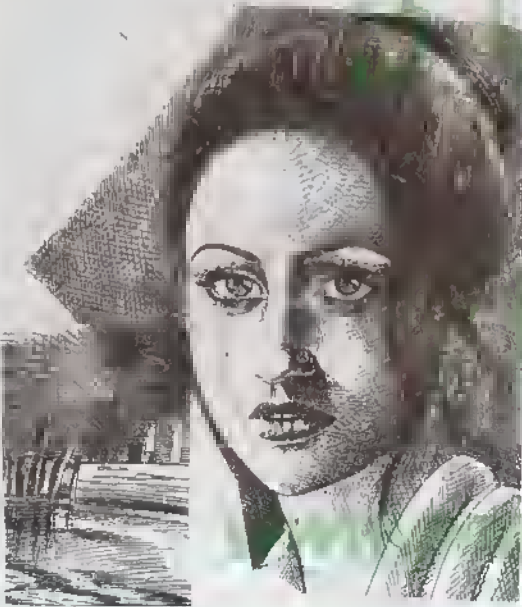
پندرہ سالہ عایشہ حسین طاہر - منڈلی ٹوبہ خان

آج کئی برسوں سے سال گزر چکے ہیں لیکن میں آج بھی طلعت کی یادوں کو اپنی حیات کا سرمایہ خیال کرتا ہوں کبھی زندگی میں طلعت کے مامنے نہیں گیا اگر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ میرے سامنے آجالی ہے تو میں اپنا راستہ ہی تبدیل کر لیتا ہوں وقت نے میرے ساتھ بے وفائی کی اور حالات ہی کبھی ایسے کیوں ہو گئے تھے کہ معوی محدث طلعت میری زندگی سے چس لگی مجھے غموں کے حوالے کر گئی میں آج بھی وقت کی وادی میں کھڑا سوچ رہا ہوں۔ ایک درد بھری داستان

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور واقعات کے ہم فرشی ہیں۔

گڑھے ہوئے راتوں کی بارشیں جب تھالی میں ستانے لگی تھیں تو میرا دل دکھوں کا رازیں کر رہا جاتا ہے۔ میرے چاروں طرف کرب و بھاری کی آگ جلنے لگی ہے اور میں بخیر ہوں ہے بس، دھڑک رہا جاتا ہوں۔ میرا دل کہہ رہا ہے بارش سے بھیک جاتا ہے اور میں یہ نہیں کرتا ہوں جسے میری زندگی پوچھا جائے مجھے شرم ہو جائے گی اور میں بے جا جان تڑپوں کی طرح ہاتھیں گھر جاؤں گا۔ روت ڈالے دم اور عالم ہے جو دریا کے بیٹے پانی کی طرح گزر جاتا ہے اور اپنے پیچھے گول کی داستان چھوڑ جاتا ہے۔ رات کے اندر راتوں میں سرچوں کے آئینے کے سامنے بیٹھ کر جب بھی سوچتا ہوں کہ وقت کتنا پر ہمارا غما، جب کوئی میرے قریب تھا تو ایسے ہی محسوس کرتا تھا جیسے میری بچائی کی خوشیاں میرے پاس ہیں، میری زندگی کی سب سے افضل، دیکھانے وقت کو کیا نظر کی، وقت ایسے گزر گیا جیسے بدل آکھوں میں بیٹے تھے، بیٹوں میں تم ایسے تھے آکھ گئی تو تم نے یہ جانا، اپنے آخر بیٹے تھے ان لوگوں کی کنگ نہ تو اب بیٹے دنیا سے اور نہ

میرے گھر کے ہیں، وقت نے اپنی گالی میرے سر پر مار دی ہے، کسی کی یادوں کے پڑنا ہوا کرنا ہوا۔ میں اکثر



بچھو رہے تھے یہ بڑی تیز جی ہوا خیال تیرے کا لیکن وہ جلا دیا غامت! اکثر رات کے اندر میں میں تیری یادوں کی گت تیرے گھر سے بچوں سے گھائی ہیں اور

آفرینان ہوں مگر تمہاری پناہ کی سے اور سے خاموش
 رہتا ہوں کیونکہ طلعت بھی تم سے چڑھوں گی بدلی
 رہی۔ میرے زہد و رشتے کی آس بھی میری جان کی ہیرا
 پیمان کی ہیری حیاتِ نفس کا پھول بھی میرے خوابوں کی
 رائی بھی۔ طلعت انہ سے شاد بدت کے ہاتھوں چڑھوں گا
 گلی بھی مگر تمہارے گھر والوں سے میرے چڑھوں کا
 خون کی کے مجھے چاکل کر لو مے دبا تھا۔ میری پاکیزہ
 صحبت کو ال گیا۔ طلعت الظہیر کر میں زندگی کے کسی
 بھی سے بھول نہ سکو گا کیونکہ میں نے تم سے دل لگی نہیں
 کی صحت کی تھی۔ طلعت نبی کی فیصلہ کر بھلا کوئی اپنی
 زندگی کو بھلا سکتا ہے۔ طلعت تم سے چھڑے کے بار بار وہ
 کھلے دل سے کی بار بیکھتا رہا۔ میں نہیں کیا بار بھولوں
 محرم کرتے بچھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں بھی تمہارے
 سامنے نہ رہتا طلعت مجھے تو تمہاری خوش مزید سے۔
 میں تو تمہاری زندگی میں روکا نہیں رہ گیا چاہتا کر
 میں سے کچھ وعدہ سے منا ہے کتم سخت یاد ہو۔ طلعت! کیا
 تمہاری بیماری باری کا کمن کر مجھے ہے حد تک ہوا۔ طلعت! کیا
 تم بھول گئی ہو جس مقدمہ کے لئے تم نے اپنی بھرتی کی
 قربانی دی تھی۔ طلعت! تمہارا مقدمہ کیا رہا ہے میں
 نہیں اس میں دلانا چاہتا ہوں۔ زندگی صرف بہت کا
 نام نہیں بلکہ۔ بھی کسی دوسروں کے لئے، تم نے اپنی
 صحت کی قربانی دے کر زہد رہنا ہے۔ طلعت! آ
 ج کل کے لئے تو بھرتی زہد رہتا ہے مگر میری نظر میں وہی
 فصل ہوتے ہیں جو دوسروں کے لئے بھرتی ہے۔ جس سے
 آج کل کے ہی سالوں بندہ نہیں تم سے پہلے ملک طاقت ہوا
 ہی۔ تم سے بھی میں سنا ہے۔ جہاں سے اپنے ہونے ہوئے
 ساتھ ہی کسی دہیر لگتا تھا تو سورج آسمان کی دستوں
 میں چھپ رہا تھا۔ تمہارے کھڑے سے پیسے کے ستنے سے
 تھرے سے بلدا بدرو مال سے اپنا چہرہ صاف کر دی تھی،
 تمہاری ہر بار بڑی سے اور جدا گاتی۔ تم نے ایک دور
 بار میری طرف نہ دیکھا مگر تمہارے چہرے سے کوفت
 ڈالی گئی۔ طلعت! تمہاری نیکی سے آفات سے مجھے
 تہوار اور فتنے چاہتا تھا۔ خدا کے دست سے تم سے کچھ
 تہوار اور فتنے چاہتا تھا۔ خدا کے دست سے تم سے کچھ

جہاں بھائی جلدی جلدی میں سار ہو گئے اور اتفاق
 سے تم میرے ہی سنا ہے پرانی جب تمہاروں گاہوں کی
 طرف جانے لگے تو میں تمہارے پیچھے پیچھے تھا۔ تم لوگ
 جس گھر میں داخل ہو سہرا مالک کا گھر تھا میں اپنے
 گھر چلا گیا بعد میں میں نے اپنے محلے کی صورت
 دیکھاں سے پا چھا جو بڑی زہدوں کی۔ مطلق کے
 معاملے میں ضرور مدد کر لے تو اس کی زبانی پتہ پا
 کر در مالک کی ہاتھ سے اور اسے لئے آئی۔ تم
 طلعت! کا بھائی شام کو روکھا گیا۔ تمہارے مطلق
 ریشم سے تپا گیا مگر یہاں ایک بار ہو سکی۔ جان کر
 مجھے بے حد خوف ہوا۔ دوسرے دن میں تمہارے
 ہاتھ سے کئی کئی تم سے ہاتھوں کے لئے کئی کئی
 محرم نظر آئے۔ میں سارا ہی خیال چڑے سے جس کا
 کوہ کھینچ کر لگتا کرتا ہے۔ تو کچھ بندہ نہیں سکا۔ جس
 بھی روک میں ہاتھوں بچھو اور تمہارے اسی کے گرجا
 گیا مگر تم میں بھی خوش نہیں ہو سکتی۔ میں نے
 جاتے ہی ساتھ جا کے جوڑے سے ہی پوچھا تو تم نے کہا
 کہ آپ کو کس سے کام ہے۔ میں نے کہا۔ حجت تو یہ
 ہے کہ مجھے تو صرف آپ سے کام ہے۔ پھر میں نے کہا
 ہے کہ میں آپ کو بنا کر نہیں سکا۔ پھر میں نے کہا
 صرف اسی بات پر گزارا کر لی کہ میں آپ کو ایک نظر
 دیکھنے چلا آیا۔ میرا دل ناگیا تھا کہ تم نے میری بچھڑاں
 کا دست میری طرف کر رہا ہے۔ اسے صاف نہیں
 شرم اور اپنی جائے الکی لڑکیوں کو چوکھ کر افسوس
 شروع کر رہا۔ یہاں سے مجھے نظر ڈاب کر لیا
 جانے کی کوئی ہی تو تمہاری ہی زبان کا کٹ گم رہا ہے
 ہاتھ میں دلوں کی۔ جہاں چڑھتے سے سرخ سے کھڑے تھا
 میں جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہوا راچی آ گیا۔ اس دن
 شاہ کو پھر تم سے گئی کے سوز پر ملاقات ہوئی۔ شادیم کنی
 دوسرے روز نہاد کے گھر سے آ رہی تھی مجھے دیکھنے کی
 سے تیز تیز چلتا شروع کر دیا۔ میں نے تمہارے فریب
 نہتے کہ ہونے کا کتنے سوز میں ناہم کی جہ نہیں تمہاری
 طرف سے کہ انسان ہوں کہ کتنے سوز کو گزارا ہے

دیں پھر تم میری طرف بڑے سے سے دیکھتے ہوئے
 کہا۔ حجتاں کہ میں کوئی نہیں جس سے اس کو سنا مگر
 دین جو تیرے کی۔ طلعت تم سے چند ملاقاتوں میں
 میں جب بھی تمہارے سامنے گیا تم نے اپنا کھڑا
 روہر کی طرف ڈال دیا۔ تمہارے دیے سے میرا دل ٹوٹ
 گیا میں نے تمہارا ہاتھ چھوڑ دیا۔ مجھے بتلا دو گیا
 میں اپنے گھر سے میں بڑ بڑت جوت کو گھوم رہا تھا مجھے
 بتلا دو کہ میں دن ہو چکے تھے کھانے کا ٹکڑا میری
 یاد رہی کوئی جاتے رہے تمہارے اٹھانے آئے
 تھیانے نے انہوں نے گھر جا کر میری بیماری کا ذکر کیا
 نہیں مجھ پر حسد آ گیا تھا کیا سوچتا تھا کہ ہر گھر
 ہٹا آئی تھی مجھ سے تو کوئی بات نہ پھر ہوا ای جان
 ہے۔ چہ چھا۔ حال ناگ ظاہر صاحب کو کتب سے بخار
 سے۔ امی جان نے نہیں تپا کہ ظاہر کو کئی دنوں سے
 بخار دے گیا ہوا اس لئے کتا ہے کہ ظاہر کو کئی دنوں
 صحت پہنچا ہے۔ میں کیا تھوڑا ہی ایک ہی دن سے نہا ہے
 جس خیال نے اسے کیا کر رہا ہے۔ چار یاں کا بو کر رہ
 کہا ہے تم میرے سامنے ایسے چل پائی پڑھی تھی امی
 تمہارے لئے چاہتے لینے کرے سے ہا ہر ہل گیا تو پھر
 تمہاری زبان نے اٹھا لرا کے۔
 ظاہر میں تو آج تک میں شادیم کو گھوم رہی کہ تم
 عام لوگوں کی طرح ہونے سے میں تمہارے ہی کی قدر
 نہ کر سکی۔ راستے میں امی جان سے لگا آئیں اور تم امی
 جان سے ہاتھ کر رہی پھر چل گئی پھر بروز تم میرا
 ہاتھ کرتے آئی۔ طلعت میں روہر کی میں نہیں بھول سکتا
 میں دن میں جس طرح ساتھ سے تھی گھر میں نہیں تھی۔ تم
 روزی چاند ستروں کی نہیں کھاتی رہی میں ظاہر میرا تیرا
 پارہ سا تو تم رہے گا۔ ظاہر چاہے وہ پانچویں گھر ہو
 جاتے پھر میں سے نہیں کہا طلعت ہاتھوں میں لہر ہے
 تم نے کہا ظاہر بیمار کا موسم ہے۔ ایسے میں ہاتھوں میں
 بہا کر ہوئی سے پھر میں نے تم سے کیا کیا اپنے ظاہر سے
 پھاڑے تھے۔ کیا زبان میں سے ہے ساتھ ہی کہا

مجھے تم اور افسانہ بھی سے پھر ہاتھوں سے ل کر کہا۔ میں
 دنا سے گھر کے کا انداز رہی ہے۔ طلعت! یاد کر رہ
 رہی ہے۔ میں نے رات جب میں پورے تمہارے اسوں کی
 صحت پر جھونے تم خاموش کی مگر میرا دل ہا ہا تھا
 کرتے سے زعفران میں کوئی نہ کرتے۔ میں نے شادیم ان
 بات نہ کرنے کی قسم کھا رہی تھی۔ میں نے تمہیں بات
 بات پر ہر ماں سے کہ شوق تھا آفرین سے نہ لگا کر
 کہا۔ طلعت! اگر کبھی تمہارا ہوشم سے کسی غلطی سہانی ہوا
 عمل رہی ہے۔ آسمان پر چاند ستارے سے کتنے خوبصورت
 رنگ رہے ہیں کہ تم خاموشی سے تمہارے کھڑے سے
 چاندنی کی روشنی کی کرنیں پوری پوری تمہارا چہرہ مزید
 روشن رنگ ہا تھا۔ تمہاری میں ہی نہیں وہاں امی اور
 نہیں جب میں سے نہیں قرب ہے سے دکھا تو تم نے
 ہاتھوں کو چھو کر میری طرف لگایا۔ آفرین سے نہ لگا آ
 کر نہیں کہا۔ کتر مداعت صاب آفرین سہانی کی کوئی حد
 ہوتی ہے۔ چاہیے ہوش میں چپ کیوں ہونے سے کچھ ہلر
 ناں لرا کاؤں میں میں محو ہوں۔۔۔ تم نے کہا کہ تم اپنی
 زبان کو تالے لگا کر رکھو جب میں جانے کو مڑا تو کچھ
 سے تمہاری آواز آئی۔ ظاہر! جان اٹھئے۔ نہ جانا نہیں
 چھوڑ دو، تم تمہارے ہاتھوں میں نہیں گئے۔ تمہاری
 ڈانسی کی میں کھل کر دیکھی اور ایسے ہی روز کی میری محرم
 نے کہا ظاہر! تمہیں چاند ستاروں کو گھومنا کر ہو عود
 کرتا ہوا گستاخ جہاں ہوا کہ فخر جاؤ گئے ہیں میں طلعت
 ہار کی بار بار ہاتھ کر رہی تھی۔ سے کٹر کر رہی میں طلعت
 نے اسوں کا گھر چھوڑ کر گھر چلے جانا تھا۔
 دوسرے دن طلعت کا بھائی آیا اسے ساتھ لے گیا
 طلعت کا گاؤں گاؤں ہار سے گاؤں سے جا پانچ میل کے
 فاصلے پر تھا طلعت کے چلے جانے کے بعد میں اپنے
 ایک دوست کی بہن کی معرفت طلعت سے چند دنوں
 ملاقات کر لیا۔ دوست کو پھرا دیا مجھے ابھی کے دین میں
 گیا۔ میں نے طلعت سے ذکر کیا تو روہر نے کی ظاہر
 میں نہیں ابھی نہیں جانے روہر کی ہا پھر مجھے ساتھ
 لے چلا۔ میں نے طلعت سے کہا۔ میں ٹھوس ہے

وہاں کی بات سے پھر لوٹ کر آیا جاں گا۔ میں میرے
 جانے کی دیر سے ہی تمہارا رشتہ لینے آئے ہوں اور
 دیکھا میرا ساتھ ورنہ طاعت سے خدا وغیرہ لگتے کا وہاں
 بھی لیا۔ میں اب وہی بیٹلا گیا وہاں جا کر اپنے دوست کی
 معرفت خدا و کتابت کرتا رہا مجھے تقریباً آٹھ سو بیس آٹھ سو
 ماہ ہو گئے۔ اب وہی تک اسی جاں سے طاعت کے والدین
 دہشت کی بات نہ کی تھی کیا اسی جاں کو خیال تھا کہ
 میں وہاں مر رہا ہوں میں کم از کم دو سال کا کم روں میرے
 پاس دو ہزار ساٹھ دوپے ہو جائیں مگر وہ میری کھڑکی کا
 بڑی کھیر صاحب سے کر رہی اور طاعت سے خدا آئے بند
 آئے تھے یہ بد بگڑوئی خدا فریختے طاعت لے بھی
 ایسا نہیں کیا تھا تقریباً تین دن اور اسی جاں کا کھانا
 انہوں نے تحریر کیا تھا کہ چنانچہ طاعت کے والدین نے
 دہشت سے انکار کر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے
 چننا، اپنے طاعت کا رشدا اسی خالق کے لئے کر کے
 پا ہے۔ یہ میں طاعت کے والدین کا بتا کر آتے ہی
 بنی اور نہ اپنا ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ اگر
 میرے بیٹے کے بندبات کا خیال نہیں تو کم از کم اپنی بیٹی
 کی پسند کا کچھ خیال کیا مگر میں انہوں نے میری کھیر
 ساہی باتیں سے جواب میں کیا۔ آخر خیراں کے بھرنے
 جانے لگے نہیں اوتے ہوئے ہوا دل کی پسند پھر قرآن کر
 دینے کا یہی حکم بنانا دے چکے ہیں انہیں اپنی زبان کا
 پاس کر رہی ہوں گا چاہے نادان بھی کر رہی ہوں چاہے
 نئے لکھا سید نہ تھی۔ تمہاری کا کھانا ہفتے کے بعد طاعت
 کا کھانا نہیں مگر تھا۔ میرے ہمارے طاہر سرا
 پہلوؤں کی طرح رہیں خدا نہ لگتے کی وجہ سے شاید آج
 جان تھی چکے ہیں لہذا میں نے آپ کی خاطر
 والدین سے کافر بننے کی وجہ سے میری بیٹی بگڑ
 جا رہی ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ میری بیٹی میرے
 اور بڑا بھائی خالق کے گھر پہلے ہی شادی کر چکی میرے
 انکار سے ہمارے گھر کے حالات خراب ہو جائیں گے۔
 مجھ پر کم روں سے ہیں مگر میری ایک بیٹی منہ سے میں
 بیٹا کی کہانی کی ضرورت طاہر سے ورنہ وہ جاں سے

دوں گی، مجھے جسے رشتے کی ہوا دیکھیں ہر اٹھانے
 پکڑنا آتا ہے۔ بانی خیر تہا ہے آئے پھر مل طور
 ہوں گی۔ اگر تھے آئے میں میری تو شادی بڑا دیکھ
 برداشت نہ کر سکوں میں نے بیٹی سے خود سے دونوں کی
 چھٹی کی اور پاکستان آ گیا مگر آئے ہی حالات کا
 اندازہ کیا حالات میرے دل میں پرکڑ تھے میں نے
 طاعت سے مشورہ کیا کیوں نہ ہم کراؤں سے دوپے
 شادی کر لیں طاعت کو اور ضرور پسند آیا اور وہ رضا
 ہوئی میں نے اپنے دوپے کو خریدی اور اپنے دوپے سے مشورہ کیا
 تو انہوں نے میری بددکھ سے ہندو دکر لیا مگر یہ
 بعض اوقات اپنے بھی دھوکہ دے ہاتھ ہیں۔ میرے
 ایک رشتہ دار نے طاعت کے چھوٹے بھائی کو کچھ کر دیا۔
 نکاح کے ایک دن پہلے میں میں مذہب کے دول میں
 بیٹھا دوپے سے اور اصرار نہیں کیا رہا۔ طاعت
 کے بھائی نے چند ہندو اور انہوں نے کچھ پڑھ
 کر دیا۔ میں انکا غلام اور ہر جرات آئی تھی۔ مجھے
 جب دل آتا تو میں ہسپتال کے سبز بچاؤ جان اور
 چند روز بار بار اور کھڑے تھے۔

خبریں کہ میں حیران رہ گیا طاعت کی کتاب میں نے کیا
 کیا کہتا ہے وہ باقی ایسے نیکے کے میں طاعت کو
 زود مجھے پہلے کی طرح نظر نہ آئی بلکہ اس کی گوشا
 چھتا۔ وہ بے حد خوشی میں تو طاعت کو مجھے ہی بڑا
 حیران اور آرزو تھا کیا سے ظاہر صاحب آپ یہ
 جانتے کے لئے بڑے بے چین نظر آتے ہیں۔ میں
 نے اپنی بہن کے خاندان سے شادی کیوں کر دی ہوں
 کیا طاعت سے آج بھی آپ سے محبت کرتی ہوں اور میں بھی
 کرتی کی اور زندگی کے آخری عرصہ تک کرتی رہی
 گی کہ میں اپنی مرنے والی بہن سے دہشت کا کھانا
 کے بیٹے کی خاطر میں اس کے خاندان سے شادی کر لیا
 کی بے رغبت جسم کے باقی کا نہیں محبت تو خدا فرمائی
 تھی ہے۔ میں نے باپ سے کہا ہمارا دہشت ہر گھر
 اب بھی مجھ سے شے کی کوشش نہ کرنا میں ایک بیٹے کی
 ماں ہوں اور اپنا گھر آیا مگر میرا بیٹہ نہیں دیا
 کرنا۔ میں جس احمد کے لئے محبت کر رہی ہوں سدا
 اس پر محبت قدم زہوں وہ اپنی بات مکمل کر کے چلی
 گی۔

غزل
 ہاتھ کیوں گلشن کا مخاب لے پھر ہوں
 شیا کیوں ہوں اور کیا خواب لے پھر ہوں
 اس نے ایک بار کہا غا سوال محبت
 میں رہ رہ رہا کا جراب لے پھر ہوں
 اس نے پوچھا سب سے تمہیں سونے
 میں تب سے دیکھوں کا حساب لے پھر ہوں
 اس کی خواہش تھی کہ میری آنکھوں میں پانی دیکھے
 میں اس وقت سے آنسوؤں کا سیلاب لے پھر ہوں
 انہوں کی پھر بھی وہ میرا نہ ہو سکا
 میں جس کی آرزو کی کتاب لے پھر ہوں
 پھر آؤں اور اب بڑے پھر آؤں

آج کہنے میں سال مگر پچھتے ہیں میں آج
 مجھ طاعت کی باہوں کو اپنی حالت کا سر ہر خیال کرتے
 ہوں جس زندگی میں طاعت کے ساتھ نہیں کیا اور بھی
 ایسا آدہ ہے کہ دہشت سے ماننے آ جانی ہے تو میں اپنا
 راستہ ہی تبدیل کر لیا ہوں وقت نے میرے ساتھ ہے
 دہشت کی اور حالات ہی چکھو ایسے کیوں ہو گئے تھے کہ
 میری محبت طاعت میری زندگی سے چھٹی ہی تھے تو میں
 کے حوالے کر گئی تھی آج بھی وقت کی دہشت کی دہشت کی
 سوچ رہا ہوں۔ کہنے میں نہیں دیکھ سکتے میری دہشت
 ہے، اللہ تعالیٰ طاعت کو سدا سلامت رکھے وہ دہشتی باقی
 کے بیٹے کو ہمیشہ مال کا چارہ دتا رہے جہاں بھی ہے سدا
 سدا باریہ۔

آج سے آج ایک قلم چہہ نظر مجھے
 دہشت سے آج بھی دل کے مکان میں

پیارا ہوتا ایسا

بھنگہ..... عبدالرحمن جموں لال - ملتان

میں اپنے والدین کا انکلوتا وارث ہوں اس لئے وہ ملہری کبھی بات بھی نہیں
 ٹالتے جب میں نے اپنے ابو کو بتایا کہ ہم کبھی قریب کر ساتھ صری جا
 رہے ہیں تو انہوں نے مجھے ہنسا، ہزار روپے دینے اور کہا کہ خوب انجانوں
 کو بناوہ بہت خوبصورت تھی جسے دیکھنے ہی میں لہتا دل کھو ہونٹا تھا۔
 اس کی جھیل سی آنکھیں گلابی بیونٹ اور کالی لہسن بالی مجھے ہار
 ہار میں اس کی آواز سننے کو دل چاہ رہا تھا۔ ایک صبح وہاں کی کھالی

اس کھالی میں مثال تمام کرداروں اور مقامات کے نام مضمی ہیں۔

تاریخیں کرام! کچھ یوں خائف کرانا چاہتا ہوں۔
 آج میں بھرا ایک اردھی مگر بچی کھالی کے ساتھ حاضر
 ہوں۔ ہماری کھالی آپ کو ان شاد افسانہ ضرور پسند آئے
 گی۔ مجھے آپ کے خطوط اور فونز کا انتظار رہے گا تاکہ
 میں پھر دوبارہ ایک نئی اور بچی کھالی کے ساتھ آپ کی
 خدمت میں چلی آؤں اور جواب دہی کا کھانا لکھتا
 رہوں گا۔ آج کی کھالی کا عنوان ہے "پیارا ہوتا ایسا"
 یہ کھالی میرے ایک بھری دوست تھیں گی ہے۔ آج
 ہی کی زبانی کھالی سنتے ہیں۔ رہے تو میں بھی تھیں گے
 ساتھ تھا میں چاہتا ہوں کہ یہ کھالی ترقی کی زبانی
 سنیں۔

میں اور عبدالرحمن دونوں کا بچ میں اکٹھے پڑھتے
 تھے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہمارے ایم اے
 کے امتحانات مکمل ہونے پر ہمارے کالج کی طرف سے
 آفر آئی کہ دوران بعد ٹرپ مری ٹھونٹے جانے کا جن
 لڑکوں نے ٹرپ میں شامل ہونا ہے وہ اپنے پیسے جمع کروا
 دیں۔ مجھے تو پہلے ہی مری جانے کا بہت شوق تھا میں
 پہلے ایک دو بار مری جا چکا ہوں مگر وہاں کے نکلا رہے
 تھے۔ دوست ہے کہ ان دنوں کے گول کر رہے ہیں۔



سز کے بعد مری بھی بچ گئے۔ جس نے ایک ہوش میں
 کر کے بک کر اسے سز کے کھٹے کھٹے ہونے سے اس لئے
 آرام کی غرض سے ہم کر کے میں باگوس کے درخت
 کھوتے جاتے یا پان لیا۔ جب تک عید العزین نے
 اٹھایا اور درگیا کہ بدترقیں جلدی ہو رہی تھیں
 مھوئے جاتے جلدی سے تیار ہوا جازہ میں سے جلدی
 سے نکل گیا اور کوسے سے باہر آ کر جوتا تھا دو لک
 ناشے کی نیبل پر میرا انتقال کر رہے تھے۔ میں بہت
 شرمندہ ہوا فریم لوگوں نے جلدی جلدی ناشہ کیا اور اپنی
 قزوم گرم قزوم جین میں کینک وہاں کاس مری بھی مڑ
 رہاں ایک دانش منظر تھا۔ ہری ہری کاس پتر شکر دھگ
 برتے جھول چھاڑوں سے بچا ہوا ان کے تھاروں میں
 اور بھی چاہا۔ رنگ اور باقہ ہم وہاں سے مری پاک میں
 گئے۔ خوب آجڑے کیا۔ میں نے اور عبد العزین نے سز
 سے اجازت لی کہ ہم کھدو کے لئے پہاڑوں کی طرف
 مھوئے جا رہے ہیں۔ شام ہونے سے پھیلے وہاں بھول
 میں آ جا رہے تھے۔ آپ ہاڑوں ٹکر گیا۔ بیٹے تو سرنے
 اٹھا کر گیا جس تم ہاڑوں کو اپنے اکیلے تھیں جانے کی
 اجازت سے سکا۔ میرے کافی اصرار کے بعد سرنے
 ہمیں اجازت دی۔ میں اور عبد العزین پہاڑوں کی طرف
 چلنے گئے ہم اپنے ہرن سے کا درو آ گئے کھے کھے
 ایک مری ٹھیک لڑکی پر دی ہو ہے در خواصورت
 مری کھن دو کو کھن کھی جسے ہاڑے قریب جا کر دیکھنے پر
 معلوم ہوا کہ درو نے ہرن پڑی ہے۔ ہم نے اس کے
 من پر ہانی کے پھیندے ہرن پڑی ہے۔ ہم نے اس کے
 آہستہ کھنیں اور جانی طرف رکھ کر کچھ کھیم کو دلی
 در کینے کی تم کو ان دیا میں نے کہا کہ میں نہیں
 درو یہ اور دست عبد العزین ہے پر کوئی دوا اور اس طرح
 ہوں پڑی ہوئی تھی۔ تو اس نے تانا کہ میں اپنے
 کاغذ کے قریب کے ساتھ یہاں مھوئے آئی مگر ہاڑی
 میں کا ایک نیند ہوا میں پہلا کے سائے کر گور کیا
 اس کے بعد کھن کوئی نہیں پڑیں۔ ہاڑی میں کاسا
 دیا جھکا۔ ہم کھن پڑی اور درو سے ملائے۔ میرے

چپ کو ہالے پڑو چپ ہو گئی۔ میں نے اس سے پوچھا
 کہ تم کہاں سے آئی ہو تو اس نے تانا کہ میں ملتان کی
 رہنے والی ہوں۔ میرے ہوا ایک اکتھترے پر اب میں
 کر کے جاز کی میرے پاس تو پوسے بھی نہیں ہیں۔
 میں نے انہا سے کہ ناٹے اس سے کہا کہ میں ملتان
 تھا میرے گھر چھوڑ آؤ گا میں بھی ملتان کا رہنے والا
 ہوں اور یہاں کاغذ کے قریب کے ساتھ آ رہا ہوں۔
 ہوا سے ساتھ چلو چلو اپنے سر سے بات کر رہی تھیں
 لہتیں سے کہ وہ ہیں ساتھ لے جانے پر ضرور دیکھی ہو
 جا میں سے اور بہت دلی انسان سے۔ دو دیکھ میں
 آپ کو اس کا نام غلام جھول کہا اس کا نام ناشہ ہے اور وہ
 اور سے ساتھ چھوڑی۔ میرے باہر جا رہے ہیں کچھ
 اور مرگ ماری صورت حال جانی تو سرنے نہیں پڑا
 رہی کرتے تھے ایک لڑکی کی ہدی کا اور ناشہ کے ہا کہ
 چپ تک ہم جہاں ہیں وہاں سے ساتھ رہتا تھا کہ
 کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور چپ ہم ملتان
 دہاں جا رہے تھے تو ہمیں بھی ماخو لے جائیں گے اور
 پھر تھیں ہمیں ہر شے کے لئے کھچڑا نہ گا۔ سرنے ناشہ کو
 ایک ایک کر کے لے لیا۔
 رات کے کھانے کے بعد ہم سب بونے کے لئے
 اپنے اپنے کمرہ میں چلے گئے۔ رات بھر بچنے کیوں
 تھے نیند نہ آئی البتہ میرے ساتھ کچھ بڑا ہوا تھا میں تھے
 ناشہ کی بہن باؤ آ رہی تھی۔ در بہت فرخندہ رات تھی
 دیکھنے ہی میں اپنا دل کھو بیٹھا تھا۔ اس کی جھپٹ کی
 آنکھیں کھلی ہوئی ہوتی اور کالے لہے لہے ہالی تھے وہ باؤ
 میں اس کی آواز سننے کو دل چاہ رہا تھا میں نے عبد العزین
 کو گھانا اور اس سے سہاری ہات ادا دی۔ عبد العزین نے
 کہا کہ اب تم ہاڑا اس کے کمرے میں جانا ٹھیک نہیں ہے
 کسی لئے دیکھ لیا تو اس کی اجازت نہ دیا۔ جب
 میں اس سے ملنے کے واسطے بہت کھن دیا اور وہاں سے ہوا
 اور تھیں وہاں سے مری گھر کی بندرگاہ ہے۔ عبد العزین تو سو گیا
 مجھے کھنے ماری حالت نیند نہ آئی لہذا میں کچھ
 احتیاط کر کے ماری کھنے سے مری کھن کو لائی اور

خواب کی اولوں میں سو گیا۔ میری آنکھ کھٹا اٹھ رہے
 تھی جب عبد العزین نے مجھے آ کر اٹھایا اور کہا کہ جناب
 رات کو نواز کو کینڈ نہیں آ رہی اور اس کی سوسے
 راضو جانا ناشہ اور کاغذ کے سب ٹوکے تمہارا انتقال کر
 رہے ہیں۔ جلدی لڑکی ہونے کے چارے ناشہ کا نام لے کر
 غلام جھول لیا گیا ہے کچھ دینے اور گور ہا ہر آئے۔
 سب لوگ تھپے ہوئے تھے آنچ پھر شرمندہ ہوا پڑا
 کہ میری آنچ سے آج پھر سب لوگوں کو گنا تھے میں در
 ہو گئی ہے۔ ہم سب نے لڑکے ناشہ کی یاد پر مجرب لوگ
 سوئے گئے کہ آج کہاں مھوئے جائیں۔ سب اپنا اپنا
 کمرہ اپنے کوربے سے تھوڑے فاصلے میں ناشہ کو رکھ رہا تھا۔ وہ
 بھی تھوڑے کچھ دور ہی گئی میں نے سوسا کے لئے اپنی بہن کا
 اٹھارہ کھینے کر دیں۔ میں نے ناشہ سے کہا کہ کینڈے
 کپڑے کا پی خراب ہو گئے ہیں تو وہ خاموش ہو گئی اور
 نظریں جھکا لیں کینڈے بدلنے کے لئے اس کے پاس
 کوئی اور ڈاکو نہیں جس کا درو خریدنے کے لئے ہے۔
 میں نے ناشہ سے کہا کہ میرا مطلب نہیں تھا کیا میں
 کوئی کھن کوئی فارغ نہیں لا دوں تو اس نے کہا۔ نہیں جیسا
 ٹھیک ہے میرے ہزاروں روپے سے ساتھ ساتھ کچھ
 لئے رہتی ہوگی۔ میں نے سرنے سے اجازت لی کہ میں
 ناشہ کو کوئی اور درو لڑکیں لا دوں پڑا تے کر کے کی
 جو درو کا پی خراب ہو گیا تو سرنے کچھ اجازت سے
 رہی۔ میں اور سرنے اور ناشہ میں تین ٹانگ لے گئے
 ورانہ ہو گئے۔ ایک بڑی دیوکان ہے جس نے ناشہ
 کے کچھ کھنیں چھوئے ہوئے ڈاکو ہیں لے لیا ناشہ نے
 کہا۔ ٹھیک ہے وہ درو سرنے چھو کر نہ کی۔ میں سرنے پر
 شاگواں سے کہے کہوں کہ میں اسے بہن بیٹہ کرتا
 مرن میرے دل کی بات عبد العزین نے پڑھ لی اور اس
 سے کہا کہ تم یہاں سے اس کے لئے کوئی کینڈ لے لو اور
 اس میں ایک خط کے ذریعے اپنے دل کا حال کہو۔
 میں نے ایک خط لکھا۔ کھن ہے۔ تو اس نے ایک فراموش
 نوا ہونے کی اور سرنے کو بل کر کھن میں ناشہ کو
 لیا اس نے ایک لکھن لکھا۔ میں نے سرنے کو درو دیکھی

زادہ حسین لگ رہی تھی کہ میں اس کو دیکھے جا رہا تھا کہ
 اس نے کہاں تو بچہ پر دوش ٹھیک ہے میں کبدم چوٹی
 اور کہا کہ بہن فراموش ہے اس نے کہا ٹھیک ہے
 میں نے کینڈ لے لی اور پے منڈ ادا کی مہر دہاں ہوئی
 کھی میں اور عبد العزین نے کمرے میں بیٹے کے ناشہ
 سے کہا کہ سرنے میں لے لی گئی۔ اب مجھے خاک کھنا تھا
 میرے دل میں بھی دیکھی دیکھی اس لئے میری محبت کو
 ٹھکرا رہا تو فریخہ جوتہ سے دور جانا گھاس میں بہت
 کر کے ایک بچے کو لادار سے خاک کھنا شروع کر دیا جھکی
 تحریر لکھ رہی تھی۔
 مائی ذبیر ناشہ اسلام آباد ایک شعر عرض ہے۔
 خوشیوں سے ناراض ہے زندگی میری
 صرف پیار کی تمنائے ہے زندگی میری
 بس بہن ہوں لوگوں کو دکھانے کے لئے
 روز دور کی کتاب ہے یہ زندگی میری
 ناشہ میں آپ سے بہت جا کر تانا ہوں کہ میں جس میں
 ہے آپ کو دکھانے کو کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ رات کو
 نیند نہ آتی ہے سرنے کو کہیں اسے آپ بہت خواصورت
 ہے۔ میری زندگی کا میں ایک مقصد ہے کہ پونا پانچ
 اور سے خط کا جواب چلو ہے نہ تانا آپ کی محبت کا
 ظاہر ہوں آپ کے جواب کا انتظار کروں گا۔ آپ
 رہا تے آپ کی محبت کا ظاہر کرتی ہوں۔ ایک شعر کے ساتھ
 اجازت چاہوں گا۔
 انتظار رہتا ہے ہر شام نیا
 اصرار میں کتنی ہیں لے کر ہم ہوا
 کب سے بیٹھے ہیں ہر پاس لے
 کب آئے گا بھیا تمہارا
 فقط آپ کو یاد ہو سکتی
 میں نے مونیخ جا کر وہ کینڈ ناشہ کو لیا پانچ تو اس
 نے مجھے بہت سے درد گزار فراموش لے کر کمرے میں
 چلی گئی اور نہیں اس کے جواب کا انتظار لے لیا کہ وہ
 مجھے جواب میں ہاں کرتے نمایا نہ کرتے۔ اس لئے
 مجھے جواب نہ دیا تو میں کہا کہوں گی۔ میں اپنی سوچتی

رہا تھا کہ اسے میں کرے گی فطری گئی میں نے دروازہ کھولا تو ماشافی اس نے سکڑا کر بری طرف دکھا اور ایک لٹا لٹا ہتھیار باور میں چلی گئی۔ میں نے لٹا دکھا تو اس کی ہتھیار چھریوں کی تھی۔

انی جان عزیز تو قیام اسلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ میں غیرت سے ہوں اور بھینچے ہیں آپ بھی غیرت سے ہوں گے۔ میں آپ کو تانا چاہتی ہوں کہ میں آپ کو بہت محبت کرتی ہوں میں نے جب آپ کو ہتھیار دکھائی تھا آپ کو مجھ سے کہی گئی تھی کہ میں نے آپ کو میرا مال چھینا ہے میں آپ کی ہو کر وہی کی گئی تھا کہ اگر آپ اپنے سے ڈرتی تھی۔ آج آپ کا حال بہت خوش ہوا کہ مجھ سے باہمی ہوئی ہوئی آئی میں شدت سے روٹھے چاہتا ہے۔ ایک شعر عرض کرنا چاہتی ہوں وہ جانتا ہے کہ تجھ سے بہتر نہیں لوگا۔

وہ جانتا ہے کہ مجھ سے صبر نہیں ہوگا میرے درد سے وہ بے خبر نہیں ہوگا میں ایک قدم بھی چالوں میں چڑھتا ہے اگر تم سامنے نہ ہوئے تو سفر نہیں ہوگا تو قیام میں آپ کو بہت چاہتی ہوں ڈانٹتے بھی چھڑتا مت نہیں تو میں جو حال میں کی۔ ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہ رہی تھی۔

ازنی ہوئی چڑھا کہ فگار مت کرنا
میں سر جلاؤں تو کسی سے پار مت کرنا
نشہ آپ کی گیوانی عاشق
میں نے وہ دکھا یہ ساتوہری خوشی کو گوی فغان نہ
رہا میں عاشق کے کرے میں گیارہ عاشق بھی کہہ کر
بہت خوش ہوئی۔ میں نے عاشق سے کہا۔ میں سر ہل دیاں
سے سر نہ نہیں پار کرتا۔ وہ دلی بہت چارہ سے دہک
کر رہا ہوں گا۔ عاشق نے کہا۔ میں بھی تم سے بہت چار
کتی ہوں اور اب تمہارے نہیں نہیں ہو سکتی۔ رات کو وہی
مجی ہاتھ میں دنت کا ٹکڑا ہتھوڑا چلا۔ میں نے جب
اپنی آنکھ سے قلم لیا تو دیکھا۔ میں نے کہا۔

رہا ہوں۔ عاشق نے کہا۔ ٹھیک ہے۔ میں وہاں اپنے
کمرے میں آ گیا لیکن میرا چین دشمن وہیں رہ گیا۔
مجھے تو پتہ تھا کہ وہی کسی نہ ہی جینا آ رہا تھا۔ میں نے بیچ کے
پر دکھا۔ میں سوچا کہ کل ہم وہوں کھوئے جا میں نے کیونکہ
میں ان دنوں بہت خرابیت دیکھا چاہتا تھا کہ وہ یاد
میں۔

آج میری آواز آج بھی ہل گئی میں حیران تھا کہ
میں آنکھوں پر ہاتھ لگا ہوں۔ غریب میں جلدی جلدی
فرشتے میں ہوا اور عاشق کے کرے میں چلا گیا۔ میں نے
عاشق سے کہا۔ جلدی ہے۔ تیار ہوجاؤ ہم کھوئے نہیں
گئے۔ عاشق نے کہا۔ ٹھیک ہے۔ میں کھڑی ہوں میں غار
کرتی ہوں۔ خودی رو بہرہ جب عاشق آئی تو وہ آتی
خوبصورت لگ رہی تھی کہ دل چاہ رہا تھا کہ میں اسے
دیکھ رہا ہوں۔ ایک چلنے کے نظریں بنانے کھل گئی

کہ وہاں میں سے بچتا ہی جا رہا تھا کہ عاشق میرے
قریب آئی اور بولی تو قیام کہاں کھوئے؟ آں میں کہہ کر
میں نے کہا۔ نہیں نہیں میں پوچھا نہیں دیکھ رہا ہوں کہ
خدا نے نہیں کتنا مستحق روز معلوم بنا تھا ہے۔ عاشق نے
کہا۔ اب نہیں کہاں جا گا ہے۔ میں نے کہا۔ نہیں
کھوئے ہیں۔ پھر ہر روز قیام تھی گئے وہیں رہنے
خوب لگتا ہے کیا پھر ایک ہو۔ مسنونت میں وہ پھر
چلا گیا۔ آج کے بعد میں وہیں اور اور کھوئے گئے پھر
دل میں تو خواہ رہا دیکھنے گئے۔ وہاں سے ہم باہر
رہاں میں ہم نے خوب اترنے کیا۔ مجھے لگے اور بار
کے لئے کہہ تو میں یوں جانتی۔ شام چھ بجے ہی تھی پھر
میں کھڑی ہوئی وہاں سے ہم نے نہت کھٹکے کھٹکے عاشق
بہت محبت کی گئی وہاں سے ڈر کر گئی تھی۔ تو قیام باہر
چلو مجھے ذرا لگا رہا۔ میں نے کہا۔ بہت سب محبت
کے بہت ہیں لیکن وہ ہمیں بالی اور کہا۔ یہ چلو پھر ہم باہر
پاک میں کھوئے گئے۔ آں کریم کئی اور بہت کچھ
دیکھا۔ وہ ہونے والی تھی ہم نے اس دنوں جانے کچھ
متھا پھر ہم نے اسے ہاتھوں میں رکھا اور اس کے کھٹکے کھٹکے
نے اس میں ملنا دیکھا۔ میں نے کہا۔ اس کے کھٹکے کھٹکے

اور پھر سوئے۔ آج صبح تو سر نے کہا۔ جلدی کہہ نہیں
داں میں ملنا کے لئے روانہ ہوتا ہے۔ سب لوگ جلدی
جلدی تیار کرنے لگے۔ پھر میں میں سہارا ہوئے
میں اور عاشق ساتھ میں ہی جہن گئے۔ عاشق نے کہا۔
تو قیام ہم ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔ میں
نے کہا۔ پاگلی ہم ایک ہی شہر میں رہتے ہیں جب دل
چاہے کہ میں کے لئے میں نے پھر اپنے سوئیاں کا کھمبر
رہا اور کہا کہ جس دن ہماری ملاقات نہیں ہوگی کمزور
رہا اور کہیں گے۔ عاشق نے کہا۔ ٹھیک ہے۔ اور عاشق
کے ہاں جا بہت پریشان تھے کہ عاشق کہاں اور کس
حال میں ہوگی۔ عاشق کی ماں تو درد کر بہت ہی زیادہ
کمزور اور تیار ہوئی تھی۔ آپس کیا ہے کہ عاشق غیرت
کے ساتھ ہے وہ تو کسی ایسی میں ہو گئے چارے تھے کہ
عاشق نہ دیکھا ہے یا میری۔ جب ہم ملنا بیٹھے ہیں
عاشق سے اس کے کھٹکے پھیر پھیر اور اسے چھوئے ہیں
نے اس کے کھٹکے کہا گیا۔ عاشق کے ہاں باپ عاشق کو
دیکھ کر بہت خوش ہوئے انہوں نے عاشق سے پوچھا۔ تم
انے دن کہاں تھی۔ عاشق نے سب کچھ بتا دیا۔ میں نے
اس کی دیکھی ہے۔ عاشق کے والد نے کہا۔ بیٹا تمہارا
بہ احسان زندگی پھر نہیں بھولیں گے۔ میں نے کہا۔ ماضی
بہ احسان کی کیا بات ہے یہ تو میرا فرض تھا۔ عاشق کے
والدین نے میری غریب خاطر تو اس کی پھر میں عاشق اور
ان کے کھٹکے رواں سے اجازت کے لئے کہہ نہیں کر سکا۔

جب میں کھڑا ہوا تو چھٹا میں بیٹا اور انکار کر رہا تھا
وہ مجھ سے کافی حد تک ڈرا نہیں بھی تھا۔ میں نے
عبدالرحمن کو کھٹکے دکھائے۔ بیٹا نے کہا۔ تو عبدالرحمن
کیا کرتا نہیں بھول بیٹھے میں وہاں نہیں عاشق ہوئی تھی
کہیں تو جہاں ہی تھا۔ میں نے کہا۔ اسکی کو بات
نہیں ہے اس نے کہا۔ اس کے کھٹکے کے پھر میں دراز
کے شام خود کر گیا اور میں نے عبدالرحمن کو اپنے چارے
دارے میں سب کچھ بتا دیا پھر عبدالرحمن نے مجھ سے
اپنے لئے کسی کو کھٹکے کی کیا کیا ہے اسکی آرام کی غرض
سے کہ میں میں کھٹکے کی کیا کیا ہے اسکی سب سے دہان

پہ ایک سے لبر کا کچ آبا میں میں لکھا ہوا تھا۔
احسان آزاد کو دل سے سنا نہ سکو
اگر چھوڑ گیا جاہوت میں چھلا نہ سکو
یہ چھوڑ دینی میں سے جانا ہے ہم نے
ہل جاؤ گے کھر بچا نہ سکو

میں نے کچھ چارہ پھوڑا اس نے نہر برون کیا تو
فون عاشق نے اٹھا۔ عاشق نے کہا۔ تو قیام کیسے ہوا؟
میں نے کہا۔ ٹھیک ہوں میں سنا۔ تو قیام کیسے ہوا۔ عاشق نے
کہا۔ کیا تازہ شہزادی بہت یاد رہی ہے۔ میں نے
کہا۔ ہرگز نہیں بہت یاد رہی ہے۔ عاشق نے کہا۔
تو قیام ہم کئی ملاقات کر رہے ہیں اور اس نے جب بتادی۔
اس کے بعد ہم نے کھڑے اور بائیں کی اور پھر برون بند
کر رہا اور سوئے کے لئے لیٹ گیا پھر مجھے غنہ نہیں
آ رہی تھی عاشق کی باتیں برون ہی نہیں اور پھر چہ نہیں
خند کی رہی تھی مجھ پر کب میرا ہونگی اور میں سو گیا۔ صبح
امی نے آ کر مجھے اٹھا باہر کہا۔ تو قیام نے اٹھ جاؤ تاش
تیار ہے۔ میں جلدی سے اٹھا اور فرشتے ہوا عاشق نے اپنے آ
ای سے اجازت کی کہ میرا ایک دوست مجھ سے ملے آ
رہا ہے میں ان سے ملاقات کے لئے جا رہا ہوں۔ امی
نے کہا۔ ٹھیک ہے۔ چہ چھوڑ گیا جانا۔ میں نے کہا۔
ٹھیک ہے آ جاؤں گا۔ میں نے اپنی گاڑی تالی اور
عاشق سے ملنے کے لئے فرشتے کیا جہاں عاشق مراد
انتظار کر رہی تھی۔

آج اس نے ٹھیک دیکھا ہوا تھا جس سے
آج قامت دھاری تھی اور بہت ہی سندر دکھائی دے
رہی تھی۔ عاشق نے کہا۔ پھر ہم سے ایک دوسرے سے
چہا ہونے کی مشین میں کاش اور بہت ہی بائیں میں پھر
ہم وہاں سے ایک ڈھل میں گئے اور کھٹکے اٹھا اور پھر
عاشق کو اس کے کھٹکے ڈپ کہا۔ پھر بیٹا میں نے
قریب ہاتھ کھٹکے ان کا ہوا اور عاشق نے مجھے اسکی غرض بیان
کہ میرے ہونے کے لئے نہیں لگی۔ عاشق نے
کہا۔ تو قیام جب تم مجھ کو چھوڑ گئے تھے تو ہمارے کھر
میرے پاس ملانی اور ان کا ایک بیٹا ساتھ آبا ہوا تھا۔

میں نے جاگ ہوں اور مائی تو سلام کیا اور اپنے کمرے میں چلی گی۔ کچھ ہی دیر بعد مجھے معلوم ہوا کہ ماسوں نے مجھے اپنے بیٹے کے ساتھ لیا گیا ہے جس کا نام مجھ سے اور رکھی اور لے بھی پان کر دی ہے۔ وہ دیکھ ہی رہی ہوں ہماری شاہی کی چادریں پٹی کر دیں گے۔ میں نے اسی سے کہا کہ آپ نے ہماری زندگی کا فیصلہ ہم سے بغیر پوچھے کر دیا ہے۔ میں مجھ سے شادی نہیں کرونا چاہتی ہوں بلکہ میں تو نہیں کو پسند کرتی ہوں اور اس سے بھی شادی کروں گی۔ پھر اسی نے کہا۔ اب تمہاری بات کیا ہوگی۔ میں نے تو نہیں کچھ کہہ کر دتے تھے جس مر جا رہی کی۔ وہ اتنا کہہ کر دتے لگی تھی جس نے حوصلہ ہوا۔ عاتشہ لیا کھو گئی نہیں۔ وہ کہنا چاہا اچھا کیا نہیں کہ ہم دونوں ایک ہر سر سے دور ہو جائیں گے۔ تم لگ کر نہ کرو جس اپنے اسی ہو سے بات کر کے تمہارا سر ہٹتے گئے لے آئیں گی۔ بچوں کو اور دہرہ تمہارے اسی اہل سے آ کر بات کریں گے۔ جو بیٹان نہ ہو تا ہم ضرور ایک ہوں گے۔ ہم نے سچا بیاہا کیا ہے ہم ضرور ایک ہوں گے۔ عاتشہ نے کہا ٹھیک ہے تم کس ضرور اپنے والدین کو ہمارے گھر بھیجنا ہے انکار کر دیں گی۔ پھر ہم نے فون بند کر دیا۔ میں نے جا کر ای کو سب کچھ بتا دیا اور کہا میں عاتشہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور میری شادی عاتشہ نہ ہوگی تو میں مر جاؤں گا اسی نے کہا۔ چٹا لیسے نہیں کہتے تم ہمارے اکلوتے بیٹے کو ہم کس ضرور عاتشہ کو کھرا جائیں گے اور تمہارے بیٹے کی بات کریں گے۔ عاتشہ نے اسی سے بات کی تو اسی نے کہا۔ ہماری فونش ہمارے بیٹے سے ہم ضرور ہمارے ہیں گے۔ میں نے فون ڈال دیا تو کون کیا اور کہا۔ چاہا اب باطن بیٹان نہ ہوا اسی اہل کو ضرور ہمارے کھرا کریں گے۔ عاتشہ نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر اسی نے کہا۔ فونش بنا چلو زنگ کرے جس جلدی سوتا ہے جا کر تم جلدی سے عاتشہ کے گھر جا کر ہماری شادی کی بات کہیں۔ میں نے جلدی بیٹھی کہا کیا اور پھر کہنے لگے۔ عجب نہ تھا کیا کون جلدی بیٹھی اور کون جلدی بیٹھی۔ میں نے بیٹھ کر اسی کے پاس

جاتی تھا کہ میں نے دیکھا میں زہر نہ کھا لے میں نے فوراً اپنی گاڑی نکالی اور عاتشہ کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ راستے میں فریٹک جام ہونے کی وجہ سے وہ منت لپٹ ہو گیا جب میں عاتشہ کے گھر پہنچا تو یہ چلا کہ عاتشہ نے زہر کھا لیا ہے اور اس کے اسی اہل سے کہا کہ ہسپتال میں ہیں۔ میں نے کہا۔ عاتشہ تم نے کیا کر لیا میں بھی جلدی سے ہسپتال کی طرف روانہ ہوا۔ ہسپتال پہنچا رکھا کہ عاتشہ کسی ہی پر میں ایڈمٹ ہے اور عاتشہ کی اسی دور رہی تھی۔ میں عاتشہ کی اسی کے پاس گیا اور دیکھا کہ بیٹا اسی دور میں تھی عاتشہ کو کچھ نہیں ہوگا۔ میں نے خدا سے دعا مانگی کہ اسے کبھی میری طرف کو مت مقرر فرما۔ اسے میں ایک ڈاکٹر یا نرس سے اس کے ہاتھ دیکھ کر عاتشہ کو کھڑے سے باہر سے اس کے اہل کا کھرا اور دیکھا کہ عاتشہ کہا۔ اسی کی تم کوئی سمد نہیں رہنا وہ برداشت نہیں کر پاتے گی۔ عاتشہ کی اسی نے عاتشہ کے ابو سے بات کی اور دیکھا کہ عاتشہ کی شادی تو نہیں سے کر رہیں ہیں اسی کی فونش ہے۔ عاتشہ کے والد نے کہا کہ تمہیں سے عاتشہ کے والد نے اپنے پاس ہار دیا اور کہا۔ تو نہیں جانا آج سے ہماری عاتشہ آپ کی ہونی کا پورا خیال رکھنا۔ میں نے کہا۔ اگلے آپ سے ہر گز نہیں میں عاتشہ کو بہت فونش رکھوں گا تو عاتشہ کے والد نے کہا۔ اپنے والدین کو کہنا کہ عاتشہ کی تاریخ کی کر میں ہم جلد اور جلد شادی کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ٹھیک ہے۔ اگلے میں نے فونش عاتشہ کو سنا کی تو فونش سے اسی کی آگوشوں میں فونش آگے میں نے اپنے گھر جا کر اسی کو کہا کہ عاتشہ کے والدین میں شادی کے لئے راضی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے آپ کو کچھ اپنے گھر لایا ہے ذرا سی لے گیا تھا۔ میں نے ہم ضرور ہمارے ہیں گے۔ اسی طرح ہماری شادی کی تاریخ بھی دینی ہماری شادی کی ساری ڈاکٹر نہیں عیدالین نے کسی اور لیا ہماری شادی ہوئی اور عاتشہ کے والد نے کہا۔ میں نے کئی دن وہ وہاں سے روک میں رہا۔ اسی نے کہا۔ میں نے کئی دن وہاں سے روک میں رہا۔

میں نے جاگ ہوں اور مائی تو سلام کیا اور اپنے کمرے میں چلی گی۔ کچھ ہی دیر بعد مجھے معلوم ہوا کہ ماسوں نے مجھے اپنے بیٹے کے ساتھ لیا گیا ہے جس کا نام مجھ سے اور رکھی اور لے بھی پان کر دی ہے۔ وہ دیکھ ہی رہی ہوں ہماری شاہی کی چادریں پٹی کر دیں گے۔ میں نے اسی سے کہا کہ آپ نے ہماری زندگی کا فیصلہ ہم سے بغیر پوچھے کر دیا ہے۔ میں مجھ سے شادی نہیں کرونا چاہتی ہوں بلکہ میں تو نہیں کو پسند کرتی ہوں اور اس سے بھی شادی کروں گی۔ پھر اسی نے کہا۔ اب تمہاری بات کیا ہوگی۔ میں نے تو نہیں کچھ کہہ کر دتے تھے جس مر جا رہی کی۔ وہ اتنا کہہ کر دتے لگی تھی جس نے حوصلہ ہوا۔ عاتشہ لیا کھو گئی نہیں۔ وہ کہنا چاہا اچھا کیا نہیں کہ ہم دونوں ایک ہر سر سے دور ہو جائیں گے۔ تم لگ کر نہ کرو جس اپنے اسی ہو سے بات کر کے تمہارا سر ہٹتے گئے لے آئیں گی۔ بچوں کو اور دہرہ تمہارے اسی اہل سے آ کر بات کریں گے۔ جو بیٹان نہ ہو تا ہم ضرور ایک ہوں گے۔ ہم نے سچا بیاہا کیا ہے ہم ضرور ایک ہوں گے۔ عاتشہ نے کہا ٹھیک ہے تم کس ضرور اپنے والدین کو ہمارے گھر بھیجنا ہے انکار کر دیں گی۔ پھر ہم نے فون بند کر دیا۔ میں نے جا کر ای کو سب کچھ بتا دیا اور کہا میں عاتشہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور میری شادی عاتشہ نہ ہوگی تو میں مر جاؤں گا اسی نے کہا۔ چٹا لیسے نہیں کہتے تم ہمارے اکلوتے بیٹے کو ہم کس ضرور عاتشہ کو کھرا جائیں گے اور تمہارے بیٹے کی بات کریں گے۔ عاتشہ نے اسی سے بات کی تو اسی نے کہا۔ ہماری فونش ہمارے بیٹے سے ہم ضرور ہمارے ہیں گے۔ میں نے فون ڈال دیا تو کون کیا اور کہا۔ چاہا اب باطن بیٹان نہ ہوا اسی اہل کو ضرور ہمارے کھرا کریں گے۔ عاتشہ نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر اسی نے کہا۔ فونش بنا چلو زنگ کرے جس جلدی سوتا ہے جا کر تم جلدی سے عاتشہ کے گھر جا کر ہماری شادی کی بات کہیں۔ میں نے جلدی بیٹھی کہا کیا اور پھر کہنے لگے۔ عجب نہ تھا کیا کون جلدی بیٹھی اور کون جلدی بیٹھی۔ میں نے بیٹھ کر اسی کے پاس

جاتی تھا کہ میں نے دیکھا میں زہر نہ کھا لے میں نے فوراً اپنی گاڑی نکالی اور عاتشہ کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ راستے میں فریٹک جام ہونے کی وجہ سے وہ منت لپٹ ہو گیا جب میں عاتشہ کے گھر پہنچا تو یہ چلا کہ عاتشہ نے زہر کھا لیا ہے اور اس کے اسی اہل سے کہا کہ ہسپتال میں ہیں۔ میں نے کہا۔ عاتشہ تم نے کیا کر لیا میں بھی جلدی سے ہسپتال کی طرف روانہ ہوا۔ ہسپتال پہنچا رکھا کہ عاتشہ کسی ہی پر میں ایڈمٹ ہے اور عاتشہ کی اسی دور رہی تھی۔ میں عاتشہ کی اسی کے پاس گیا اور دیکھا کہ بیٹا اسی دور میں تھی عاتشہ کو کچھ نہیں ہوگا۔ میں نے خدا سے دعا مانگی کہ اسے کبھی میری طرف کو مت مقرر فرما۔ اسے میں ایک ڈاکٹر یا نرس سے اس کے ہاتھ دیکھ کر عاتشہ کو کھڑے سے باہر سے اس کے اہل کا کھرا اور دیکھا کہ عاتشہ کہا۔ اسی کی تم کوئی سمد نہیں رہنا وہ برداشت نہیں کر پاتے گی۔ عاتشہ کی اسی نے عاتشہ کے ابو سے بات کی اور دیکھا کہ عاتشہ کی شادی تو نہیں سے کر رہیں ہیں اسی کی فونش ہے۔ عاتشہ کے والد نے کہا کہ تمہیں سے عاتشہ کے والد نے اپنے پاس ہار دیا اور کہا۔ تو نہیں جانا آج سے ہماری عاتشہ آپ کی ہونی کا پورا خیال رکھنا۔ میں نے کہا۔ اگلے آپ سے ہر گز نہیں میں عاتشہ کو بہت فونش رکھوں گا تو عاتشہ کے والد نے کہا۔ اپنے والدین کو کہنا کہ عاتشہ کی تاریخ کی کر میں ہم جلد اور جلد شادی کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ٹھیک ہے۔ اگلے میں نے فونش عاتشہ کو سنا کی تو فونش سے اسی کی آگوشوں میں فونش آگے میں نے اپنے گھر جا کر اسی کو کہا کہ عاتشہ کے والدین میں شادی کے لئے راضی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے آپ کو کچھ اپنے گھر لایا ہے ذرا سی لے گیا تھا۔ میں نے ہم ضرور ہمارے ہیں گے۔ اسی طرح ہماری شادی کی تاریخ بھی دینی ہماری شادی کی ساری ڈاکٹر نہیں عیدالین نے کسی اور لیا ہماری شادی ہوئی اور عاتشہ کے والد نے کہا۔ میں نے کئی دن وہ وہاں سے روک میں رہا۔ اسی نے کہا۔ میں نے کئی دن وہاں سے روک میں رہا۔

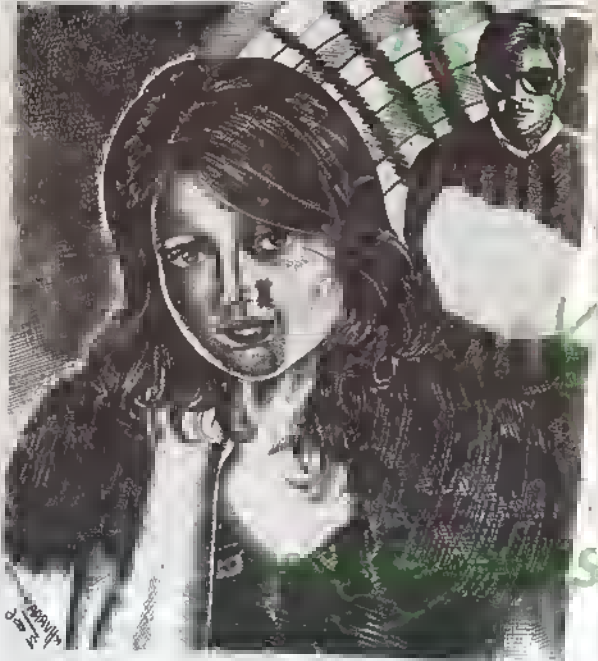
دولت بے وفا ہوتی ہے

بھگت... آفتاب احمد عباسی - سوہی رپ

دل میں لہکے جذبہ پیدا ہو گیا اور اس نے قسم کھالی زندگی بھ۔ احمد کا انتظار کرنے کی وقت دونوں کا اپنی رفتار سے گزرنا رہا۔ احمد نے شادی کی ایک لڑکی سے احمد کے ہرے دل پر آنے لگے۔ احمد کے اہلہ اتنے ہرے دل آگئے کہ بہی نہ بہر طلاق لے لی۔ لہکے دکھ بہری کہانی

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں۔

میں اب آتا ہوں کہانی کی طرف بڑھائی ایک لڑکی کی ہے جس کا نام احمد ہے۔ احمد کے پاس اتنی زیادہ دولت تھی کہ وہ دولت کی وجہ سے اپنی لڑکی بھول چکا تھا۔ مگر اس کو وہی لوگ نظر آتے تھے جن کے پاس اس کی طرف دولت ہوئی وہی اس کے دوست تھے۔ اپنی فریب لوگوں سے سخت احمد نفرت کرتا تھا چاہے وہ اس کے اپنے رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں۔ احمد دیکھتا دیکھتا لڑکی کی جڑھ سے بھاڑ کرتی تھی مگر احمد نے دولت کی وجہ سے نہیں بولنا کی احمد کی بیوی بھی وہ احمد کے چارہ میں باہلی لا رہی تھی۔ اس لڑکی کا نام نورین تھا۔ ایک دن نورین نے احمد کو بتایا احمد میں آپ سے کوئی بات کرنا چاہتی ہوں میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں نورین فریب بڑھتی ہے مگر وہ نے اس کو جانے سے بھی ڈرا کر سوہی دلی ہوئی تھی۔ جب چاند جھان ہوتا ہے تو اس کی چاند ہلکے سے دھن دھن ہو جاتی ہے رات کو اس طرف غیب نورین پر نظر پڑتی تو آنکھوں پر ایک چمک پڑتی نورین کے چہرے کی۔ اتنا وہ نے نورین کو خوش قسمت بنا دیا تھا۔ احمد نے نورین کو کہا۔ نورین کیا بات ہے تو نورین نے کہا۔ احمد میں آتی ہے بھاڑ کرتی ہوں اور آتی سے شادی کی ہے ابھی ہوں وہ بات سن کر احمد نے سانسے لے لئے۔ بھگت... آفتاب احمد عباسی - سوہی رپ



واہ تیری دوستی

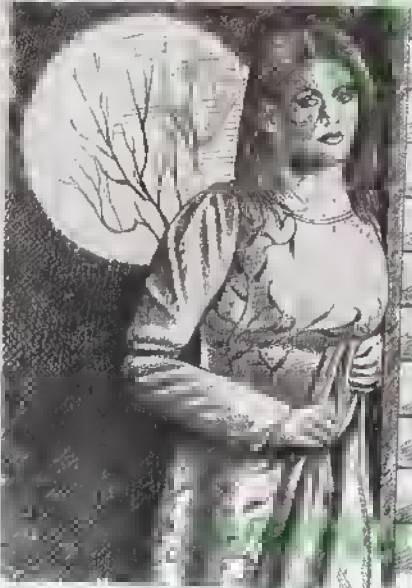
دلکھے... دلچسپ غلام مرتضیٰ - بابا آزاد سٹیئر

کسی سے چھپش گئی خوشیاں زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتیں انسان! جب اپنی عقلی کا احساس ہونا ہے تو اس وقت بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے اور وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ بقول "اب پھہناتے کیا ہوت جب چہاں جنگ گئیں کعبت"۔ رضا کے ساتھ وہی کچھ ایسا ہی ہوا، وہ اس بات سے بے خبر اپنی دہن میں سست جا رہا تھا۔ تبھی اس کے ساتھ کیا کھیل کھیلنے جا رہی ہے۔ ایک درد بھری کہانی

ان کہانی میں شامل تمام کرداروں اور واقعات کے نام فرضی ہیں۔

پہلے سے تارکینِ آزادی کی سڑ میں ہمیشہ اوقات ایسے ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں کہ اگر آدمی جا ہے بھی تو ان کو بھلا نہیں سکتا۔ ہر ضروری نہیں کہ خوشی رشتہ ہی مشکل میں کام آئے۔ ہمیشہ اوقات منہ بولے رشتے حقیقی اور خوشی رشتوں پر ہی سبقت لے جاتے ہیں کیونکہ ان کو اپنا خون پیگا۔ دوسرے کردار ان جڑ جاتا ہوتا ہے اور وہی کبھی نہیں منہ بولے رشتے حقیقی رشتوں پر بازی لے جاتے ہیں اور زمانے کے لئے ایک مثال بن جاتے ہیں لیکن کبھی کبھی ایسا نہیں ہوتا۔ ان ایسے ایسے گھٹاؤنے کھیل کھیلے جاتے ہیں کہ انسانیت گھرا دم ہو جاتی ہے اور انسان اشرافِ مخلوقات ہے کہ جب کسی آدمی سے اس مقام کی بلندی سے گرتا ہے تو زمین و آسمان لرز اٹھتے ہیں۔ آئیے میں آپ کو ایک ایسے ویل پیلے کی داستان سنانا ہوں جو اپنے دوست پر اُنکھیں بند کر کے اعتبار کرتا ہے مگر اس کا درست آئینہ کا سا نب گانا۔

فیاض اور رضادوست تھے۔ دونوں ایک ہی گاؤں میں رہتے تھے۔ فیاض کے والدین حوالے سے غریب تھے جبکہ رضا ایک گھنے پینے مگر اپنے سے اچان کہنے تھا۔ دونوں ایک کھیل جاتے اور وہ اپنی اپنی اگلیے راہیں



۱۰
۱۱
۱۲

کا۔ رضائے کہا۔ پلینڈر اپنا۔ پیکر بند کر اور چلو سکول سے رو۔ وہ دیا ہے۔ اس طرح رو۔ وہ دونوں سکول چلے گئے۔

ایک دن ضیاء، اکیلا ہی سکول جا رہا تھا کہ راستے میں جس سے وہی لڑکیاں نکلتی آئیں وہ خاموشی سے جا رہا تھا کہ پیچھے سے ایک لڑکی نے آواز دی کہ ضیاء کو میری بات سننا ضرور۔ ضیاء کو کہہ گیا۔ جب وہ لڑکیاں فریب آئیں تو ضیاء سے کہنے لگیں۔ آپ تمہارے دوست تمہارے ساتھ نہیں ہے۔ ضیاء نے کہا کہ آج وہ سکول نہیں آئے اور آپ اس کے بارے میں کیوں پوچھتی ہیں؟ ایک لڑکی بولی۔ ویسٹھو میری بات غور سے سننا آج چونکہ تمہارا دوست تمہارے ساتھ نہیں ہے تو اس لئے میں تم سے کچھ لفظ ملاحظہ میں بات کروں گی۔ بات نہ رو۔ اصل یوں ہے کہ ضیاء تم سے کچھ بہت اچھے تھے وہ بھی جانتا ہے کہ ہر رشتہ آپ کو بھی ہوں۔ مگر بارہی جا چکا کہ تم سے اظہار کریں مگر تمہارے دوست کی وجہ سے تم سے بات نہ ہو سکی۔ اصل میں ضیاء، میں تم سے جا رہے کہنے لگی ہوں۔

پلینڈر بھی بات کو غائب نہ سمجھا۔ ضیاء نے کہا۔ تم تو آپ کا نام لیکھتے ہیں جانتا اور پلینڈر آپ کے آپ بھی جا رہا ہے کہ ہیں۔ میں یہ سب باتیں انہوں کو کہتی ہوں میں ان باتوں کو جانتا ہوں۔ باوجود وہ لوگ کہتے ہیں جن کے پاس دولت ہو، عزت ہو، مائیں سے میں ان کا کوئی مقام ہوا وہ میں تو ایک غریب والدین ایک واحد سہارا ہوں جو مجھے سکول تعلیم دلاوئے گئے لئے کہتے ہیں۔ نہ کہ سنتے کے چکڑوں میں پڑ کر زندگی برباد کر کے گئے۔ اس لئے میں نے ساتھ ساتھ اپنا ہونا کہ نہ شرم میں سے جا رہا ہوں اور نہ ہی میں ان بچارے کے چکڑوں میں پڑ کر اسی طرح والدین کی عزت کو مار ڈال چکا ہوں۔ میں اس سلسلے میں آپ کی کوئی بات اس لئے کو تیار نہیں ہوں۔ ضیاء وہاں سے سیدھا سکول جا گیا۔ ادھر اقرا، گوہنی سیکول کے سامنے شہزادہ پور لڑکیاں افراد سے کہنے لگیں۔ اسے فردا کو گریبا میں لکھنے آگیا ہے جسے اس پر مہربانی ہوگی اس کے پیچھے کہنے لگا کہ تم

سے جا رہے تھے کہ تو اور اس کے پاس سے ہی گیا کہ وہ دم سے جا رہے تھے۔ اقرا اچھے لڑکیوں سے کہنے لگی۔ آپ کو کوئی چیز ہے کہ پورا کر داتا ہے؟ بہت پیش رکھتی کہ رکھتی، پوری بھی کسی سے بھی ہو سکتی ہے تو ادھی ہوئی ہے۔ تم تو دیکھنا کہ ایک وقت ایسا بھی ہوگا کہ جب ضیاء وہ سے تم سے کہہ شروع کرے گا۔

اسی طرح چند دن گزرے ضیاء کو وہ لڑکیاں مخرنہ آئیں۔ ایک دن ضیاء اور رضا یوں بازار جا رہے تھے کہ راستے میں ان کو فراتر نظر آئی، اس کے ساتھ ایک عورت بھی تھی، اقرا اور اجازت دونوں میں کافی کمزور ہوئی تھی۔ جب اقرا نے ضیاء کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آئے اور وہ بڑبڑاتی تھی۔ وہ نے سوچا کہ اقرا کی آنکھوں میں آنسو کیوں بہ رہی ہے؟ تو نہیں دیکھا، یہ کیوں آنسوؤں کا سبب ہیں تو نہیں۔ زین کو اہیا لہٹ لہٹ لہٹتے اس سے سواری کرتی جانے۔ پھر میری ذہن میں خیال آیا کہ راستے ضیاء نے فریضہ کو سچوں میں پڑ گیا ہے تو یہی تو اقرا سے جا رہا تو جس کی طرف سے گھٹیں نہیں ہیں۔ پلینڈر اس لئے میں والدین کی عزت پر غور نہیں کیا، دیا، میں والدین کی عزت کو غور نہیں کروں گا۔ اس وقت ہوا وہ دگر کمزور اور ہے اور ادھر ایک لڑکی میری ہم پیش کرتی ہے کہ تم سے محبت کی ایک مانگ رہی ہے۔ یہ کیوں لگاؤں پورا ہے، ہوا ہوا جا رہا کہ اس کا پتہ خاموشی، ادنیٰ رات ضیاء، اجازت سچوں میں ایسا ہوا۔ یہی سوچا کہ وہ اقرا سے محبت کا اظہار کریں اور یہی سوچنا کہ ایک لڑکی اور ان دوستوں پر نہیں چل سکتا کیونکہ اس کے پیچھے ہلا آئی ہیں کہ والدین کے ڈراپے پر سے کہنے ہیں۔ اس طرح رات میں گھر گئی۔ سچ جب وہ سکول کے لئے آیا تو راستے میں ضیاء سے سناتا ہے پوچھا، وہ آیا۔ ان تیری ذہنی اس وقت صحت میں ہے، ضیاء نے کہا۔ کچھ نہیں بہت اچھا ہے۔

۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

آنکھوں کی طرف دیکھا تو اسے حسرت کا ایک شدید جھٹکا لگا کیونکہ ضیاء کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ رضائے کہا۔ ضیاء، میرے دوست اصل بات تازہ کر دینا ہے ساتھ ساتھ مسئلہ کیا ہے، تم مجھ سے کچھ پوچھا ہے وہ ادھی نہادری آنکھوں کی یہی تمہاری چوڑی کوساں ظاہر کر رہی ہے۔ ضیاء نے باتوں باتوں میں تمہارا حال دیا اور اس طرح وہ باتیں کرتے ہوئے سکول چلے گئے۔

اسی طرح دن گزرتے رہے، ضیاء کے دل میں آہستہ آہستہ اقرا کے بارے میں اس کی گھٹیاں چھوٹی رہی اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ضیاء کے دل میں اقرا کی محبت کا ٹھنڈا راز ہوا سمجھو۔ اقرا، ضیاء نے اقرا کے کام لیکھ لیکھا جس کی تقریریں لیں گی۔

ذی قریب الاسلام علیکم بعد اسلام عرض یوں ہے کہ میں نے پہلی کوشش کی کہ میں ان بچارے کے ہنگاموں میں نہ ہی چوں کہ بہتر سے مگر ان کے بارے میں دل میں سے جا رہے کہنے کے لئے غلطے کا کئی بار میں نے اس دل کو دکھایا کہ وہ ان دل میں جھل جھل کر میرے ہونے کے دن میں پہلے محبت کر اور پھر میں کے دکھاؤں کے بعد جا رہی ہوں میں چلا گیا مگر دل میں میری ایک نہ مانی یہ ایک دل نہادری محبت کے آگے جا رہا ہے نہادری محبت ہی ہے اس لئے آج میں بھی تم سے اس خط کے ذریعے اظہار کرتی ہوں کہ میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔ اقرا، مجھے اس بچارے کا رازوں پہ چلائی ہے کہ تمہارے اور منزل کی سہرا سمجھو۔ جانا ایسا ہوا تو کہ میں جا رہی رہا ہوں میں مجھے تمہارا پیہو اور ہر چیز یاد ہے۔ جیسا کہ میں تم سے ہو جانے۔ اجازت چاہتا ہوں۔ صرف لہڑیوں سے آگے۔

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

پہاڑی گاؤں کی کہ اس کی محبت ہی تھی ہے۔ اس طرح زندگی کی گاڑی اپنے سفر پر رواں دواں رہی۔ ادھر ضیاء اور رضائے کی وہی کئی بار وہ گاؤں میں مشہور ہو گئی کہتے کہ دوست ہوں تو ان ہی سے۔ لوگ ان کو دوست کم اور بھائی زیادہ سمجھتے تھے۔ اقرا، اس محبت پر کڑوا بہت خوش تھا۔ وہ سوچتا کہ مجھ سے زیادہ خوش قسمت کون ہے اس کا جس کو اقرا جیسی محبت کرنے والی ملی ہے۔ اس طرح ان کے بہنوئی کے ساتھ ایک دن نیک آگئے۔ سب نے ان کو غریب نہیں کہا اور اس کا وہ دے دیا۔ جب دولت آیا تو سب اچھے بہنوں سے پاس آ رہے۔ ضیاء اور رضائے نے آگے کا بیج میں اپنے بھین لے لیا۔ ادھر اقرا نے بھی کا بیج میں داخلہ لے لیا۔ اس طرح ضیاء اور اقرا روزانہ کا بیج آئے جاتے ایک دوسرے کو دیکھ کر آنکھوں کی پانی بھانچے اقرا اور ضیاء کی محبت کے بارے میں کسی کوئی خبر نہی سوچے اقرا کی سہیلیوں کے، یہ سب کسی کہ رضا کا کچھ بہنوں کو دوست قریب تھا، یہ سب کسی اپنی ہمت سے آگے نہیں گیا تھا۔ رضائے تو یہ شغل تھا کہ وہ کان آتے جاتے تھی کہ لڑکی کو چیز اور ہدیہ کسی کی ضیاء، اس کے سبھا سمجھا کر گھٹا پکا تھا کہ اس کے بارے میں کسی بات کا پتہ نہ ہو۔ وہ کہتا کہ کونسا جوانی میری ہی ہے کہ اس انجانے کہ وہ لڑکیاں تو ہوتی ہیں۔ اس کی ہیں کہ ان کے ساتھ خوب ممان کر تو ہے۔ لڑاؤ۔ رضائے کو سمجھا کہ ساتھ رضائے ہی۔ سوچ غلط ہے کہ لڑکیوں کے ساتھ عزت کا بیانے ان کے جذبات کے ساتھ چلا جائے۔ کیا وہ انسان نہیں ہیں، کیا ان کے سینے میں دل نہیں ہے، اگر کوئی تمہارے ساتھ کرے جو تمہارے جذبات کے ساتھ گھڑا جائے تو تم کیا کہیں کہ گئے۔ رضائے اور دن بہت بچھڑا کہ گھر اس وقت میں نہیں ہوگا۔ میری بات مانو اور میں چکڑوں میں نہی پڑو پڑو بہتر ہو۔ میں بھی جانتا کہ تم کوئی ایسا کام کر جس کی وجہ سے تمہاری عزت پہ چرب آئے اور وہاں وہی بھی ہوگا۔ رضائے کہنے لگا۔ وہ کچھ بار میں اس وقت تمہارا یہ فعل بکھر بننے کے لہ میں نہیں ہوں اور یہی تم

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

مجھے ہر سٹے کام سے روک سکے، تو جو میرے جی میں آئے گا وہ میں کروں گا اگر تم میرے دوست ہو تو دوست بن کر دو اور میرے باپ بیٹے کی کوشش نہی کرو تو بہتر دو گاہ تک اگر ضیاء نے اسے اس کے مال پر چھوڑ دیا پس اس کو کھڑکے کی توجہ بخود ہی حاصل جائے گا۔

ایک دن ایسا ہوا کہ ضیاء کسی کام کی وجہ سے نادان جا سکا اور رضا اس دن اٹھتا تھا کالج کی طرف تامل بنا۔ راستے میں جب رضا کو اتھرا اور اس کی سہیلان نظر آئیں تو اس کے ذہن میں خیال آیا کہ آج تو ضیاء میرے ہر سٹے ساتھ کس سے کیوں متاثر ہو گا پھر کلاسروں کے ساتھ ملنا کیا جائے۔ اس سوچ کے تحت وہ ہر لڑکیوں کے قریب گیا تو نہ جیس کہ اس کے ذہن میں کیا خیال آیا کہ وہ سودا وہاں سے گر کر ضیاء کی تعویذ دور ماننے کے بعد جب اس نے پیچھے سر کر لیا تو اس کی نظر افراہ پر پڑی تو اسے کچھ نہیں سب سے زاہد خواصورت تھی۔ وہ دوسرے کے کھانے سے اتنی لذت میں رہتا تھا کہ اور یہ اتنی خواصورت ہے کہ اس ہنس بولی میری زندگی میں آیا جائے تو کتنا ہی اچھا ہو گا۔ آج اس کے دل میں یہی عقول معنیوں میں کسی کا معنیہ جا چکی تھی مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ کونسی لڑکی ہے جس کے اوڑھنی اس کے پیچھے زندہ رہے گا تو وہ کسی کیسے کہہ کر نہاں ہو سکتے ہیں کہ اگر اتھرا نے جس طرح اٹھنا اور سوچا سوچا کر جب اس کے ذہن میں کوئی ترکیب نہ آئی تو ڈور سکیا۔ دوسرے دن جب وہ روک گئے لے گا تو راستے میں اس نے ضیاء سے پوچھا کہ بارے میں ایک بات تو بتا کر بہت کیا ہوئی ہے اور میں ہوتی ہے ضیاء نے جب وضاحت کی تو اس نے بہت سی بات سنی تو وہ کالی حیران ہوا کہ رضا تو صرف لڑکیوں کے ساتھ دوست کر لیا کرتا تھا مگر اب یہ ضیاء کی بہت سی باتیں کیوں کرنے لگا۔ ضیاء نے کہا۔ رضا غیر بہت فو سے آج میں پہلی مرتبہ ضیاء سے منہ سے ایسی باتیں سن رہا ہوں مجھے یہ نہیں پتا تھا کہ میں نے کیا وضاحت کیا ہے اور میں اس سے کیا کہتا ہوں۔

پھر سے ساتھ ہی پاپا کہا گیا ہے۔ میں کیوں سوچو گئے اس کے کھنڈے ہوں۔ نا بھلا مرتبہ بہت محبت کی کچھ آئی ہے کہ یہ محبت اولیٰ ہے۔ ضیاء کے خوش قسمت ہوتے ہیں ناں وہ لوگ جن کو ان سے جانیے ماہے دل پاتے ہیں ضیاء نے کہا۔ ارے وہ لوگ نہیں سب ہی جسمانی سے میرے اوپر سونے ہیں جہاں وہ اٹھتے ہیں ناں جس میں اس کا گھر ہے اور کہاں جا۔ وہ مٹا گیا ضیاء، تم گھر سے روکتے رہو سب بھوتوں کا اچھا چھوڑو چھوڑو تو بتا کر کیا تجھے میری کوئی لڑکی پسند آتی ہے نہیں۔ ضیاء نے کہا۔ بارے میں افراہ بہت اچھی تھی ہے، سوچ رہا ہوں اس کو کھانے لیں۔ اس طرح وہ پائلوں پائلوں میں گونج اٹھی گئے۔ اس طرح چند دن گزر گئے۔ وضاحتوں میں غماز، بیٹے اٹھ گیا۔ اسے اس کی خاموشی دیکھی نہ جانی۔ سب حیران تھے کہ رضا جہاں ہنسا رہتا تھا وہاں دوسروں کو پھینا اس کا مطلقا تھا ایک اسے ایک دیکھا ہے وہاں جب وہیں رہنے لگا ہے۔ ایک دن ضیاء نے اس سے کہا۔ رضا آ کر نہیں ہو گیا تھا ہے کیوں اتنے جب اور اس آ رہے ہوں تو فرمایا گیا ہے جس کی وجہ سے تم گھنٹے پر پیلان اٹھتے ہو نا تو تم کو کس کو آ کر تمہاری پہچان کر لو گی تو اسے دل سے بھرا ہی۔ مجھے سے تمہاری پہچان دینی نہیں جانی۔ وضاحت نہ کیا۔ ضیاء اس بات کو چھوڑ دیا میں پیلان ہوں اور یہ پیلانی تو نہاں ہو گیا ہے میرا اہتمام ہے اور شاید اب تو عمارتی زندگی میں یہ پیلانی میں گمراہ جائے۔ ضیاء اس سے پوچھ کر پوچھ کر آجاتا مگر رضا اسے کوہنٹانے کے لئے بھی سہیلان پہنچا۔ وہ اسے بتاتا ہی کیا کہ اس کو اس لڑکی سے ہرگز وضاحت نہ کرنا چاہئے۔ مگر وہ مہیا کرتا اس کے دل میں بھی اتھرا کی محبت نے اپنی جڑیں مضبوط کر رکھی تھیں۔ وضاحت سے سوچا تو صرف لڑکیوں کے ساتھ دوست کر لیا کرتا تھا میں تو ضیاء، پھر میں اسے کہہ گیا ضیاء، مجھ سے خط لکھنا چاہتا تھا۔ اگر نہاں نے پھر میں کیا تو مجھے ایک اٹھنے دوست سے کہہ دوں اور اس سے کہہ دوں کہ میں نے اس سے کیا خط لکھا ہے۔

اپنے اس میں کسی۔ پھر وہ سوچنے لگا کہ کیوں نہ نہیں افراہ کے ساتھ ایک ہی لڑکیوں میں میں اپنی محبت کا اختیار کروں، ضیاء کو جب مطلع ہوا تو کہتا جانا گیا۔ پھر اس نے سوچا کہ ضیاء کو صرف اٹھل گئی ہے وہ دن سے ایک دو مرتبہ سے محبت کرتے ہیں۔ دوسرے دن اس نے ضیاء سے کہا کہ ضیاء کیا تم میرا ایک کام کرو گے؟ ضیاء نے کہا۔ ارے ایام تک نہیں کروں میں تمہارے کسی کام کو نہ کروں میں اس سے بلا کہ میرے لئے خوشی کا اور بات ہو گی۔ رضا نے کہا۔ پہلے سوچ لو ایسا نہ ہو کہ تم بعد میں اٹھا کرو۔ ضیاء نے کہا۔ بارے میں تم کو میں تیرے سے پوچھتی کر سکتا ہوں۔ رضائے نے کہا کہ میں افراہ سے محبت کرتے ہیں کہ میں اس نے ایک خط اس کے ہم کھانے سے میرا خط اس طرح اس تک پہنچاؤ۔ جب ضیاء نے یہ بات سنی تو اس کو ذہن کوئی نہ دینی نظر آئے تھی۔ اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسا اس کے قدموں سے تھی نے زمین سے نکالی ہو ضیاء کو اس خط کو دیکھ کر رضائے کہا۔ ضیاء تم کو دینی کی قسم ہے۔ یہ ایک کام کرو میں زندگی تمہارا احسان مند ہوں گا۔ ضیاء نے اسے کہا کہ میں کیوں ایک طرف دوسری محبت سے اور دوسری طرف جان سے محروم ہو سکتا ہوں اگر دوست کی بات نہیں مانتا تو وہی سے فائدہ چھوٹے پر تے میں کلیر اور دوست کیا بات ان لوگوں تو دوسری طرف اپنی زندگی اپنی جان افراہ کی محبت سے فائدہ چھوٹے پر تے گی۔ اسے اللہ تعالیٰ مجھے کوئی راستہ دکھا کر میں گمراہ ہو گیا کروں؟ ضیاء دوسرے دن وضاحت کے لئے اللہ سے دعا کی کہ میں افراہ سے ایک طرف بہت محبت سے اس میں محبت کی خاطر دوست کو ٹھکرادوں تو خود بخود ہی ہٹاؤں گا اور دوست کی بات مان لوں تو افراہ کی نظروں میں سے فنا ہو جائیگا۔ اسے میرے اللہ تعالیٰ سے کہ میں کیوں کروں۔ وضاحت فائدہ نہ چلا گیا تھا مگر رضا کو مشکل میں ڈال گیا تھا۔ اس طرح سات دن گزر گئے رضائے نے خطا ضیاء کے پاس لکھی اور پتا چلا کہ وہ اس سے خط لکھتا ہے۔

آفراس نے ایک ایسا نسل کہا کہ سب حیران تھے، اس نے اپنی محبت کی فریبی کا فیصلہ کر لیا۔ اس سوچا کہ رضائے کے بیچن کا دوست ہے، میں دوست آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتا۔ دوست پر اٹھ اپنی جان آدھے دیتے ہیں کیا دیا اور میں اپنی محبت کو اپنے دوست قربان کر دوں۔ وہ افراہ سے ملا اور اس سے کہنے اور افراہ کو بھیجی میں وہاں کو محبت کی فریبی دینی پڑی تو تم کرو گی؟ افراہ نے کہا۔ وہ کچھ ضیاء محبت کی کوئی توجہ نہیں دینی کہتے ہے تو خدا کی طرف سے عطیہ ہے۔ وہ جذبہاں ہوتے ہیں جو سے مول اور نے جیسا کہ محبت افراہ لکھی ہے تو قربانی دینی ہی پڑی ہے۔ ضیاء نے کہا۔ افراہ کو بھی محبت کی ان افراہوں میں میں تمہارا ساتھ چھوڑوں تو تم کہہ کر گی۔ افراہ نے کہا کہ ساتھ ساتھ بات کر کہ مسئلہ کیا ہے، یہ تم جیسا کہ مجھ سے پوچھنا ہے وہ ضیاء نے کہا۔ افراہ ہاری محبت سے قربانی لکھی ہے، میں تمہارے ساتھ چھوٹوں کے اور سفر میں اس کے بیچن چل سکتا۔ افراہ تم مجھے ہل جاؤ اور تمہارا اختصار ہے اس کا پتہ تھا کہ وہ افراہ نے کہا۔ ضیاء نے کہا کہ میرے دوست کی بات کر رہے ہو ایسا کیوں ہے کہ جو میرا اختصار ہے ضیاء نے کہا۔ افراہ میرا دوست تم سے بہت محبت کرتا ہے۔ بلکہ افراہ میں اس کو اپنا اور افراہ نے کہا۔ ضیاء میں تو تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور تمہارے عداوت کیوں اس کے بارے میں میں سوچتی تھی کسی اور کہنے، اس کے میں تمہارے دوست کو اپنا ہوں ایسا کیوں ہو سکتا ہے؟ میں مر رہی تھی تو تمہارے ناوہ کی اور کے بارے میں میں سوچتی تھی کسی کو پتا نہیں تھا۔ ضیاء نے کہا کہ میں تم سے بہت محبت سے تو میں تم کو اپنی محبت کی قسم دیتا ہوں کہ تم میری خاطر رضا کو اپنا لوور نہ دوسرے جا گئے۔ میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں دیکھ سکتا۔ اس نے خط فائدہ نہ چلا گیا کہ میں تمہارا دوست ہوں تو اسے چاہے کہ نہیں خود افراہ کو دیکھنا ہے کہ وہ مجھیں کتنا چاہتا ہے۔ افراہ نے کہا۔ ضیاء کے پاس میں سے کہہ لے کر وہ گئے وہ چار کے ہوا ہے کہ میرے ساتھ دوست کر لیا کرتے رہے

کہ میں بول سکتی ہوں میرے بارے میں بڑھتی ہوئی باتیں
 وہ دوست ہو گا کیونکہ وہ میرے بارے میں۔ رضا
 کہا۔ اتراہم دونوں آدمیوں اور دوسرے سے چارہ کرے
 یا کہ تم باقی ہو کہ ہم دونوں اس سڑن میں جدا
 ہیں۔ اتراہم نے کہا۔ رضا یہ تو مقدمہ کے کیل ہیں
 ت میں جس کے ساتھ ملاپ لکھا جاوے گا وہ مل جائے
 ہم شادمان کے ساتھ بنادوت تو نہیں کر سکتے۔ رضا
 لہذا میں اور گردا میں آ گیا۔

پہلی ہی سے اس نے بہت سوا جا کہ وہ کیا کرے، اپنے
 دوست کو گھونڈ دے یا اپنی بہت کہہ دے۔ رضا اتراہم کو بہت
 چاہتا ہے وہ وہ نہیں اپنے سے بھائی کی طرح اپنا چاہتا بہت کم
 اس کا خیال اپنی دوستی کی تم دے کہ اس سے
 اس کی صادی خوشیاں نہیں ہیں اور ہم نے بھی ایک نتیجہ
 انسان کی طرح اپنا بہت اپنے دوست پر قربان کر دئی
 تاکہ وہی کے دشمنوں رہتے ہو گئی آج آئے اور وہی کی
 ہم کو تم سے اور تم نے بھی نہ سوا جا کہ اپنے دوست
 سے تم اس کی زندگی نہیں رہے۔ یہ دوست تو قیام نے اپنا
 ہم کو کہیں رہا کہ کیا کرے گا کہ میں تم سے نہیں بگا
 وہ کہہ کر میں بھی کیونکہ میں کیا کہ تم کے آگے بڑھ رہی
 اس دن کی تم نے قیام پر بیجا اہتمام کیا کہ اس کے دل
 کو ٹوٹی گیا کہ وہ تم سے ہماری بہت نہیں رہے۔ مالا مال
 اس نے بھی کیا تھا کہ اگر تم نے قربانی دئی ہے اس کا
 اگر ضرور ہو گا۔ رضائے نے مجھ سے بھی اور اپنے دوست
 سے بھی خوشیاں نہیں لی ہیں تم ہماری خوشیاں کے تامل
 Thalayou Raza Thalayou : رضائے کہا اتراہم

دوسرے دن وہ اس موقع کے تحت قیام کے گھر
 گیا۔ جب قیام کی امی نے اس کو دیکھا تو پوچھنے لگیں کہ
 بیٹا اس طرح میں کبھی عرس کے بعد آئے ہیں تمہاری
 صحبت تو لگجھ کسی؟ تو رضائے نے کہا۔ آئی میں خیر بھی
 واصل کرنا نہیں ملا۔ آپ نے تامل میں کہا کہ قیام کہاں ہے۔
 آئی ہے کہا ہے تو آج میں جگہ جگہ سے لایا ہند
 ہو گیا ہے۔ رضائے نے کہا۔ آئی قیام مارا بھی کیا ہے؟
 انہوں نے کہا۔ بیٹا یہ تامل اسے کیا ہوا تھا بہت وقت
 اور اس اور رہتا تھا۔ ہم نے لے لیا کہ اس سے پریشانی کی
 دینے بھی گھر میں نے کچھ نہیں کیا ہے تم نے اسے تو لگجھ
 لایا کہ آؤ آؤ نے کہا کہ اسے کوئی معصوم ہے جس کی وجہ
 سے تم گزرو ہو رہا ہے، وہ خوش رہتا ہے کسی گھنٹش کریں
 ان شاء اللہ۔ یہ کہہ کر وہ جا گیا۔ بیٹا نے اسے لے کر اپنی
 کتھ دیا ہے تاکہ وہاں وہ گھومے پھرے کہ اس کا ذہن
 فریض ہو جائے گا۔ بیٹا تم مجھ سے تمہارے ملے جائے
 لائی ہیں۔ رضائے نے کہا۔ آئی جانے کی ضرورت نہیں۔
 میں پھر آؤں گا۔ رضائے وہاں سے پہنچا وہاں وہاں گیا کہ
 کہیں زندگی کے موقع دیا تو قیام سے اس کے
 پاؤں پکڑ کر چائی ہانگہ لورا گا۔

غزل

دل کی چوکت پہ جو اک دھپ چلا رکھا ہے
 تھوٹ لوٹ آنے کا اعلان کیا رکھتے ہو
 رخصت ہوتے ہو تو بڑو اور حسین نکلتے ہو
 ہم نے سوئے کے ہی تم کو کٹھا رکھا ہے
 تم سے رہا ہوا چھوڑ گئے تھے اک دن
 ہم نے اس غم کے سینے سے لگا رکھا ہے
 کچھ کھل شام سے دو بار بہت آنے کا
 دل نے مت سے جو اک ٹھنسی بھلا رکھا ہے
 آفتن بار جو آیا تھا نہ سے نام نہیں
 میں نے اس غم سے لگا رکھا ہے
 ہلا اہم تلخ تھی۔ امرہ نور

غزل

جب یاد آئی کہ تم نے دوا کر کے تم
 نہ نیر آئی کی نہ سوا کر کے تم
 ان وقت میری یاد نہیں بہت طے کی
 جب تمھی سے آگے ملاز کہ تم
 خراب دل اور آدمی نہ لکے زبان سے
 چہ چہ آؤ بیٹا کر کے تم
 جہانیت میں آ کر تم ۔ ہلا اہم میری یاد
 میں کس طرح کی ۔ ہلا اہم میری یاد
 موت کو ہرنے سے کہہ کر مجھے کے ماتم
 وعدہ کر دینے تھے ۔ آؤ کر کے تم
 اہم تاکہ خود ساقول۔ سروت

ایک دن میں دوست ایک جگہ بیٹھے آپس میں
 نہیں کرے تھے کہ کیا لے گا۔ آرا کا غل قیام
 خوشیاں آپا کہہ کر سے وہ آج کل دوسرے نے کہا۔ بار
 سب سے اس کے ساتھ اتراہم نے ملے وہ نالی کی ہے تو وہ
 یہ مل گیا نہیں غالب ہو گیا ہے۔ رہے اتراہم نے اس کے
 کچھ زیادتی کی ہے۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا کسی کا
 یا تو کہہ کر خود کسی کے ساتھ چار کی نہیں بجا رہا
 ہے۔ آخر یہ کہاں کے انصاف ہے۔ جب رضائے نے بات
 نہ تو اسے ایسا کہیں داکر بھیے اس کا دل بھرا گیا۔ بار
 وہاں سے سزا اتراہم سے لئے گیا اور جا کر اس سے
 چھیل گیا۔ یہ کیا ہے وہاں اتراہم کیا تم قیام سے بہت
 کٹتی اور قیام بھی تم سے بہت کٹا تھا۔ اتراہم نے کہا۔
 رضا نہیں سے کہ ہے کہ ہم ایک دوسرے سے بہت
 کرتے تھے رضائے نے کہا۔ یہ میرے سوال کا جواب ہے
 جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔ اتراہم نے ہوتے
 ہوئے کہا۔ رضا اتراہم اس کو ہوں تو تم کیا ہو گے۔
 رضائے نے کہا کہ پھر میں یہ پوچھوں گا کہ تم نے اس کا دل
 کیوں توڑا ہے۔ اتراہم نے کہا۔ رضا اگر تمہیں پتہ چل ہی
 گیا ہے پھر سنو۔ میں اور قیام ایک دوسرے سے بہت
 چاہتا کرتے تھے مگر جب تم نے قیام سے اپنی بہت کا ذکر کیا
 کہ تم مجھ سے بہت کرتے ہو تو اسے یہ سن کر خوشی کی بہت
 اور خوشی۔ دکھ اس بات کا ہوا کہ تم اس کی بہت
 کرتے ہو تو خوشی اس کی زندگی میں خوشی اس کی بہت
 رہی۔ اس لئے دوست کے دل میں اس کی کیا رہی
 یا نہیں تھا۔ اس کے لئے دوست کے دل کو بھرا ہے

ہم کو تم سے اور تم نے بھی نہ سوا جا کہ اپنے دوست
 سے تم اس کی زندگی نہیں رہے۔ یہ دوست تو قیام نے اپنا
 ہم کو کہیں رہا کہ کیا کرے گا کہ میں تم سے نہیں بگا
 وہ کہہ کر میں بھی کیونکہ میں کیا کہ تم کے آگے بڑھ رہی
 اس دن کی تم نے قیام پر بیجا اہتمام کیا کہ اس کے دل
 کو ٹوٹی گیا کہ وہ تم سے ہماری بہت نہیں رہے۔ مالا مال
 اس نے بھی کیا تھا کہ اگر تم نے قربانی دئی ہے اس کا
 اگر ضرور ہو گا۔ رضائے نے مجھ سے بھی اور اپنے دوست
 سے بھی خوشیاں نہیں لی ہیں تم ہماری خوشیاں کے تامل
 Thalayou Raza Thalayou : رضائے کہا اتراہم
 غم کے لئے میں کروں نہ میں ہر جاؤں گا اور تم سے قیام
 ہے میں ہوں ہی کرتے تھے تاکہ کیونکہ میں تمہاری اور
 اپنے دوست کی خوشیوں کے قائل ہوں۔ اتراہم غم کے لئے
 مجھے صاف کر دیا اور جاؤ قیام کی طرف لوٹ جاؤ وہ
 تمہارے لئے ضرور ہے۔ وہاں سے رضائے صاف جا کر آ اور
 کہہ کر کہ اگر تم اسے اندر سے کیا اور اس نے سوچتے ہوئے
 مات گواہی کہ میں کیا کیا ہوں میں سے نہ اپنے دوست
 دوست سے اس کی خوشیاں نہیں لیں۔ اور کہ دوست پر
 اپنی زندگی قربان کر دیتے ہیں اور میں نے اپنی بہت میں
 اپنے دوست سے اس کی زندگی نہیں لی۔ اور قیام نے
 کہا کہ میری خاطر میں کچھ قربان کر دیا اور صرف تاکہ
 کی۔ وہ قیام نے وہی دوستی کو سلام۔ رضائے نے کہہ کہ میں
 قیام کا ساتھ ساتھ یہ کہہ کر میں تو اس کی خوشیوں کا میں
 ہوں۔ پھر سوا ہو کہ تو قیام نے اس سے کہہ کر
 صاف کر دے۔ میں اس کے دل میں ایک بار کہہ کر
 چلا گیا۔ میں نے قیام کی زندگی کو بھرا ہے

94

94

کرا، یا کیا حالانکہ میرے قریبی رشتہ داروں نے میری مگر
پرہیزی کی تھی۔ افسوس کی بات ہے کہ ان کی ایک یہ
ہوئی بلکہ میری شفقت اور وہ ذاتی جتنے کھڑے ہو کر آیا
نہیں۔ مگر جب میری مہیا سکول سے باہر آتی تھی تو اس کی
مضبوط ہاتھوں کے حصار میں لے کر کھینچے جا کر لائی جاتی
تھیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس میں جو بڑی لوگوں کے ساتھ کھینچے
کلے جاتے، ان میں میرے چاچے اور چھوٹے رشتہ داروں کی شادی کرنا
تھا۔ میرے ساتھ پڑھنے کی ایک لڑکیوں پر بھی کئی مگر
میں ان میں ان تین سٹوڈنٹس بھی جاتی تھی۔ جن میں تو
تھے۔ انھیں بھی کھینچ کر لایا اور صلاحت سے سوزوگی کی۔ سہ سے
بہت کم عمر میں قرآن پاک قسم کر لیا اور دعائیہ تعلیم حاصل
کرنے کا بند بھرے بھرے الحمد و بجز آپ سے وہ خود دعا میں میری
بہن تھی۔ یہ لڑکی کا مول بہت ذیادہ ذہنی تھا اور وہ ری
میرے قریبی رشتہ داروں میں کوئی ایسا فرد نہ توڑنے میں غلیظ
کی شادی نہ کرنا، کسی میں جوں جوں تعلیم کے میدان میں ترقی
کیا نہ ہو، لے کر تھی بلکہ اس کی مجھ سے کافی شرم و کج مزاجیاں
پڑھتی تھیں۔ میں چونکا سہنے والا نہ رہا کی ایک تھی بھی اس
لئے پڑے اور ڈارو بہار سے انہوں نے میری گھبراہٹ کی
لیکن یہ دکھ اور ناکہ میری روح کے ساتھ چھا، اور اس کے
میرے رشتہ داروں نے مسلسل میرے ساتھ نافرمانی کا اظہار
کیا تاکہ میں جانتی یا جانتی ہی خاندان کے لوگ میری بات کو
سمجھیں کہ اس کے سوتے کھینچ کر تمام ملاقاتیں مجھ سے
نہایت کرنے سے روک دہیں۔ خاندان والوں کا غداروں اسکے
دیکھ کر میں اسی دل میں تھی وہ تھی۔

کے اور جو میری عقلمندی کے نظریں جاکر گھبرا کر ہوا تھا
دہلانی پان کا بیان میں میں تاثر و تامل نہیں کر سکتی۔
آج میں جو کہہ رہی ہوں وہ اس میں کئی حالتوں کا نتیجہ
سے ملتا ہے۔ محققوں اور مدققانہ حالات کے باوجود میں کاغذ میں
واضح ہوتی۔ کچھ اضافہ بڑی دلچسپ اور دلچسپ اور غریب قسم
کی ہوئی ہے۔ لہذا اس کے بارے میں اور سطور لکھنے میں
دوستوں سے اس کی طرف کئی رد و بیان نہیں اور ایک دن میں
لڑکیوں کی بڑا کرنے میں اس میں وہ اس میں ایسا اعداد و نمونہ کی
سوالگریزی میں۔ اس میں اس کے بعد جب میں اپنی والدہ کی
روح میں کئی کتابوں کی سبکدوشی لڑکیوں نے لایا اور وہ
پھر اس میں لکھی۔ اس میں اس کے بعد جب میں اپنی والدہ کی
کرتی تھی۔ اس میں اس کے بعد جب میں اپنی والدہ کی
تھی۔ اس میں اس کے بعد جب میں اپنی والدہ کی

کے۔ کہ میں انسان تو ہوں ہی ہونے کی بجائے ہوں ہی ہیں مگر
میرا آپ سے یہ وعدہ ہے کہ میں ایک بھائی بنا کر آپ کو
دکھانوں گا۔ قریب قریب کے امور میں میں جہاں ان کے
رشتوں کی سچائیوں مانہ پڑ جائیں ہیں ان میں میں ہوں
کئے وہ نے دل لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
لیکن ایسی واقعات شہدت ہوتے ہیں جو کہہ سکتے ہیں کہ میں جانا
کرتی ہیں مگر سوج بوج کو میں نے جھکنا کیا تھا۔
دل سناک ہو کر تڑپ رہتی نہیں وہاں
دوڑیں چرائیں سے، ایک وقت نہیں جھول
اب اپنی آواز میں بھائی، مدعا لہ کے لئے یہ بھی کئے تھے ایک
نیوٹرل ضرورت کی گرتھ میں دوسری لڑکیوں کی طرح کسی
گھر جا کر تھیں جہاں نہیں جانتی کسی کے پاس کے بڑے
کے گھر جانے والے نیوٹرل کسی کا سائنس میں میرے پاس نظر
خاموشی میں لکھی ہوئے تھے۔ کہ ہند ہے وہ زمانہ نہ کسی اس
لئے میں نے میری مدعا لہ کے لئے ایک ہاؤس ماقصدوں
رشتہ استوار ہو چکا ہے اس لئے اس میں اب اپنی ضرورت سے
کچھ وقت نکال کر کئے پڑھا اور کر کے لیکن وہ خود مجھے
پر ڈالنے پر رضامندانہ سے کیا ہے کہ ان پر وعدہ ہوا
واہی، ان کا کہ اس کہ نہ تھا ایسا تھا، وہ بہت شریف
اوپر والا ظرا میں کا پڑھا تھا۔ یہ پختہ ہو کر کوئی کوئی
ان کا کہنا میری مدعا لہ کے لئے اور وہاں کئی حالت
ہو سکتی ہے لہذا میں نے کئے اور کیا کہا۔ باقی میں آپ کو
نب پڑھا لی، جب آپ کے کھلے منہ میں کوئی اور کوہروں
موجود ہوگا، میں خود میرے گھر کوئی فریوٹ سے ساتھ نہ
ہوتا تو دہن۔ باقی آج ہم بچتی کریں گے۔

کئی بچی تھیں ان کے دلہا وہ کسی دوسری لڑکیوں کے رہے۔ وہ اپنی
لے بڑا ہو کر میرے ساتھ کاجاتی تھیں۔ ہم ہمیں ملکہ
سب لڑکیوں پر دھو سے باہر لے کر میرے ساتھ
کاج جاتی تھیں۔ ہم ہمیں ملکہ سب لڑکیوں اٹھیں، اور کئی
تھیں اس کے اور لڑکیوں ایک دکان میں بیٹھ گئے تھے۔ ان
کانوں کی طرف کئی رد و بیان نہیں اور ایک دن میں
کاغذ کے وہ نہیں کوئی لڑکی جان کھینچنے لگی۔ اس میں
آکا زادنا سے متعلق پہلے چنے کے نہیں سے اس وقت
سنا میں اور اسے تابا کر دہد ہوتے ہیں کئی مہری تھی ہے
کہ میں وہ مہر صورت بنا کر کہنے لگا۔ خالد جان، آپ تو
دہے ہیں تاکہ ہمیں دوسری جیسا شو تو ان کے ہر وہ ساتھ
اور اسے نہیں بنا ہوا پھانسا کی نہ کہ میری اس وقت میں
نہیں ہے۔ ای کے نہیں۔ جہاں مردوں کی ایک بچہ اور لڑکوں
کے ہاتھ میں بچہ اور خاں میں بچہ اور ہوتا ہے کہ میں تم
مگر تاکہ میں وہ قبا سے متعلق پہلے چنے کے ہاؤس نہیں
کر سکتے۔ اسی جان کھینچنے لگی وہ کر خاوش ہو کر نہیں لیکن
میری وجہ نہیں ہونے نہیں میں کافی ہونے تک
پڑھا تو اس کی بیخودا میں ڈونگی دیکھ جانے کو کسی کوئی
نہیں کرتا تھا، فیوٹ میں جس بچی میں بڑا کئی شاہی ڈونگی تھی
وہ ایسی تھیں۔ اس میں سس امیر کی رایت کر دیکھا تھا اس
پر بیٹھا تھا کہ میں کئی تھے۔

تقدیر لائی کس موڑ پر

دیکھ..... ایم خالد محمود سائل - سروٹ

میرے ذہن بھی ہیں اُنک بیٹا مسلمان اور بیٹی اوم، میری اسی اللہ کو پیاری ہو چکی ہے
 ابو میرا اب کافی عرصے کے ہو چکے ہیں لیکن میں نے آج تک یہ شہنشاہ کسی کو نہیں
 نہیں بنائی، اب میں اپنے مجازی حدا طہر کے ساتھ بہت خوش ہوں۔ میں کبھی
 کہیں سبھی ہوں کہ وقت بھی انسان کو کھسے کیسے اُڑاتا ہے کیا کیا کہنے پہ
 محبوب کو دیتا ہے، میں خدا سے رو رو کر دعا کرتی رہتی ہوں کہ یا اللہ مجھے معاف کر
 دینا، مجھے خوف صابنہ سے کہہ کیا میری بخشش ہو جائے گی



میری تھی۔ میرے دل کی مدد ملے گی، آہ وہ تھی۔
 میں کب کب کبھی کے ساتھ اپنی چھوٹی سی دنیا میں متعلق
 تھا۔ پھر میری بیٹی کا سالہ تم ہو اور غریبوں میں
 نے اپنے بیٹے کی دلت کا اہتمام کیا۔ گائی کے دعت میں
 الیومناں میں لے بنائی۔ عدالت کو بلا دیا تھا۔
 وقت کا پتہ نہ ملتا تھا۔ انھیں رفاہ کے ساتھ مستقل
 کی طرف بچتے رہا، ہمارے درمیان میں بڑے مشکل
 میں مزہ چھٹی آئی تھی۔ عدالت ہماری بے ہر شکل دقت
 میں میرا چہرہ پڑا ساتھ دیا ان کے پر غلظتوں روپے نہ تھے
 بہت دلتوں ساتھ دیا تھا۔ ایک سے دوسرے ایک ایراضیاں اور
 تقاضے سے میری عرصوں پر انا سب کچھ چھوڑ کر چلا گیا
 اور میں ہوشیار کی میں اس تجربی دنیا میں بالکل جا نہیں
 دل: یاد میرے جذبات کو بھانڈا ہے۔ ایراضیاں سے جس
 سے میں دل کی ہر بات کہہ سکتی ہوں۔ اپنا ہر وہ تھلا کر وہ
 میری سیرانی کر سکتا ہے۔ گریہ ہوشی تا عمر تھے جو اپنے
 دیکھو کہ عدالت ہماری نے اپنے مسائل میرے ساتھ چھتر
 نہیں کئے تھے مالا کہ میں اکثر انھیں چھوڑ کر گئی تھی کہ آپ
 کے مسائل ہوں گے۔ تم آپ نے وہ دیکھتے کسی نہیں
 تھلائے۔ وہ میری بات نہیں کر سکتے ہیں دیا کرتے تھے،
 اس کے بعد بس میری چھوٹی سے چھوٹی خواہش پر وہ اپنی
 پرہیز تو اپنا نہیں خرف کر دیا کرتے تھے۔ میری ہر بات کہ
 بنا کر فرمادتی تے ملتے تھے۔ اپنی دلت میں اسلامی
 انھیں لڑائی کھسکے بیٹوں کا کہ میری درہیز خواہش میں
 لیکن اس سے پہلے جب میں لڑکیوں سے اسلامی
 الاہری میں چوڑا کر گئی تو وہ میری اس بات پر جس دیا کرتی
 نہیں اور مجھ سے نہیں۔ یہ تو آگ دیا ہے کا خواب ہے کہ
 جب میں نے ہماری عدالت کے دلتوں سے لائبریری کا
 افتتاح کیا تو وہ سب حیران رہ گئیں۔
 کوشش کے باوجود بھلائے۔ یہ کیا میں نے
 ہم پر جو جس کے تھے جہاں کہ میراں
 الاہری کے افتتاح کے بعد اسلامی کتابوں کا
 مسئلہ درجس آیا تو ہماری عدالت نے کافی ماری کتابوں
 لے کر دیں۔ جس نے میری کوشش کی تھی کہ



اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور گفتگو کے نام ہنسی ہیں۔

سیری - جادو نہیں کسی کہی کمال ولی سناؤں خالد
 دکھ بہت ہوتی ہے، دل کی بات چہانے میں
 ویسے تو انسان کی زندگی میں بہت سے ایسے
 واقعات پیش آتے ہیں جن کو انسان آہستہ بہتہ بھول
 جاتا ہے۔ مگر میرے ساتھ جو ہوا میں نے بھی سوچا
 تھا۔ انسان سوچنا تو بہتر ہے مگر بھروسے ہوئے یعنی
 کوئی ناچار فائدہ اٹھانے لڑ گیا کرتا چاہئے۔ آجے ایک
 بالکل نئے سنواری آپ کی نظر کرتا ہوں جسکی وہ بھی
 نے میرے ایڈرو میں پگھلے ارسال کی ہے۔ آجے سنا تا
 ہوں۔

سیری - مندر میں کہاں ہیں حسین نکلیں
 کچھ لوگ ہوتے ہیں صرف غمناکی کے لئے
 السلام علیکم! چاہ نام خالد کو سناؤں صاحب
 میں نے آپ کی سنواری 'دل میں ہونم' پڑھی بہت اچھی
 لگی۔ آپ کو کون بھی کہا تھا آپ سے بات کر کے بہت
 اچھا لگا مگر آپ نے مجھ سے مگر بھی نہیں پوچھا تھا۔ بننا
 میں نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے جواب دیا تھا میں
 آپ نے مجھ سے پوچھا ہے چاہتا تھا میں اپنی سنواری

آپ کو ارسال کر رہی ہوں۔ امید ترقی ہوگی کہ آپ
 سیری یہ سنواری ضرور شائع کروادے۔ مگر میری اپنی ہنسی
 سنواری ہے۔
 میرا نام ہوش ہے اور میں ایک چھوٹے سے
 خوبصورت گاہکوں میں پیدا ہوں۔ ہاؤس ٹاؤن سے ٹیک
 چھوٹا سا تھا بہت خوبصورت تھا۔ یہاں کے لوگ،
 ماحول بہت ہی اچھا تھا میں ایک بہت اچھے گھرانے
 میں پیدا ہوں، میری پرورش پھر سے مگر والدین نے
 کافی خوشی ملی تھی۔ مگر بڑی بڑی بوٹی تو سکل میں
 داخل کروا دیا گیا۔ سکل میں کافی لڑکیاں درست ہیں
 لیکن زندگی بہت ہی خوشی گزار رہی تھی، کچھ کام
 تھک نہیں تھا کہ وہ کام کی کسی چیز ہوئی ہے۔
 سیری اکی جان مجھ سے بہت چار کر رہی تھی گئی ہے۔
 مجھے جس چیز کی ضرورت ہوئی سیری اکی مجھے لادتی۔
 اگر میرے فائیکس کے نہ ہوتی تو یہ بے بیاد سے
 سمجھتی۔ اسی کا کہنا ہے کہ انڈیا بہت اچھا تھا جو بات
 سکل میں تھی مجھے وہاں بہت سی چیزیں آتی تھیں
 تو سکل کے افسروں نے مجھ سے کہا کہ

کاؤں میں ایک آدمی منتخب کیا جاتا۔ کوئی بھی لڑائی
 جھگڑا کر رہی اور مسئلہ ہو جائے تو اس پر اسے آدمی سے
 فیصلہ کرادیا جاتا ہے۔ پھر جو فیصلہ دو کرے اس کو سب
 لوگ مانتے تھے۔ اس کو یہاں "پنجائت" کا نام دیا
 جاتا ہے۔ پنجائت میں سب دوسرے لوگ ہوتے ہیں
 اور مسئلے کو حل کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ
 یہاں ایڈرو کی کسی زندگی سے دشمنی ضرور تھی۔ میرے
 ایڈو چار بھائی تھے۔ اٹھارہ، نوسور، مہارو، اور آخر میں
 میرا بڑا چھوڑ دوسرے نمبر پر تھے۔ والدین کے علاوہ ایک
 میری چچا چھوڑ صاحب بھی۔ تم سب ایک ہی گھر میں
 رہتے تھے۔ میرے نانا کے وہ بیٹے اور ایک بیٹی،
 میرے چاچو کے دو بیٹے اور دوسرے چاچو کے تین
 بیٹے تھے۔ میں آپ کو بتائی چلا کہ میں اس سب میں باپ
 کی ادا دینی اولاد تھی اور میں گھر میں سب سے زیادہ
 خوبصورت اور لادائی تھی، اسی وجہ سے مجھے سب سے بہت
 چاہا کرتے تھے۔ بہار سے میرا نام ہونے سے گولی دکھا
 گیا تھا۔ سب گولی لے کر نکلا کرتے تھے۔ سیری کو نہیں
 اور دوسرے میں سارا سارا دان کھیلنے بھی گھر میں تو سبھی
 کبھی میں چاہتا رہا باغ خانہ۔ باغ میں ایک کھیل
 توڑو توڑو کیا ہے۔ سیری کو نہیں لڑکیاں گاہکوں کے سکل
 میں پڑھتی تھیں اور کزن شہر پڑھنے سے لے جا جا کرتے
 تھے۔

نانا سے گاؤں میں پرائمری سکول بنا، زیادہ رو
 لڑکیوں بائیں گھاس اس کے سکل چھوڑ دینی میں، اس
 لڑکیوں کو سکل سے بلاجی رہا خانہ۔ لڑکیوں کو زیادہ نہیں
 پڑھایا جاتا تھا۔ ان چھوٹے چھوٹے میں پھر نہیں لڑکیاں
 تھی اور سکل پڑھو۔ لڑکیوں کو کام پائی اور نساوا صاحبان
 کرے میں با کڑوں کے ساتھ کھیل کر وہیں گزار
 دیتی۔
 ایک دن میں ایسے کھیل کھیل کھیلوں میں چلی
 گئی۔ باغ سے اگلے توڑو کھیل میں بیٹوں اور ماننے
 رکھتا ہے تو۔ سیری کو خانے پڑی میں کیا وہی دیکھ
 دیکھا کہ خانے کو کوئی لڑکی لڑے۔ پیتھا جا رہا

ہے میں اس کی طرف دیکھنے لگی۔ خدائے سورت نے میں بھی
 بہت ہی صحت میں چکر میں اسے دیکھنی وہی۔ جب اس
 کی نظر مجھ پر پڑی تو اس نے گھوڑا دکھا لیا اور میری
 طرف پارا دو کچھ دوا پٹا ہے کوئی بھی چیز نظر آگئی
 ہو۔ مجھے اچھن کی اسے گونے کی۔ آخر میں نے ہمت کر
 کر پوچھ ہی لیا کہ آپ کون ہو اور یہاں ماما سے
 کھیلوں میں کیا کر رہے اور۔ نئی میڈم میں ساتھ
 والے گاؤں کا ہوں اور دوپہار دن آئے ہیں میں منہ
 سے گھر آیا ہوں اور سوچا کہ چار گاؤں کی سیری کی
 جانے، اسی طرح چیلنے چیلنے میں اسے آپ کے کھیلوں
 کی طرف چلا آیا۔ مگر برا لگا تو سوئی۔ آخر دو گھر
 کروں گا اور کبھی کسی اس طرف نہیں آئی گا۔ نئی
 میں نے کب کہا کہ اس طرف گولی لےئے ہوئے ہیں۔
 دیکھنے میں اسے خودصورت بھی دہستے ہیں۔ نئی ہی کہا کہا گیا
 مطلب آپ کا انیس کچھ نہیں سوئی۔ پھر دو چلا
 گیا۔
 میں نے ماننے توڑو سے دوسرے نئے، شام میں
 والے اور میری کی طرف چلی گئی۔ تم نے کھیلوں میں
 سیری لگائی ہوگی، سیری سے میں نے ایک سوئی
 اکھاڑی اور پائی سے صاف کر کے کھائی۔ چار باج
 ماننے میرے پاس نے وہ دیکھی میں نے کھالے پر بیٹو کر
 کھالے۔ دو لڑکا نظر سے اچھل دو چکا تھا۔ جانے
 کون کھئے اس کی بائیں یاد آئے گئیں۔ پھر چیلنے چیلنے
 میں بے گھر آگئی۔ پھر کہا تھا ساری رات اس لڑکے کا
 چھوڑ کھیلوں سے وہا۔ اگلے دن اس وقت میں پھر
 کھیلوں میں چلی گئی اور وہی اوڑھ گیا۔ چوٹی
 چوٹی میں اسے اور وہ مجھے دیکھا ہا پھر کہا تھا وہی
 شام کو اوڑھ آ جاتا اور میں بھی۔ میں نے اس سے کہا
 کوئی بات نہ کر دوئی ہی اس نے۔ پھر ایک روز
 دوسرے گاؤں کا ہوا دو میڈرو دوا توئی میں چلی با اور
 سلام دعا کے بعد کھینے کا کہہ کر ہوا سوڑو گیا۔ میں
 رہائی پاؤں کو کھول جان چاہئے اور نہ دیکھنے کی

تہذوبات کرنی چاہئے۔ یہ بات سن کر میرے لڑکھو نہ
 کھے پھر ہمیں سے کہا کہ بھائی میں اپنے بیٹے کے لئے
 آپ کی بیٹی مہوش کا رشتہ مانگنے آیا ہوں۔ پہلے تو
 میرے لڑتے مانے پھر دادا ابھی کے کئے رسم ہاں
 گئے۔ پھر بڑے جتن و فریضے سے ہادی مہوش ہوئی۔
 میں جس خوش قسمتی کا چلو ہماری دشمنی ختم ہوئی۔ اب نہ
 نہیں کسی سے لڑنے کی ضرورت اور نہ کوئی ہم سے
 لڑنے والا ہو گا۔ تو ہر کی بہت اچھے انداز سے کروے
 گی۔ کچھ دنوں کے بعد شادی کے دن مقرر کر دیے
 گئے۔ شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ میری کرشمیں
 مذاق کرشمیں۔ مہوش آپ بہت خواہمورت ہوئی جا
 رہی تھی۔ وہ دعا کروے کہ آپ کا رشتہ پہنچا ہو۔ میں بھی
 رسمیں پڑھان لھی ہو جاتی کہ وہ نیا ہے۔ تو سن چیں۔
 کھیں کوئی المٹ نہ ہو جائے پھر سوچی کرشمیں دونوں کا
 کھے جاتا ہے اور جاہت میں سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔
 جس طرح ہماری خوش قسمتی ہو گئی ہے۔ خدا سے داکرتی
 کہ یا اللہ مجھ پر کرم کرنا۔ پھر وہ بھی آگیا میں دکن
 بن کر ان کے گھر چلی گئی۔ میں پھولوں کی بیج پر میں
 الیاس کا انتظار کر رہی کہ آپ چاکر دروازہ دکھا اور
 الیاس اندر آ گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ گرہا ہے وہ وہ
 میرے پاس بیٹھ گیا، میں نے گھر میں کیا کران سے
 شراب پنی رہی ہے۔ یہ بڑا آسے تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ
 میں اس کے میرا یاد پکڑا اور وہ دوستانہ اپنا طرف کھینچا
 اور کھینچا کہ میں نے تم سے شادی صرف اپنے بھائی
 جاد سے لینے کے لئے کی ہے۔ اب میں تمہارے
 سہل خاندان کو خوش کر دوں گا۔ کھے یہ سن کر بہت
 روع آیا۔ میں دوسری ہی اور نے نصیب پہ دوسری ہی
 کہ میرے خازنی خدا سے میرا کھٹ گھٹ اٹھانے کھے
 بنا کر گئے کی جیسے بری خیرنا کرمیرا سب کچھ میرا
 دل مسکن آ جا رہا کہ وہ ہے۔ پھر اس نے جو بکھ کرنا
 تھا سو میں اس کی روٹی میں اور کھڑا بھی رحم نہ آیا۔
 وہ کھے کہ بکھ کرنا کہ میں آپ بھرتا ہوں اپنی
 طرف رہی ہوں آپ کھے کہ آپ بھرتا ہوں اپنی
 قدر الیاس میں ملو پڑ

تہذوبات کرنی چاہئے۔ یہ بات سن کر میرے لڑکھو نہ
 کھے پھر ہمیں سے کہا کہ بھائی میں اپنے بیٹے کے لئے
 آپ کی بیٹی مہوش کا رشتہ مانگنے آیا ہوں۔ پہلے تو
 میرے لڑتے مانے پھر دادا ابھی کے کئے رسم ہاں
 گئے۔ پھر بڑے جتن و فریضے سے ہادی مہوش ہوئی۔
 میں جس خوش قسمتی کا چلو ہماری دشمنی ختم ہوئی۔ اب نہ
 نہیں کسی سے لڑنے کی ضرورت اور نہ کوئی ہم سے
 لڑنے والا ہو گا۔ تو ہر کی بہت اچھے انداز سے کروے
 گی۔ کچھ دنوں کے بعد شادی کے دن مقرر کر دیے
 گئے۔ شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ میری کرشمیں
 مذاق کرشمیں۔ مہوش آپ بہت خواہمورت ہوئی جا
 رہی تھی۔ وہ دعا کروے کہ آپ کا رشتہ پہنچا ہو۔ میں بھی
 رسمیں پڑھان لھی ہو جاتی کہ وہ نیا ہے۔ تو سن چیں۔
 کھیں کوئی المٹ نہ ہو جائے پھر سوچی کرشمیں دونوں کا
 کھے جاتا ہے اور جاہت میں سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔
 جس طرح ہماری خوش قسمتی ہو گئی ہے۔ خدا سے داکرتی
 کہ یا اللہ مجھ پر کرم کرنا۔ پھر وہ بھی آگیا میں دکن
 بن کر ان کے گھر چلی گئی۔ میں پھولوں کی بیج پر میں
 الیاس کا انتظار کر رہی کہ آپ چاکر دروازہ دکھا اور
 الیاس اندر آ گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ گرہا ہے وہ وہ
 میرے پاس بیٹھ گیا، میں نے گھر میں کیا کران سے
 شراب پنی رہی ہے۔ یہ بڑا آسے تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ
 میں اس کے میرا یاد پکڑا اور وہ دوستانہ اپنا طرف کھینچا
 اور کھینچا کہ میں نے تم سے شادی صرف اپنے بھائی
 جاد سے لینے کے لئے کی ہے۔ اب میں تمہارے
 سہل خاندان کو خوش کر دوں گا۔ کھے یہ سن کر بہت
 روع آیا۔ میں دوسری ہی اور نے نصیب پہ دوسری ہی
 کہ میرے خازنی خدا سے میرا کھٹ گھٹ اٹھانے کھے
 بنا کر گئے کی جیسے بری خیرنا کرمیرا سب کچھ میرا
 دل مسکن آ جا رہا کہ وہ ہے۔ پھر اس نے جو بکھ کرنا
 تھا سو میں اس کی روٹی میں اور کھڑا بھی رحم نہ آیا۔
 وہ کھے کہ بکھ کرنا کہ میں آپ بھرتا ہوں اپنی
 طرف رہی ہوں آپ کھے کہ آپ بھرتا ہوں اپنی
 قدر الیاس میں ملو پڑ

ہوے کہ میں نے شراب پنی تھی اس میں تو زہر ملا
 دیا۔ جیسا جو بھی کسی اس میں میں نے کافی زہر ملا
 دیا۔ رات کو جب الیاس آیا تو اس نے شراب پی اور
 میرے ساتھ پھر لڑائی کرنے لگا کھے میرا دل کھرا
 باپ کب آئے گا۔ میں اسے مار دینا چاہتا ہوں۔ اس
 نے میرے بھائی کو مارا تو اسے تیسے کرتے ہو کر گیا۔ میں
 نے کوئی شہ نہیں کیا اور روزانہ لاک کر کے لائٹ
 آف کر کے لیت گئی۔ کھینچنے تو تین آدھی گھر میں
 الیاس کو پڑے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ایک گھنٹہ
 بڑے دلالت آن کر کے دیکھا تو وہ مائل ہو کر پڑھا
 تھا۔ میں نے اس کا بازو پکڑ کر کہتا ہوں یہ تو یہ چاکر وہ
 مر چکا ہے۔ میں ساری رات نہ سوئی، آج صبح بھی اور
 میں جا کر سب کچھ اس کے اوپر بنا دیا۔ انہوں نے
 کہا۔ بناؤ کچھ آپ کے ساتھ ہو رہا تھا ہے یہ ہے۔
 میں نے اس کے کئی وقت سمجھا تھا کہ بیٹا ان باتوں کو
 بھول گیا لیکن وہ میری بات نہیں مانتا تھا۔ کھے لیکن
 آج آپ نے شہر اسے مارا تو میں نے آؤ گی۔ بیٹی
 کو آپ کا ہاتھ لیں میں نے وہ سب کچھ جھلا کر آپ
 سے اپنے بیٹے کا رشتہ کیا تھا۔ میں جو ہو گیا سو ہو گیا اب
 آپ اپنے گھر چلی جاؤ اور کھر جا کر کسی قسم کی کوئی بات
 نہیں کرنی۔ سو میں وہی زہری اپنے گھر چلی آئی اور
 گھر میں کوئی بھی نہیں آئی۔ یہی بات تھی۔ نہ مارا نہ بیٹی
 مسکراتے تھے ساتھ ہی میری اور کچھ والوں کے ساتھ
 باتیں کرنی رہی۔ گھر والے بھی وہ کچھ رہتے تھے کہ آپ
 کے خاوند نے آج آپ کو کسے اجازت دے دی۔
 میں جب سے شادی کے بعد گھر آئے کھے گھر میں ہی
 آج وہی واقعہ آئی تھی اس لئے میرے گھر والے ڈرتے
 خوش تھے۔
 دوسرے دن ہمارے گھر میں الیاس کی موت کا
 پیغام آیا تو میں اک دم زہری کہ آپ نے نہیں کیا کیا حالت
 آ جا رہی تھی۔ گھر والوں نے تو جہاں الیاس کو ہوا کا
 ہے۔ گھر چلا گیا۔ اس کی موت ہو کر سب نے کہا
 کہ میں نے اپنی جگہ میں میں نے موت منگوائی رہی اور
 قدر الیاس میں ملو پڑ

جدا ہو گئے

...ظفر نور مجتوبہ اوبازوہ سندھ

وقت اپنی رفتار سے چلتا رہا ہم جوان ہو چکے تھے اور پھر کئی دہائیوں میں
عائد کر دی گئی تھیں۔ سوہنی اب خانوار چرانے نہیں جانتی تھی، اہر میں نے منی
چاندور چرانے بند کر دیئے تھے بس ادھر ادھر کام کیا کرتا تھا۔ سوہنی مجھ سے
ابھی تک بات نہیں کرتی تھی پر وہ روز ہمارے گھر میں رہا کرتی تھی اور
اگر کوئی کام ہو تو بات کر لیتی۔ جس روز وہ ہمارے گھر نہیں آئی نہ مجھے
کہہہ اچھا نہیں لگتا تھا جیسے کئی برس گزر چائیں اور صحرا میں مارش نہ
ہو تو چاروں طرف ریت ہی وقت لاتی ہے۔ ایک دن سے پھری سہی کہانی

اس کہانی میں سال تمام کر، اول اور مقامات کے نام نہیں ہیں۔

آج پھر ایک دہائی داستان لے کر دکھائی گئی میں حاضر ہوا ہوں، امید ہے پیدائش کی طرف سے ہوئی ہوگی۔ یہ وہ
عمری داستان ان دور میں ہوں گی جس میں سلاب نے اٹل کر دیا اس لئے اس داستان کا نام "جدا ہو گئے" رکھا ہے
امید ہے کہ پیدائش کی طرح کارہیوں لیندہ کر رہی کے تاکہ سبھی اس قسم سے کچھ اچھا لکھتے رہیں۔

یوں تو ہمارے معاشرے میں ہر جگہ کہناں ہم
سے ہیں جنکی محبت کی کھلی دود، دھول، ہونک، علم،
امری غریبا کی، ہمیں محبت کا معاشرہ اور دیتا ہے ہمیں
محبت کے مال باپ تو گھبرا کر میری غریبا، اٹکنا دم و دراج
آج جو کہانی میں آپ کے سامنے ذات پات آجانی ہے ناہم
خلف ہے جب آپ کی نظروں سے گزرنے کی ذبح
پائیں گے۔

ہوا کچھ چوں کہ 2010ء کا سلاب جس نے بہت
سی جیاہاں پہلا گیا۔ روزانہ خبروں میں سنتے تھے کہ
آج جہاں سے جلاوطن کیا گیا آج جہاں سے دریاؤں
گیا اور یا سندھ ہر پاکستان کا سب سے بڑا دریا ہے،
ہم بھی ایک وقت ہوئے تھے کہ سلاب آئی کہ
ہماری طرف سے کیا گیا ہے ہر سال کے میں جہاں



www.paks

WWW.PAKSOCIETY.COM

دو قساقوں میں گھس گھس کئے جھگڑے ہو۔ اس نے کہا۔
 اچھا جوڑا ہے اب جانوروں کو نہیں کہہاں ہیں۔ پھر
 ہم سارا دن بیٹے ٹھیلے رہے۔ شام کو جانوروں کو گھر کے
 پاس لے کر پھر میں نمودار اہرا چلا گیا۔ سارے اس دن وہی تھا
 کہ کہہ سادے گاؤں میں صرف ادا رہے اس تھا تو سارا
 گاؤں ڈارے وغیرہ کہنے ڈاٹھا۔ سبھی کو روزانہ آتی
 تھی سب آج وہ کھنڈ آئی تھی۔ میں بہت اداں تھا مجھے آج
 دنی تو بھی سہرا نہیں دے رہا تھا۔ آخر میں نے اس کی
 دوست صاحبہ سے پوچھا کیا آج سوتلی سوتلی نہیں آئی؟
 زور ہوئی۔ اسے تیز جتاوے ہیں۔ پھر میں بھانگا
 ہوا اس کے گھر چلا آیا۔ چائی ہوئی کہاں ہے؟ میں نے
 سوتلی کی امی سے پوچھا۔ بیٹا دوسری ہے اسے نہیں کہتے
 میں اسے جتاوے۔ میں نے ادا کر کے میں آئے ہاتھ
 لگا باقواسے سادہ بیٹہ تیز تھا اس نے کہیں گھر نہیں اور
 مسکرائی۔ کیوں تجھے بھاد یاد ہے۔ میں نے خود کہا تھا
 کہ آجائے اب۔ تو کیا ہے تو میں کیا کر لوں؟ اور تو کیوں
 پریشان ہو رہا ہے؟ اس کی آنکھیں اب ہو گئی تھیں۔
 چائی اس کو کوئی اور بھروئی ہے؟ میں نے چاہتا ہے
 پوچھا۔ ابھی اسکی گولیاں دنی میں چل اس کے لباس کو
 لے جانے گا ڈاکٹر کے پاس۔ پر چائی اس کو تو بہت تیز
 بخلا ہے مگر وہ میں اس کے لئے دو لے آتا ہوں۔ ظفر
 صاحب آپ کو پتہ ہے کہ گاؤں میں ڈاکٹر کیسے ہوتے
 ہیں اور وہ گڈا کر لیتے ہیں۔ میں چاچا زور سے
 دکان سے بخلا کر ورائی لے آیا۔ پھر خود ورائی
 لے اسے ورائی دی رو بہت کمزور ہو گئی تھی ایک دن
 میں۔ چائی نے اسے سہارا دیا اور ڈاکٹر کو بیٹھائی۔ میں
 نے اسے دو تھوڑی ورائی پانی قریب با قواسے کھینے بعد اس کا
 بخارا دوزخ میں بھی گھر آ گیا۔ پھر بیٹھے ساری رات بیٹھ
 آئی۔ میں اسے سبت تو نہیں کہوں گا کیوں کہ اس
 وقت میری سہرا بہت اداں ساتھی اور سوتلی تھے کہ سہرا
 چھوٹی تھی۔ اس نے نمودار قرار دیا کہ سوتلی کی کھنڈ
 اور سوتلی چلاوے تھے۔ میں نے سوتلی کو کہا کہ میں
 لے آئی۔ اس نے لالچ میں لے کر لے گیا۔ سوتلی

کا بخارا کیا ہے؟ چٹا اب دو ٹھک سے رات اور اسے
 بھرا سے بھانڈا کھو آیا۔ پر چائی میں اسے آج ڈاکٹر کے پاس
 لے جانے میں پریشان ہے۔ لیجئے میں کہا۔ اچھا چائی اور
 بھائی سے کہہ کر ڈاکٹر صاحب کو خودی دے کہ وہ
 اسے تو تم اس لئے جاؤں گے جہاں گے جہاں چلا جاؤ پھر میں
 سیدھا سوتلی کے گھر سے میں زیادہ پانی بھرتی۔ سوتلی
 میں جانوروں کو چھلے بیٹے ہیں۔ میں نے ذوال میں
 کہا۔ چھرا چل اس سے آگے ہونے کہا۔ اسے پائل
 میں تو اس کے گردوں آجنا چاہتے ہیں ڈاکٹر کے پاس لے
 جاتے گا۔ پر آپ تو میں ٹھیک ہیں۔ میں نے آج ڈاکٹر
 کے پاس لے جانے کی اور بھرتی کہہ کر ٹھیک نہیں ہو جائی
 تمہارے جانور میں پر لہا کر لیں گا۔ اچھا ٹھیک ہے۔ اس
 دن چچا سوتلی کو ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔ لہا کر لیا اس دن
 تک اور دوسرے ساتھی جانور چھلے نہیں گئے۔ میں گھر میں
 روز اس کے پاس جاتا۔
 ہم ساتھ ٹھیکہ کرتے تھے۔ ظفر صاحب لڑکے
 لڑکوں کے ساتھ ڈوڑا لڑا لڑکوں کے ساتھ کھیل کر
 خوش ہوتی ہیں ہمیں نہیں سہرا بھرتی آتا تھا۔ میں سکون
 تھا تھا ایک دوسرے کے ساتھ کھیل کر۔ سوتلی کا صرف
 ایک بڑا بھائی تھا۔ بڑے کمزور کر داری نام میں تھا اور ہمیں ڈوڑا
 بھرتی بھائی کو بھی کھڑا کر دینی تھی۔ میں ساتھ
 ساتھ رہتے۔ ایک دو نام۔ بھٹیوں کو چرنے کے لئے
 چوڑا کر دینی میں کھیل رہے تھے۔ سوتلی بولی۔ سہرا
 آج بھرتی بڑھتے ہیں۔ پر سوتلی کہاں ہے۔ اس
 جہاں سے ہاویہ جانور دینی ہے میں نام میں نے کہ
 باو وہاں چلی بھرتی تو آج نہیں ہیں اس نے مجھے ہاویہ
 بڑے کر بیٹھے۔ کہہ لے پھر میں سارے پاس جاں بھی
 نہیں ہے۔ اسے یہ نام اس نے اپنے بڑا بھائی
 دکھایا۔ اف خفا اس کے ہال اسے لے آئی تھی ہاویہ
 دوتے تھے۔ میں سہرا میں کھڑا تھا سوتلی نے کہ سہرا
 سے سہرا ہاویہ چل گیا۔ میں نے نہ تو نہیں کہہ دیا
 سہرا کے پاس سے اسے روک دیا۔ میں نے سہرا
 کو لے لیا۔ میں نے ہاویہ کی حالت دیکھی تھی۔

میں نے ہنگ بھرتی جانور ایک واہ میں دو چھپایا آگے۔ ہم
 دو بند پھلے آئے۔ دیکھا میں نے کہا تھاں میں کہ
 چھپایاں ہیں تو تم اس میں تھا۔ اچھا باب پھر کھڑے ہیں۔
 کہاں اسکی اور کہاں کھڑے گئے۔ بابا میں تک کہاں ہوں۔
 اڑنے کو لڑا ہو کر تک گیا ہے میں تو نہیں کھلی میں چل
 اب ادا نہیں کر۔ اس نے مجھے گھر سے دھکا دیا۔ میں
 ۱۱۱۱ میں گھر گیا۔ پھر ہم اڑنے گئے میں ہاویہ
 ناگ میں کھانے کاٹا چھانڈا ہونے پھنک گیا۔ کا
 ہے۔ میں نے ناگ کو روہ پر اٹھا۔ اپنے ساتھی صاحب
 بڑے پیچھے میں بھاگ کر باہر نکلے صاحب ہو چکا
 تھا۔ مجھے ساپ نے کاٹ لیا تھا۔ ساتھی مجھے ساپ
 نے کاٹا ہے۔ اب سوتلی مجھے زور ہو رہا اور ذوال میں
 ٹھک ہونے لگی تھی۔ ساتھی تو سرجا نے کہ سوتلی نے
 دوتے ہوئے کہا۔ اسے چلی تو باہم چوڑے چھرا
 دے چل کر ہم ڈاکٹر کے پاس جا گیا کہ زور چھرا
 سے میں اور دوسرا دیا ہم چل دیتے ہیں۔ بھول گیا تھا
 کہ ہارے جانوروں کا کیا ہوگا اور دوسری بھول گیا۔
 راستے میں تھی میری آنکھوں کے آگے نمودار چھرا گیا
 شاید بڑے لہا دکھایا ہوا تھا۔ پھر مجھے سے نہیں کیا اور سب
 ہوا۔ بابا میں پھنک میں بھرا۔ اچھا میرے ہاویہ تھے۔
 بابا۔ میں نے ادا کو نکالا ہوا تھا۔ میں نے کہا۔ ادا
 ہے چینی سے بولے۔ ادا بھرتی لال کو ہوں آ گیا میری
 بھی نوپ کر ہوئی اور دن کی آنکھوں سے آسہ ہو رہے
 تھے۔ اس کا دل تھا پیچھے میں کیا سہرا میں آئی ہوئی۔
 پھر مجھے گھر لے جایا گیا پھر پوچھا ڈاکٹر میری عیادت کے
 لئے آتا ہے۔ پھر ظفر صاحب آپ نے تو پتہ تھے ہیں کہ
 گاؤں کے گاؤں کیسے ایک دوسرے سے کہہ کر دوتے
 ٹھیک ہوتے ہیں۔ سوتلی کو وہاں بھی روئی اور اس کی
 آنکھیں میں لگی تھی۔ شاید روئی تھی۔ جب لوگ چلے
 تھے تب میں نے کہا۔ سوتلی اور سوتلی نے کہا میں چاچا کے
 ساتھی سرجا نے گا۔ کیوں میں کرتے ہیں تو اس لئے رو
 رہی تھی کہ میں نے سوتلی صاحب میں دکھایا تھا اس
 کے کہ میں صاحب نے دکھایا تھا۔ ادا کے ساتھ بات
 چھرا ہوئے

کہا کہ ہمارے گھر کیوں نہیں آتی؟ اس نے اچھا بیٹے
 میں کیا تیری مرضی کیوں آؤں تمہارے گھر۔ اس نے
 اپنی زبان سے کہا کہ اچھا میں ملنا تھا میں سوچتا تھا کہ تیری
 تیری طرف سے مجھ سے محبت کرتی ہے پر میں نے اس سے وہی
 بیٹے میں کیا اور وہیں جاتے لگا۔ وہ سحری سے میری
 طرف آئی اور بولی کہ مجھ سے شہزادہ کی شہنشاہی کو چھپ کر
 اپنے گھر سے لے کر ہر روز میرے گھر آئی اور تم کو
 سے اتنے دن بات بھی نہیں کرتے۔ میں چاہتی تھی کہ تو
 بھی نہ تے زیادہ مجھے چار گنا سے بے گناہ نہیں تھا اس
 لئے میں نے ایسا کرنا چاہا۔ وہ کسی دن سے ملاسلکی گھرتی رہی۔
 میں وہ دن اسے دیکھتا رہا۔ اب میں چاہتا ہوں دیکھ لیا کہ
 ہے مجھے نہیں لگتا ہے۔

وہاں جا رہی تھی۔ وہاں ایسی حالت تھی۔
 اس میں اسے کہوں کہ اور دو چار دن سے تم مجھ
 پر ہرگز سے مجھ سے محبت کرتے تمہارے لئے کیوں گا۔ اچھا
 جانے لگا۔ اچھا میری محبت تھی مجھ سے گھر گیا۔ چار
 نام سے چلا گیا تھا جیسا کہ ہے۔ چاہتی تھی کہ میں
 چاہا اور میرے لئے سلاطین سے مرہم تھی۔ چاہتی تھی کہ
 ہاں میں سحری سے کہوں کہ میں نے یہاں آکر نہیں ہے، بہانہ
 ساز کرنا چاہتا ہوں۔ میرے سحری سے مرہم میں سے سزا
 چھوٹ کر آیا۔ اچھا بیٹے! جاہور تھے۔ یہ بھی دما
 کہ اچھا چاہتی تھی۔ سحری اور سحری کے سالوں کے باہم
 بے درگاہ ہے پاتے گی۔ چاہتی تھی کہ سحری کو ہار دینے
 میں نے ہار کر ڈال دیا۔ میں اس نے کیا اور تم چل رہے۔
 وہ سحری سے میرے سالوں کو کہتے تھے۔ ہاں ہے۔ اس نے
 مجھے ہار دینے کو کہتے تھے۔ میری تھی۔

مجھ میں نہیں کی اور کوہاں تکہ سے۔ اور کوہاں آئے گا
 سحری سالوں کو کہتے تھے سالوں کا رانی اور رانی کو چلی ہے
 تنہا ہے۔ لے کر چاہتی تھی کہ کیا کیا؟ اسی نے کہا کہ جیسا
 اور کریں گے ویسا ہوگا۔ بھلا ٹھیک ہے۔ میں اس اور اور کو
 کیوں کہ اور رانی کو اسلم بھائی کی شادی ہوئی ہے۔ چھو
 میں کہیں کہیں ہوں کہ اور بھی شادی کریں گے میں تو چاہتی
 ہوں تیرے مرنے کو ہاں میں بھر جا رہے ہوں۔ موت آ
 جاتے۔ یہ کیا کہہ رہی ہے سحری؟ میں نے اس کی جگہ سے
 ہاتھ رکھنے کو کہے۔ کہا۔ دیکھا تو اس کی آنکھوں میں کی
 تھی۔ سالوں کو نہیں جانتا میرے میں سن کیسے کیسے خیال
 آتے ہیں۔ آخر اس کی آنکھیں پتھک چڑیں۔ میں اس
 کے پیچھے گیا اس کے انہوں کو ہاتھ کر لیا۔ سحری نہیں
 کے کہیں چلا نہیں کر سکتا۔ میری تھی سحری کو نہیں چھ
 سالوں۔ ہاں اور تم یہاں وہ نہیں آئے ہم یہاں
 زیادہ محبت کی ہائیں کرنے آئے ہیں۔ وہ کیا ہوئی ہیں؟
 اس نے سحری سے کہے۔ کہا۔ وہ وہ میں سوچنے لگا۔ کیا
 اور میرے برعکس۔ اس نے جھکی بھانے ہوئے کہا۔
 دیکھ سحری میں کوئی شاعر تو نہیں ہوں کہ تیرے حسن کی
 تعریف کروں۔ پر بہت اچھی ہوں۔ میں نے جلدی کی
 کہا۔ تھی اچھی ہوں۔ یہ کسی تو تھی۔ اس نے گھروں کو
 بلاتے کہا۔ اور بہت ان چہرہ پر ہنس چل پھول
 خوشبو سکون تھیں۔ وہی بہار گلستان اور یہاں تک کہ میری
 وہ چہرہ کی کا ہے مجھ سے ہر سزا جھانے تھے اس سے
 بھی اچھی ہوں۔ میں نے آخر خفا کہتے کہا۔ سالوں
 کے لیے اس کو کہتا ہوں۔ وہ میرے پیچھے بھاگے گی
 چرچہ بہت ہوئی تھی اور کڑھائی۔ وہ کہنے میں اس
 تانی ہوں کہ میں کسی گھانے ہوں اگر میں اور لڑکے نہیں
 ہے ہوش نہ کر دیا۔ ہم سارا وہاں پر لاتے جھڑتے اور
 چار بھری ہائیں کرتے رہے۔ وہ وہاں میری ذوق کی
 پارک اور دن کا میری سحری سالوں میں ہر سزا ساتھ ہی ہم
 نے وہ دن کی کہ وہاں کے ہونے لگے۔ ہم باہل
 میں اس کے ساتھ ہونے لگے۔ وہ دن کی کہ وہاں کے ہونے لگے۔
 کہانے کو کہنے کے ساتھ سالوں میں اسلم بھائی

آئے تو اس کی شادی کرویں گے۔ تیرے گھر کی پارک
 ہے کہ سحری کو لائی ہو گیا کہے گا۔ اچھا ہاں
 آئے تو گھر میں گئے ویسے کہ آ رہے ہیں؟ اس
 چاہا اور ہاں میں آئے۔ اور پھر اسلم بھائی
 آئے تو ہم نے اس کی شادی کے دن رکھ لے۔ میں
 اسے لیکہ وہی نہیں تھی۔ تیرا میں میری طرف
 گئے۔ سحری بھی ساتھ ساتھ گئی۔ آج ان کی ہنسی تھی
 سب خوشی سے مجھ رہے تھے۔ گارے تھے ہونے میں
 لال رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور بہت
 خواہش تھی۔ گھرتی تھی۔ گھرتی تھی کہ میری اوپر
 بھی میری اسلم بھائی کو ہنسی لگتی تھی۔ رات وہ تک
 بلکہ ہوتا رہا۔ جب سب تک کر سوتے تو میری
 کہہ میں آ رہا۔ اسلم بھائی کو نہیں سوتی کیا بات
 سالوں میں نہیں سندی لگتے آئی ہوں۔ پر کہیں
 سوتی؟ اسلم بھائی کہہ رہے تو اپنا ہاتھ آگے کر کے
 ہاتھ آگے کر دیا۔ سالوں۔ ہوں۔ سالوں ہاں ہاں
 کہہ ہوگی؟ میں سحری اب بہت تیار ہو جائے گی۔
 سالوں اب جلدی کرنا ہے میں مجھے کیسے خیال آتے
 ہوں۔ اسے کیا تو ہے بے گناہ کیا کیا سوتی رہتی ہے
 وہ نہیں کہہ رہی کی سحری سے ہاتھ پر اس کا سحری
 نے ہاتھ وہیں سچا اسلم بھائی تو وہ کہیں رہتی ہے؟
 میرا دل کہتا ہے کہ جو وہ کہہ لیں ہاں۔ میں نے
 ہاتھ لگاتے بیٹے کے کیا کیا سحری تو وہ نہیں
 تھے وہی کو نہیں بھرا کر لے گیا۔ میں نہیں
 تھے۔ میں نے کہا کہ ان لوگوں کا سچ سالوں میں سحری۔
 وہ تک میں ہاتھ کرتے رہے۔ پر وہ چلی گئی۔
 بھائی کی بارگاہی تھی۔ ہاں بات کے ساتھ میں
 رہے تھے گارے تھے۔ ہاں بات کچھ وہ سحری
 اسی گاؤں میں تھی میں نہیں ہرگز۔ سحری بھائی کو
 ہاں سالوں کی شادی کوئی ہوتی تھی۔ وہی اور وہی
 میں پارٹی دی جاتی ہے۔ ہاں کیا چاہا تو ہوتا ہے۔
 اپنے جانے ہوتے ہیں گاہے کدیں میں اس
 کہتے ہیں اور ہنسی اور سزا۔ وہ سزا وہی میں تک

تھی۔ وہ سحری سے میرے سالوں کو کہتے تھے۔ ہاں ہے۔ اس نے
 مجھے ہار دینے کو کہتے تھے۔ میری تھی۔
 اچھا مجھ میں سے ہار دینے کے لئے چاہتی تھی کہ میں
 دہلی چلیے ہیں۔ میں گئے کرتے ہوئے کہا۔ اسے
 اسے تو تو ہائیں ہو گیا۔ اچھا بھائی نے مجھ کو ہار
 لیا۔ میں۔ اس نے ہار سے کہتے ہوئے کہا۔ ہم
 کیوں تھے چلے تھے جہاں سہارا۔ چاہا کرتے تھے
 اور کیا کہتے تھے۔ پر آج میری سحری نے تھے کہیں
 ہار دینے کو کہتے تھے۔ میری تھی۔ اس نے ہار
 مجھے اور سحری کو چھری اور تھی۔ ہار دینے کو کہتے تھے
 سے کھانے لگی۔ وہ بہت خوش رہتے لگ رہے تھی۔ ہاں
 میں رہتے پھر میری چلی کر کے اس کے ہاتھ لیتے تھے
 مجھے دور گاہ تک ہوتے تھے۔ تھی تو کھا۔ میں تو
 کے لیے اس کو کہتا ہوں۔ وہ میرے پیچھے بھاگے گی
 چرچہ بہت ہوئی تھی اور کڑھائی۔ وہ کہنے میں اس
 تانی ہوں کہ میں کسی گھانے ہوں اگر میں اور لڑکے نہیں
 ہے ہوش نہ کر دیا۔ ہم سارا وہاں پر لاتے جھڑتے اور
 چار بھری ہائیں کرتے رہے۔ وہ وہاں میری ذوق کی
 پارک اور دن کا میری سحری سالوں میں ہر سزا ساتھ ہی ہم
 نے وہ دن کی کہ وہاں کے ہونے لگے۔ ہم باہل
 میں اس کے ساتھ ہونے لگے۔ وہ دن کی کہ وہاں کے ہونے لگے۔
 کہانے کو کہنے کے ساتھ سالوں میں اسلم بھائی

دوست میں شریک ہو۔۔۔ میں بہت عرصہ آزاد سوانی کا تو
 ٹھہر چکا تھا۔ قیامت وہاں سے اور اب اس کی آزاد
 بہت کم نکل رہی تھی۔ خبر شادی خبر سے نہ انجام پذیر
 ہوئی، کیا ہم اپنی بھی پہنچی سے اس کا صلے کے تھے۔ ہماری
 مسجد بہت پرستار تھی۔ کچھ بڑی گلی تو نہ تھی پر سات گھر
 والوں کا خیال رکھتی تھی۔
 ایک رات امی اکیلے بیٹھی تھی اور بڑے بڑے ہماری
 سامہ اور مریم کو ساتھ لئے کہ اپنے سینے لگی ہوئی تھی۔
 اماں اٹھتے جا کر کہا۔ ایں بیٹا بول۔ اماں اٹھتے سوئی سے
 اٹھی کہ جی۔۔۔ اٹھتے بہت اچھی لگی ہے۔ میں نے
 جلدی میں کہہ دیا مجھے بات کو بدل کر کہنا چاہتا تھا۔
 اور اچھا تو یہاں تھی شادی کا ارادہ ہے۔ اماں شادی
 کی جلدی کرنا نہیں آپ لوگ چاہتا ہے۔ سوئی کا کہنے
 بہت سے ناگوار اچھا چھرا اور آئے تو اب اس کو
 ہوں اس سے۔ اماں نے ہنستے ہوئے کہا۔ میں بھی خوش
 ہو گیا۔ دوسرے دن شام کو کہا اور اماں بچا کے گھر گئے
 اور سوئی کا رشتہ مانا۔ چچا نے ہاں کہہ دی جب یہ خبر مجھے
 ہوئی تو میں تو ہواں میں اٹھنے لگا۔ دوسرے دن سوئی
 کہتیوں میں گھاس کاٹ رہی تھی میں گئی وہاں بیٹھا۔
 سائلوں اور سائلوں۔ اس نے مجھے آزاد ہونے میں کمک
 کیا۔ سائلوں ہماری شادی کے لئے اماں اب کہاں ہے
 دی ہے۔ اس نے اچھلتے ہوئے کہا۔ تو کیا ہوا؟ تو خوش
 نہیں ہوا؟ اس میں خوشی کی کیا بات ہے؟ سائلوں یہ تو
 کیا کر رہا ہے؟ اس نے ہاں ہی ہوئی آزاد ہے کہا۔
 ہاں سوئی تھی میں ہے ہی کیا تو تو خواہر سے وہ نہ
 کوئی ایسی بات پھر بھلا میں تجھ سے شادی کیوں کروں؟
 میں نے شکل بھی کو روکنے کوئے کہا۔ اچھا سائلوں تو
 خوش رہے وہ سزئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو گر
 پڑے۔ میں نے اسے بازو سے پکڑ لیا۔ ارے جان میں
 تو خام کر رہا تھا مجھے خوشی نہیں ہوئی تو اور کسے ہو
 گی۔ اہاں انھوں نے ہنسنا شروع کیا۔
 اچھا ایک حلقہ کر کے لیا۔ ذمہ تم نے

کیا کیوں؟ ہمیں جس میں نہیں کھائی تھی۔ کروں گا۔
 میں روایا میں تھا۔ کنگ کے کرنا بھی کیوں کی یہاں تم
 سے شادی نہیں کروں گی۔ اس نے کہنے کوئے کہا۔
 مہوئی کیا میرا تاج بھی نہیں کر میں تم سے ذات کر
 سکر۔ میں سائلوں اور اپنے ہونے اور سز سے بہت
 سے جدا کر رہا تھا میں نے۔ بہت نہیں کر سکتی۔ وہ
 اسی تک رو رہی تھی، میں بھی مارا اور پکڑنے لگا۔ اس نے
 مجھے کیا سیلاب تو تورا وہ تو وہاں گیا ہے۔ سوئی میں
 نے نہیں مارا ہے۔ ہاتھ نہیں کیا۔ میں اس
 گاؤں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اپنے پیسے جاؤ گے میرے
 بغیر میں بھی نہ رہا۔ ساتھ چلوں گی۔ کیا تم نے مجھے
 محاف کر دیا؟ ہاں تو ایک خبر ہو۔ مجھے ہر شہر منظور
 ہے۔ اچھا تو آج تم نے میرا راضی کاٹ کر دیا تو وہ
 اور میں بیٹھ کر کھڑے نہیں رہیں۔ وہیں رہوں گی۔ جو کچھ میری
 جان اور میں ملدی جلدی گھاس کاٹنے کی اور وہیں
 رہوں گا۔ سائلوں ہاں؟ تم شادی کے بعد بھی ایسے ہی رہنا
 اتنے دہو گے؟ ہاں کیوں نہیں جاؤ۔ اچھا اب چھوڑ
 میں کاٹتی ہوں۔ کچھ بھی لیا ہے۔ تم نے کچھ تو ہونا نام کام
 کر رہا ہے اور وہ وہی۔
 ایسے ہی کرتے کرتے ایک ماہ گزر گیا اور پھر
 ہماری شادی کے دن آئے مجھے بے ٹھیک ایک اور بعد مسلم
 ہماری آنے والے میں آئی تھی۔ میں نے اس کی شادی
 ہوئی تھی اس لئے مجھ میں خوشی تو جڑی تیار کی رہے
 گے۔ ایک رات سوئے سوئے تھے کہ اماں کی گھاس کو
 آپ سب لنگے چہ گاؤں چھوڑ کر کہتے ہیں میں نہیں
 سیلاب کا کھل رہے۔ ہر کسی اور وقت ٹوٹ سکتا ہے۔
 آف تھا۔ ایک ایک کو گاؤں میں کہاں نہیں گئے۔ صبح کو ہم
 گاؤں والے بند پر چلے گئے۔ رہا میں پانی تھا
 قیامت ہم نے بھی بھی ایسا ہی نہیں دیکھا تھا وہاں
 آئے سب ہی تیار کی کرنے کے ہاں سے جانے کی۔
 ہم نے سارا سارا گاؤں میں اور ابا غار چھوڑنا
 ہمیں ہوا۔ بہت سے لوگ جا رہے تھے۔
 میں نے لوگ جا رہے تھے۔

اپنی چٹی گھاس لے جاؤں پھر میں کھنڈا رہوں گا۔ پھر چائیم
 بیٹھ کے لئے تو نہیں جا رہے۔ جیسے سیلاب ختم ہو تو ہم
 واپس آ جاؤں گے۔ تجھ سے یہاں پہلے تو سیلاب آئے گا
 نہیں۔ کیا یہ تو میں گل آؤں گا۔ تم سوئی والوں کو
 نہ جاؤ۔ اچھا چائیم گل آؤں گا۔ وہاں کہہ رہے ہیں۔
 میں سوئی کے پاس کہا وہ تم ہی تھی۔ سوئی چلو ہم
 چلنے ہیں۔ کہاں سائلوں سوئی سیلاب آ رہا ہے کیا ابا
 جی بنا ہے؟ ہمیں وہ لنگہ شہر لے کر آئے۔ پھر میں کیسے
 چلوں گی میں نہیں چلوں گی۔ سوئی خدمت کر دو سیلاب
 کی بھی خدمت آ سکتا ہے۔ تو کیا وہ سائلوں سیلاب اس
 سوئی کو بھی کہا کرے چائے گا کہ میں اس کے بغیر نہیں
 چلوں گی۔ میں ایسے ابا کو اگلا بھی چھوڑ سکتی ہوں۔
 سوئی کھینکے کر کھڑے کر دو۔ سائلوں تم جاؤ وہاں ابا کے بغیر
 نہیں آؤں گی۔ تو پھر میں جی نہیں جاؤں گا۔ میں
 حاقول نہیں جاؤں گا۔ وہاں نہیں تمہارے بغیر میں نہیں
 جاؤں گی۔ سائلوں تم نے کہا تھا تم میرا پرہم لگائے۔ پر
 سوئی میں تمہاری علم نہیں ہلاؤں گی۔ میں جیتنے
 دوئے کہا۔ سائلوں میری جی تمہارے جاؤ۔ سوئی اپنی قسم
 مت دیا کر تو خود سوچ میں نہیں چھوڑ کر کیسے جاؤں۔
 سائلوں میں ابا کو رہی کر کہ جلدی میرے پاس آؤ ہاؤں
 گی۔ اس نے تم آنکھوں سے کہا۔ سوئی پر ہنگامہ نہیں
 میں نے نہیں اپنی قسم ہی ہے اگر اب تو میں جانے جاؤ تو
 میرا مرنا نہ دیکھو گا۔ اس نے دوتے دوئے کہا۔ اچھا
 سوئی میں ابا اور ان کے والوں کو اب کچھ بیٹھ کر جلدی
 واپس آؤ ہاؤں گا۔ میں جانے لگا تو اس نے دہکا اور
 ہاتھ کے پچھا ہاں میں نے ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا
 سائلوں اپنا خیال رکھنا بیٹھ کے لئے اس نے ہنگامہ
 آ گھوڑے کیا۔ تم اپنا کیوں کر رہی ہو۔ جو کچھ میں
 تم جاؤ اس نے میرے ہاتھ کو چوستے ہوئے کہا کہ وہ ہم
 دونوں کی آغوشیں برسی رہی ہیں۔ ہم کوئے اور وہ سب
 تھے میں نے تمہارے ہی ہم تھے۔ اس نے تو میں
 آئے تھے۔ میں نے ابا کو دیکھا۔ وہ میرے لئے کہا
 ہے۔ میں نے بھی اپنی جگہ لیا۔

نہ کر قیمت کر لہا ہل تہا ہے گی یاد
 میں اس کو تم اپنے صہب کی بدائی کے بعد
 میں باہر آ جا چکا ہے کہا سوئی گلی آپ کے بغیر
 چلی۔ اچھا شاد کر بڑھو۔ تم کیوں تو آپ جلدی پانی
 نہیں چھینے ہوئے ہو نکل کر آ جاؤں گے۔ پھر ہم وہاں سے
 نکل کر باہر آئے۔ سوئی دروازے سے کھڑی رہتی آنکھوں
 سے دیکھ رہی تھی۔ وہ وہیں کھڑے تھا اور ہاتھ پر مرفہ تھا
 ماتا تھا پر سے اسے دیکھے سوئی کی رہتی آتھیں میری
 آنکھوں میں چھائی تھی۔ میرے ہاتھ میں چھینے تو وہاں پہلے
 سے کوئی لوگ کھینچنے میں تھا کہ وہ بغیر ہر ہنگامہ کھینچنے
 ایک قیامت کر دیکھی تھی۔ ہر چہ وہ دھڑوہ تھا اس نے
 چھین کر تھا۔ کسی سے کوئی نہ پوچھا میں نے مجھ کا
 قاتل نہیں ہونا۔ اپنے ہماری سے تو کوئی نہ جانتا اپنی بڑی کھو
 چکا تھا۔ پھر میں ایسا کھینچے ہو گیا تھا۔ میری سوئی کی
 گھر ہو گئی میں واپس جا رہا تھا۔ ہر شام ہو گئی تھی
 اماں نے مجھے جانے دیا اور رات میں سوئی نہ کانا
 کر کے کر بند کر کے کیا ہے اور سب لوگ سب میں آ رہے
 ہیں میں نے شکر کیا کہ سوئی نہیں آ رہی ہوگی۔ کچھ بعد
 ٹوٹ کر لڑائی آئے گے ہر ٹوٹ کر لڑائی میں دیکھا ہر نہیں
 بھڑک لڑائی میں مجھے چھو چھو چھو لگتا۔ میں نے
 کھوکھو سا ساں لپڑا پڑ گیا چچا اور چچا دونوں رہے تھے اور
 رہے۔ دوئے میرے لئے لگ گئے۔ چچا پانچ دوئیں
 دوتے ہو اور سوئی چھو لگاں گے۔ یہاں سوئی کا کچھ نہ کیا
 ہمیں کر آئی وہوں میں نے کوئی درکار نہ دیا۔ کوئی نہ
 ہے چلو ہم جلدی میں اٹھے سوئی بھی مجھ پر لڑائی میں
 بیٹھے کر سوئی نے کہا ہا وہ کہری کا بچہ میرا ہے گا میں
 اسے لے کر آئی وہوں میں نے کوئی درکار نہ دیا۔ کوئی نہ
 دس پندرہ منٹ ہو گئے سوئی نے آئی گاڑی چاں چڑی
 میں نے گاڑی والوں کو دیکھا کہ وہاں سے کہا کہ کر کہ
 مجھے تو پھر تڑپانی سے میرا ہے کہ کیک اپنی جگہ لگتی
 چکا تھا میں نے سو جا کر وہ چھینے کی نہیں گاڑی میں نہیں
 ہوگی میرا ابا کہ چہ چاکہ وہ دوئے کوئی گاڑی میں نہیں

اشمول

تو نے اس کو بھی پایا اس کو بھی پایا
 بتا اسے وہاں تھے کیا مارتے کیا پایا
 لے گئی معصوم بچوں کو لہرس تیری
 علم کیا تیر کیا کئی لوگوں کو بھی تیرا
 بتا اسے وہاں تھے کیا مارتے کیا پایا
 قادیان دکھائی گئے میں کہاں تک کا سب ہوا
 ہوں۔ اپنی سزا کو مارتے آج ہوں مری۔ شکر۔ یہ اللہ تعالیٰ
 سب کے دلوں کو سکون دے۔ آئینہ:



غزل

بڑی زنت ہو اندازہ دیکھتے ہیں
 اب کسے گزرا اور کسے دیکھتے ہیں
 محبت کی یہ دم بھی تھی
 جانے والے پلٹ کے دوبارہ دیکھتے ہیں
 ڈوبنے والے ڈوبنے سے ڈرا
 اک اسے پتہ نہوارہ دیکھتے ہیں
 کیا محبت ہمیں بھی مان آئے گی
 تو اپنا اپنا سناؤ دیکھتے ہیں
 عینہ قابل تک

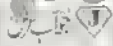
غزل

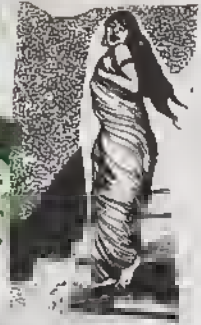
آپ سے پیار نہ کسے تو اپنا تھا
 معصوم دل کو نہ ڈیلے تو اپنا تھا
 تم نے ہی شہر مجھ سے چھڑنے کے لئے
 محبت لڑتے کچھ کیسے ہیں کہ گئے زار جاغا
 تھماری جہاں تو جانا ہے میری زندگی
 آپ سے ملاقت ہی نہ ہونی تو اپنا تھا
 پہنے کب تک ہونے دیکھ نہاں تھالی کو
 سہولت پہ تھیں نہ کرتے تو اپنا تھا
 تم تو پہلے ہی کہتے تھے شہر کی زندگی میں
 کچھ نہ ہونے دیکھتے تھے تو اپنا تھا

ہے۔ چھاپکے کہا اور میرا سب سے بگڑا وہاں گیا میں
 بنا دل ہی بنا کچھا اور اب میرے پیچھے تھے پھر ایک
 گاڑی باری گئی۔ ہم اس پہ بیٹھ گئے جہاں تک راستہ تھا
 ہم گئے پر یہ کیا یہاں تو چاروں طرف پانی ہی پانی تھا۔
 ہمارا گھوڑا اس کیوں کیا صرف دور سے جو بڑے بڑے
 درخت اور جگہ جگہ وہ ٹھوڑی ٹھوڑی نظر آ رہی تھی۔ میں
 پانی میں جانے لگا پر اب اور چھانے تھے رنگ و بو کہ جتنا
 اب کہاں جاتا ہے جس نے کہا کہ مجھے جانے دو دیکھ لیا
 سوئی کو ڈھونڈنا ہے پر تھکن جانے دیا پھر ایک آدمی
 والوں کی بوٹ آئی ہے اسے نہیں بہت نہیں تھیں اور
 ساری صورت حال بتائی تو وہ بیٹے ہم کو اس تک پہنچے پر
 میں کہاں ڈھونڈ پائی سوئی کہ چاروں طرف پانی ہی
 پانی تھا اور میری آنکھوں سے بھی تو پانی بہ رہا تھا۔ ہم
 نے کافی کوشش پر وہ بیٹی سوئی نہ تھی تو وہ دیکھا تھا کہ
 تم آئی اور۔ وہ باجیس پہاڑ کے نہیں لے جا سکتا تو
 کہاں سے نیرا وہ اور وہ بائوئل سے تو اس سوئی کا کبھی
 دیکھن تھا اور میری سوئی کو بھی ہمارے گیا پر میں ہی آ رہا
 ہوں مجھے کسی میری سوئی کے پاس لے جا اور میں نے
 چھٹا لگ دی پر ان آ رہی والوں نے مجھے میری سوئی
 کے پاس نہیں جانے دیا جیسا کہ آئے اور وہاں لے
 آئے۔ یہاں آ کر چھانے کھا سا ڈول پلا ہم سوئی کو تو
 کھوٹے ہیں پر جنہیں نہیں کھوٹا جائے اور ہمارا ہے ہی
 کون آئندہ کسی ٹھکی مت کرے۔ اسی نے مجھے اپنے
 دور کا واسطہ دیا۔ ظفر صاحب اب میں اپنی سوئی کے
 پاس بھی نہیں جا سکتا اور ایک بار ہو گیا ہے میری پر
 کھڑی اور اسے اپنی سوئی کو آگیا رہنا ہوں گا وہ
 میری سوئی مجھے بتا دے۔ اس اجڑے شخص سا لوں نے
 اپنی وہ بھری کہا پانی نہائی۔

قادیان اور کئی بار کہاں نہایت سسک کر رو پڑا
 تھا۔ اب بھی اسے انتظار تھا کہ سوئی کو اس لوٹ آئے وہاں
 کو میں کہ اس کی سوئی کھوٹا ہو اور سے وہاں کی لہرس میرا
 کرتے ہی تھیں آتے تھے کہ کچھ نہ ہونے دیکھتے تھے
 اپنے سر والے ہاتھوں سے

کہا ہوا اگر اس بے سائے اور جن لجا سگو مجھے یہی تو بتا دے کہ میری اجزی دنیا کا
 تصور کہا تھا، روعتے ہو، فحسب یہ سب سے الگ دیکھنے کے دکھ درد ہاتھ کے فیصلے
 کبھی اندھوں سے چھوڑ دینے۔ کبھی انعام نہیں میری اس آپ ہونے کا کیوں کہ مجھے
 کبھی پتہ ہی نہیں کیا ہونے والا ہے، کہے ہو گا، اختتام زندگی کا میرا دل آج بھی اس
 شمعوں کے لیے میرے فیاد سے نشانی میں روتا ہے اسے بکارتا ہے کب تکہ میں نے زندگی
 میں اس کے علاوہ کبھی اور کبھی سوچا نہیں اس کی چھٹی سی بات یہی میرے دل
 کو لگی اور بڑی سے بڑی غلطی میں نظر انداز کر دی۔ ایک دکھ بھری کہانی





اس کہاں میں شامل تلام، دروازاں اور دستاویزے؟ ہم نہیں جانتے۔

اس دن میں چار تھا کتنا؟ وہ لیٹا تو کہا بات بھولی ہم نے مانگا تھا خدا سے وہ بھی باک لیتا تو کہا بات بولی دل، ہاں دل مستدر ہے بھی گورگن کی باہوں کا ہبزا، دہا کا چولہ دکانے پہ گنن کہاں کہی میں اسٹے جو ملے ایسا پر کوئی خوش نصیب کہاں؟ ہری میں اپنی پہنڈی شادی ملی کہاں کیسے چارہ دو گیا یہ کہاں پتہ چلا ہے عہت با کرنی کے خبر بھلی ہے کہ جب کوئی ہے تو دوسرا کوئی نظر کہاں آتا ہے۔ ایسے ہی تو کہیں کیسے بہت اڈکی ہے انسان ان گم نام گلوں کا مسافر بن جاتا ہے جس کی کوئی منزل نہ لکھا جائے اپنے راس کا شکر چتا چتا ہے۔ مگر کچھ نہ لکھا گیا کہ میں دنیا کی سب سے خوش نصیب ہوں جسے نہ چاہا مسطر لٹا۔ وہ محبت بنا دکھ سے کھپتی چھٹی شکر میں اللہ ان میں چھپا بیٹا ہی بہت دلکش حسین بیبائے میں زندگی کے شادی کے بعد گزرتے بنتے پھرتے ہیں اس رات کے دل میں مڑوں کی محبت جو جس کی ان کی آنکھوں میں چھترتی بھی کمر کر دی۔ وقت کی تیز رفتار آدھی اور دنیا کی تیز رفتاری سے دھرتیاں ٹوٹی۔

تھے مار کرتے ہیں شب و روز سچی صبح سے پہلے بھی شام کے بعد دلی کی دروازاں پر تیرا نام لکھتے ہیں سبھی قسمت میں سبھی کام کے نید پر ہے مرنے کے بعد بھی ٹوک پانڈوں کے تھے کئی برے نام سے پہلے بھی برے نام کے بعد زندگی کے چند سال گزارنے کے بعد راحت کچھ ایسا تھی کہ اس کے نام سے کھولتے تھے جی خیال دیا کر اپنی زندگی تھے سبھی کہتا تھا کتنا پیچھے چھوڑ آیا۔ حالانکہ ایسا کچھ انہوں کے ساتھ بھی ہو سکتا تھا مگر وہ بھی ایک ہی جی اس کی ابوت سے غافل بنی۔ یہ کہہ کر وہ تڑپ کر چلت گشت کے دل میں ہی لیکن کمری راحت کو غافل کر دیا کہ یہ ہے دفعی وہ کہے برداشت کرنی ہے۔ زندگی کے چند سال گزارنے کے بعد بھی وہ سبھی سمجھ نہ پایا کہ ہری زندگی اس کے مشوروں اور اس سے تسم ہے۔ میں لاکھ چھپانے کر دل میں اس سے بظاہر نہ لگتی تھی وہی مرنے والی تھی۔ میں نے اس کام سے بے پروا ہو گیا۔

ایسا بھی آئے حاجت سے قدر ہوگی مہری گواہی دے گا بڑوہ پلی جو اس کی یاد میں جتا ہے، ہر روز اسے یاد ہے کہ ہری آنکھ لگتا ہے، وقت کا ہر روز یاد ہے تو اس کے اذکار میں برب کے گزارا ہے۔ وقت کے ساتھ میں پہلے سفر بھی لے جس مگر ضروری نہیں سب کے دل ایک جیسے ہوں۔ کیا دعا کر اس نے ساتھی اور چن لیا مگر مجھے بھی تو جانتے کہ مہری اپنی دنیا کا مقصد رکھا تھا، دور دور سے وہ سنیں اور دیکھتے ایک دوست کے دکھ اور دکھانے کے بیٹھ کیسے اچھے سے چھوڑ دیتے۔ کوئی انعام نہیں مہری میں آپ جی کا کہیں کر کے کچھ ہم پتہ ہی نہیں کہا ہونے والا ہے، کہئے، دوگا۔ ایسا م زندگی کا حیران دل آج بھی اس نہیں کے لئے ہے تو رائے نمائی میں روتا ہے اسے پکا ہاتے ہے کہ کہہ میں نے زندگی میں اس کے علاوہ کچھ اور کوئی سوچا نہیں اس کی چھوٹی سی بات مجھ سے دل کو لگی اور بڑی سے بولانی غلامی بھی نظر ادا کر دی۔ میں نے ہمیشہ پر وہ دلا اس کی غلامی بھی آج زندگی کے اس ماڑے پہنچاں اسے کونے کا دکھ ہے، جھگڑنے کا اور بے ادب اور اسے اپنے کی حسرت بھی گمان آج اور میرا ہوش مٹا ہری آنکھوں میں آج بھی اس کی آنکھوں سے بہ جاہت ہے شہادت آج بھی سب چھوڑ کر میرا ہوا جائے۔

تقطعات
اے سورج ہوا تو ہی تاتا
ور دوست وہا کہا ہے
جو بھول چکا ہے ہمیں کب سے
وہ جان سے بہارا کیسا ہے
ہم بھی محروم ہے ہیں اس مشکل مقام
دیا پکاوتی ہے جسے بہت کے نام
پر روز پہ ایک نماز دیا بہت نے
تفریح کی تو کبھی ہے بہت کے نام سے
ہمیں غم نہیں ہوا تو ہی تاتا

غزل
تم بھی سنا کمال کرتے ہو
بیٹا میرا حال کرتے ہو
تو کبھی سے حل نہ ہو پائیا
ابھی سوال کرتے ہو
جس کو دینے ہو فطریاں
اس کا حال کرتے ہو
بھرا کیسے ہے کجا سب مستقل
میرا کھے حال کرتے ہو
سچے کر کے دکانیں پھرنی
سے بچ کر کھال کرتے ہو
چھین کر قہقہہ مہربانے ساتھ
لے اب غزال کہتے ہو
گلک ناخن میں ساجید۔ بڈ پکا کنی

غزل
تیری صورت لگا ہوں میں پھرنی دنے
حلق تیرا سنائے تو میں کیا کروں
کول اتنا تو آ کر تاتا دے نہیں
جب تیری یاد آئے تو میں کیا کروں
میں نے خاک لیکن کو برستہ دینے
اور کب کبر پہ بول کر سمجھا لیا تو میں کیا کروں
میں نے عالم کبھی یہ عہد میں دنا
میں سے چاہتا ہوں وہ مجھ کو ملے
جو میرا فرض تھا میں نے پھرا کہا
اب غضا ہی نہ چاہت آ میں کیا کروں
تھکے جام پہ اچھے سے شرط ہے
جانے جو سیکھتے تو در کسم حریف ہے
مجھ کو بہت نہ دو میں غرابی نہیں
وہ نظری سے پلاسے تو میں کیا کروں
معلق ایمان دونوں میں تفریق ہے
کہ اپنی دونوں پہ میرا ایمان ہے
جو فنا دکھ جائے تو مجھے کہیں
مگر مہم رنٹھ جائے تو میں کیا کروں
☆۔ نام عباس مسافر

یہ کیسی محبت ہے

گلشن ناز - شہزادہ قریبی

رات کی نشہابی میں آنسو بہاتا ہے اس کی ہڈیاں ٹٹپٹاتی ہیں، نمانے کس آنہ پہ وہ جی رہتا ہے۔ اس نے یہ ثابت کر دیا کہ آج بھی سچے بہار کوئی واقعہ لوگ مجھ نہیں دے سکتے۔ جس دن سال پہلے محبت کے چراغ دل میں جلانے لگے وہ آج بھی روشن ہیں۔ اس کی جلدوں سے کوئی آنسو بھی کبھی طوفان اس چراغ کو بجھانہ نہیں پائے۔ بلکہ اس کی دل کی کہانی

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام لکھے ہیں۔

سرکوما سے 92 کلومیٹر کے فاصلے پر گاؤں میں لاہور کا رہا ہوا ہے پر جس عہد الزمن۔ اپنے گرانے سے تعلق رکھتا ہے، اپنی زمینیں ہیں، بہت ہی سہولت مند، نواز دہشتے کا باندہ ہے۔ یہ تین بھائی اور ایک بہن ہے۔ پر جس سب سے بڑے ہیں۔ محبت قسمت و اولوں سوچتی ہے ماما کر محبت میں ترمایا نہیں دہلی پر یہ بھی جاکے کہ محبت کو حاصل کرنے کے لئے آگ کے دریا سے گزرتا ہے پڑتا ہے ساتھ ساتھ بار بار جاتا رہتا ہے۔ اور اسے زندگی کہا کھیل چلتی ہے، انسانوں کے ساتھ بھی خوشیاں دیتا ہے۔ خوشی ہے، اچھا ہوتا ہے، نوسکون ہے۔ نوسکون ہے انسان کو کہنے دیتا ہے، نوسکون سے مرلے دیتا ہے۔ یہ 2002ء کی بات ہے کہ شہر کی شام چمکے میں شادی کی شہر کی کے چھڑاؤ بھائی کی۔ اس دن کھانے پینے کی ذمہ داری پر جس پر کسی، وہ شام بہت حسین تھی۔ ساتھ ہی ایک حسین چہرہ دکھائی دیا، پر اس نے وہ سٹوں کے ساتھ ہی بیٹھا یہ خوش بھورت سحر و کینا رہا تھا۔ فرمان سنا رہا یہ لڑکی کون ہے؟ کون سا وہ جو لڑکیوں کے درمیان میں کھڑی بائیس کر رہی ہے۔ اچھا۔ ارے تم اس کو نہیں جانتے، اسنے ساتھ والے گاؤں کے چچا اسلم سے نال ہے ان کی بیٹی ہے۔ بار میں بیٹے پہلے تو بھی اس کو نہیں دیکھا۔ پر جس مہر۔ ہلالی پر جس دینی، عیادت باہر لگے، شہزادہ قریبی



ہے کیوں اس کا خیال بار بار آتا ہے۔ وہ یہ کہ وہ
خبر تم کو گھائی اور مدت تو بے کلام ہوتی ہے۔ جس کے
کے لئے کیا بات نہیں ہوتی۔

پرنس کو رات بے سنج ڈو گیا وہ دن رات اس عشق
کی آگ میں جلا گیا۔ اس کا سچا بہن ہے جن دن تھا اس
کی نظر وہ گرا دینے کی حسرت تھی، وہ رات بے
ملے کے لئے بے فکر تھا، بے نہیں تھا ایک دن وہ
اسی چٹا لپٹ کر سر سے میں ابڑو کو گرا رہا تھا کہ
آواز سنائی دی۔ اس کو آواز جانی پہچانی ہی لگنے لگی۔ وہ
ہوا یا تو رات میں کوسا نے کچھ جبران ہو گیا اس کو قیظ نہیں
ہوا ہر جا تھا کہ سر گئی تو نہیں دیکھ رہا تھا۔ اسے
برہا آپ آج بے رات سے بیچول نہیں۔ اس آواز آنے
سے رہے تھانے سوچا کہ میں خود ہی ہوا ڈال۔ وہ ایسے
ساتھی ہی رہائی کی کشتی کے تھے اسے اس کی آواز سننے
تھی تو سوچا کہ آپ سے بھی ملیں گے۔ تو آپ نے
بہت اچھا کیا۔ پرنس نے سچا مانا۔ آج وہ سنا آپ کا
گھر کوچلوں۔ ہاں ہاں سچا کیوں نہیں۔ اس وقت پرنس
اور اس کی ماں ہی گھر سے باہر تھے پرنس برہا کی ٹانگہ
کے گھرنے تو سارا ہم پرنس کو ہی پرانہ پرنس جگن میں
گھسا۔ وہ آقا کو رات بے سامنے سے گزری تھی جس کی پرنس
لے آواز نہ دی آپ کیسے ہیں۔ جی میں ٹھیک ہوں اس
ہے آپ گناہ کیا میں خوب ڈوٹی لیتے ہیں۔ تیس دن
تو میں آپ کیسے لے لی ہیں آج آہوں۔ مجھے تو جانے
پہلی میں نہیں آتی۔ اچھا آج بوی خاطر تو رات میں
ہیں، اس دن جب اپنی ماکا تو آپ سے مجھے کرم پائی
دے دیا۔ آپ نہیں شرمندہ کر رہی ہیں، اچھا آپ کیا
کر رہی ہیں۔ جس کی گھر میں ماں کا ہاتھ نکالی ہوں۔
پر جانے دیکھ رہی ہیں اس لئے بے فکر کیا ہے، آگے
پر جانے کا شوق تھا تو چلا لے پر جانے سے منع کر دیا کہ
ڈوٹیوں کو اپنی لپیٹ میں رکھ دو اپنی جانے۔ رات ہی ملا رہی ہوتی
ہے۔ جی نا۔ وہ وہ پھر ہوتا ہیجئے اس صاحب میں
چلنا چاہتے بہت دیر ہو گیا ہے اچھا اپنی مال میں
اپنا ہے اس مال کا تو نافرمانی نہ کر رہے ہوں گے۔

اور جس کی آپ بھی جاہگہ۔ ہاں پتھر میں ماں۔ کیوں
تو نہیں شرمندہ نہیں گے۔ ساتھیہ جب کمر سے جانے لگی تو
پرنس کا دل ڈو ڈو بنے لگا۔ اس وقت وہ ماحول سال چکر لے
گھماتے لگا۔ وہ دھیرے دھیرے اس کے پیچھے قدم چمکتا
ہوا پہنچ گیا۔ وہ دیکھنے لگا کہ کون ہے اس کی حضور
اور سے میں دل جو بہت کچھ کہنے کا خواہش مند تھا بہت
سے ایسے سوال جن سے جواب بے اختیار ہی آتا تھا۔ ماں کی
آواز نے پرنس کو چکر لگا مارا۔ وہ اپنے دل کی زبان سے لوٹ
آیا۔ پتھر لگنے لگا کیا کرتے ہیں۔ وہ وہ ہوش ماں
میں ایسے ہی حضور تھا۔ جس کی ایک نظرو دیکھتے ہی وہ اس
دل کی رانی باہر بیٹھا تھا وہ آپ کے سر آئی خوشی
نہی اس نے چوڑھائی سے قہار کے ہوا کے جس کے طرح
آئی اور اپنی مصوم اور دلکش انداز سے اس کا دل چاکر
لے گی اور چاہتے سے لہر پھیلتی ہی باہر چھوڑ گئی۔
پرنس داکھ کر لولا تو اس کی ہر چیز میں خوشی کا شاک دکھائی
دینے کا جیسے بہت کچھ۔ وہ دنگ کے رنگ چھانے
ہوں۔ وہ رات ہی کی مہنگہ کو نہیں لگاتے گا۔ وہ دہی کی کتنی
کی حسرت جو اس کے دل کو لگاتی تھی وہ اب بھی ہے
پہچان ہی تھی۔ اب وہ تجلیتے ہیں اس کے کہلوں پرنس
کرتے لگی اور وہ خوشی سے جرمہ افشا۔ اس کی گھر کے ہر
پرنس رات کو پاوانہ ہو گیا اب ہر وقت اس کو صرف
رہا کہ خیال تھا۔ پرنس لان میں بیٹھا خٹوں پہ ٹوٹی
کاتے کھانے کی سہراوں میں شام کا کچھ سب سے ہے
خیر کوئی میں رو رہی خوش کے چٹا۔ کہ کہہ دے کہ
اس کو بھونڈو خیر تو ہے۔ جی کیا خیالوں میں کوئی
ہیں اس لئے تم کب تک کہہ لے گا تو اسے آپ کو کوئی اس
پاس کی خبر ہو تو معلوم ہو گا کہ وہ ہونا ہے میں آئے
ہوئے آپ نے مجھے کہاں پہنچے ہوئے ہیں۔ میں تو نہیں
ہوں اور اس کا خیال رکھا تھا ہی ہاں پوچھ لو اس سے
کہ ان کو کوئی شکایت ہے۔ اس سے نہیں بھائی میں حقائق
گوری ہیں میرے اچھے دوستوں میں کہہ سکتا ہوں
سب کچھ ہے۔ وہ اس کے لئے اور کچھ نہیں
ہے۔

تھے۔ بھائی آپ کے لئے ایک خوشخبری ہے۔ وہ کیا
تھے۔ بے لگ رشتہ ایک رشتہ ہے۔ میں تو لڑائی میں دیکھ
لی بہت چھوٹی اور سچی ہوئی ہے۔ گھر گھرا دے تو خوب
کرتے ہی اور حال کہ وہ ہی کی لگتی آگھی ہے۔ ایسا
رشتہ بار بار نہیں ملے گا۔ اس لئے لوگ ہانڈ سے لٹے مجھے
تھے یا پھر میرے کو رشتہ کہتے۔ مجھے نہیں کرنی شادی اوری۔
اور سے یہ نہیں بھائی میں کیا بھراؤ ہو رہی ہے۔ دیکھو میں
ایسا میں نے بھائی سے کہا کہ آپ کو لڑکی کو ایک بار
لیں۔ ہاں چڑھا میں میں ہر جن کی کہا ہے کہ تم کو لڑکی کی بوند
گئی تو ٹھیک ہے۔ نہ نہ بہرہ کی خوشی میں نہیں کے۔ یہاں
مجھے ایسا شادی کرنی کرنی۔ خیر نہ بھائی یہ سبھی کی کتنی کوئی
پتھر کو نہیں ہے۔ مجھے تو دل میں پتھر لگا لگا ہے۔
سہرہ کی آج تو شرمندہ دکھائے گی۔ اگے آپ نے
سب خاموشی اور دئے۔ اب پرنس کو کیا سوچا میرا سنے لگا۔
دن دن کا بے نہ رات کا نہ بھوک نہ چاہی کا احساس میں ہوں
تھا۔ اس کے دل کی ٹکڑے دل کی رانی۔ اس نے پرنس کو
آواز دی۔ پرنس بیٹا جلدی سے جا رہا جاتا۔ پرنس ہم
کے گھر بھی وہاں کہاں کوئے۔ وہ نہیں نہیں ماں میری
طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ کیا بات ہے آج خیر تم اور اس
رہنے لگے ہیں۔ تو اس کی بات نہیں ہے میں ٹھیک
ہوں ویسے ماں آپ کو جانا کہا ہے۔ وہ جی ساٹھ
دینے گا میں نے بابا تھا کچھ کم بھرا۔ وہ دیکھ رہی ہے ہاں
ان کی ماں سے اسرار کیا تھا کہ میں شرمندہ ہے ہاں
ہاؤں تو میں نے سوچا کہ جانا تو ویسے ہی ہے تو کیوں
تاں اور اسکی ہے ان کے گھر کا چکر لگائی لگاؤں۔ تم آرام کرو
میں ٹانجی گاؤں کی۔ ماں آپ میں ہی صحت ٹھہریں میں
ابھی آ آ ہوں۔ پرنس کے اندر تو مجھے خوشی کے لڑو
چھوٹے تھے۔ جیسے دور سے دوڑتے ہوئے پتے کے سامنے اس کا
پتہ پتہ مل گیا۔ دیکھ دیا جائے تو وہ خوش ہو جائے گا یا اکل
اسی طرح پرنس خوش تھا۔ رات میں اس کو گلاب
خیال کے علاوہ کچھ سوچتا ہی نہیں تھا۔ آخر کار پرنس کا
انگلا ختم ہوا۔ وہ رات ہی کی دلچسپی سے لگا اور رات کا آج
نہی اس کے شرمندہ لگے۔ دل کی بات نہیں اس کو انقلاب آج
ہے اور اسے سہا ہاں آج اس کو کچھ کتنی معلوم ہوا کہ
اگر اس نے برائے ناں اپنا کچھ لگا رہا تو آج اپنے دوستوں
اس کے ذہن میں کھنٹے

پرنس نے اندر چھوٹی کی ہی نے ان کو ملاحظہ
کیا۔ شکر ہے آج آپ کو ہمارے گھر کے راستہ میں آ گیا،
آج میں نہیں۔ رہا پرنس اور پرنس کی ماں نے تو خوب
میں میں اور پرنس کی ماں نے جتنی جتنی چٹائی کی اس کی ہے
جین ٹھہراؤ گھر میں رات کا انتظار تھا۔ اسے پرنس نے اپنے
آپ کو پتہ نہیں کہ وہ ہے خیر تو ہے کتنی ہی لڑکی
کوئی پتہ نہیں ہے۔ اب اس کے ہاتھ چاہئے وہیں بھی
ہو گی وہ تم کو گھر دکھا دی۔ پرنس کی تو مجھے جان میں
جان آگھی وہ اٹھا اور میرا سر سے میں چلا گیا رات
شکر ہے میں نہیں تھی نہیں ہے۔ یہ کی ایک دم کو وہ نکل کے
تربہ آپ اور اہل گھر کو ہاتھ میں لیا اور ساتھ میں پڑی گئی
پر بیٹھ گیا۔ جب اٹھ کر کھولا تو رات ہی کی خواہش وہ تھی
تصویر پر میرے وہ دیکھنا ہی جا رہا تھا اس کا دل چاہا کہ میں
ان سب کا اپنے ساتھ لے جاؤں۔ اس نے ادھر ادھر
دیکھا اور جیسے سے ایک تصویر نکال کر اپنی یہیہ میں دکھا
لی جو درمیان کو چھری کرنے کی تاکیہ لگا کر تھا وہ آج
ایک کاغذ کا ٹکڑا چھانے پر بچھو رہا جانے کیوں شاید دل
کے باقیوں بچھو رہا۔ اس نے سب کردوں میں اور کاپی پھر
دیکھ میں آ آ تو میں رات بے سامنے بیڑھیوں میں ٹھہرا آئی
وہ میرے دھیرے قدم رکھتا تھا۔ ہوا چھت پر آ گیا سامنے
بیکے گا بی ٹکڑے سوٹ اور بیکے سامنے ہالوں میں اس کی
خوبصورتی لایا اس نظر اور ہی وہ ہمارے پیر سے ڈال رہی
تھی پرنس تو پہلے ہی اس کا ہر انداز آج اس روپ میں
دیکھا تو ہوش ہی ٹھکانے نہ رہے۔ وہ ہاتھ نکالا اس کو
دیکھا وہ ہانڈ سے اپنے سر کو دیکھا تو ایک دم گھبرا گئی۔
اور سے آپ یہاں کیا آئے؟ میں..... میں تو
کافی دور سے کھڑا ہوں آپ کو ہی دکھائی نہیں دیا۔ کیا
مطلب؟ میرا مطلب ہے ابھی آیا ہوں۔ آہیں
بیشیں۔ ساتھ میں پرنس کی پار پائی ہو گیا۔ اور اس کی
ہاتھ کرتے رہے جیسے سے پرنس کی ماں نے آواز دی تو

او چونکہ انھارے باتوں میں تو میں آتی ہے ملاحظی
 ملاحظی۔ چلو بیٹے جیلے ہوں دونوں بیٹے آگے خوب
 مشورۃ مشورۃ ہوئی ابھی بیٹھے باہمی کر رہے تھے کہ رانیہ
 کا والد اسی گھر رانیہ اور کوش گھڑے ہاتھ کر رہے تھے
 وہ بیٹے سے گھبرائے کئے وہ سخت طبیعت کے انسان
 تھے۔ رانیہ قزوئی گھمراہی تھی، سلام دعا ہوئی۔ رانیہ
 پر سنے لے جانے کا پل لادائی وہ لاجا جان اچھی لادائی۔
 پر سنی بیٹے چلو بہت دیر ہو چکی ہے۔ جی ماں بگھریں۔
 جانے کو وہ انہیں گدہا کر باقا رہا یا تو قاضی وہ ان سے
 لے اور بیانے کی اہانت نہ لی۔ پرس اٹھائی گیا ہوں سے
 دیکھئے جو بھڑکھا کر جا کر گھر سے اس کی بیانہ نہ گئی۔
 پھر سے خاموش رہنے کا پل گھر سے اس کی بددلی تریا نے
 لگی۔ ایک دن اس بیعت کی اور رانیہ کے نام لیز لکھا۔
 ڈیڑھ رانیہ کسی ہذا رانیہ ہاتھ شاہ میں نہیں بیجب
 لگیں، میں نے دل کو کھانے کی بہت کوشش کی پر
 کامی کے سوا کچھ نہ ملا۔ رانیہ میری سیرا آؤ بیٹیل ہوا، ہم
 ہی سیر سے دل کی رانی ہوں۔ جب کہ کوہن نظروں کا
 دیرانہ سادہ دکھایا۔ ہاچھو چھو دن رات آٹھوں کے سامنے
 نظر آتا ہے۔ تیرا سے صاحب کچھ اور سوا لگتا ہے۔
 معلوم نہیں کون جبرانی بددلی آتا اور جی ہے کیوں میرا
 سکون بخین کیا۔ میری آٹھوں کی بینڈ اونگی۔ بوقت
 بے وقتگی راتی ہے پس تم سے بہرہ سیر کرنا ہوں اور
 عام عمر کروں گا۔ میں اپنی اپنی زندگی تیرا سے
 ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ بیٹھ رانیہ میں نہیں جاتا کہ تم کیا
 جانتی ہو سادہ دکھایا اور بھرنا ان نیول میں نہیں جاتا۔
 بیٹھ رانیہ صرف ایک بار جواب دے وہ اس انتظار کی
 آگ میں دن رات مل رہا ہوں، تڑپ رہا ہوں۔ آئی
 لو میرا بیہوش عرض کیا کہ وہاں لڑائی میں جا رہی ہے وہ۔
 تمہاری باتوں کا ٹھکانہ پر سنی
 اسی طرح دو دن لیز لاس نے کچھ پر رانیہ نے کوئی
 جواب نہ دیا۔ آخر کار اس نے ہمت نہ ہاری اور پھر سے
 کیلئے لکھا۔
 رانیہ بیٹھے پھر سے انوں کا اور اس کی ماں بیٹھے

وہ کون خوش نہیں ہوگا، بولہ بولہ کوش جا رہی۔ ہمت کسی کی
 حجاز نہیں ہوتی۔ یہی کسی کے کھینے سے ہوتی ہے۔ یہی کسی
 کو بھڑکھیں کر سکتے۔ میں تم کا بیانا ہوں میری بھوری
 ہے تم کسی اور کو جانتی ہو، یہ جبرانی بھوری ہے۔ یہ کسی
 بھوری کسی انسان کو مرنے پر مجبور کر دیتی ہیں اور کسی
 کسی بددلی میں تری ہے۔ نہ تو نہ رہنے پر مجبور ہو گئی
 ہیں۔ میں کسی کو دہش دہش ڈونڈو کا پیرا اس ہوں دل کو جو
 بنا سو ہے تم سے۔ بیار کھینچنے۔ رانیہ پر میرا آخری لہٹ
 ہے، میرے لئے تمہاری یادیں کی کافی جیت تم خوش رہو
 میری خوشی اسی میں ہے۔
 اسی طرح چھ دن اور ڈر گئے پر کوئی جواب نہ
 آیا۔ پرس کی حالت نہیں بھی لگتی تھی۔ نہ کھانے بیٹے
 کا ہوا، نہ دل کا کاہنہ نہ رات کو نہ۔ نہ چونکہ یہاں کا
 احساس میں ہوا کہ سرو کا تو پہلی تھی۔ رانیہ کی یادیں
 تھیں۔ ایک دن وہ اپنے گھر سے میں جبرانی کی یادیں
 میں گم سوا چھٹا گیا۔ پائی بیٹھے آؤ پھر یہاں آئے
 میں پر وہ وقتوں کی یادیں میں۔ یہاں کسی کی آواز فراس
 کے کانوں میں گرنی تو میں اپنی۔ کھانے کا
 کیا معلوم تھا کہ جس کی بددلی میں۔ وہ بیٹھے بیٹھے
 میں وہ اپنی فریاض نہیں جانتا تھا۔ اس کے ہوشوں کی
 رانیہ میں بیٹھو وہ بیٹھو وہ بیٹھو اس کے بہت اس کی بہت
 اس کے بیٹھے میں اس کی بہت میں سے لے آئی
 ہے۔ کیا میں سادہ سنتی نہیں نہیں میں دیکھتا ہی
 کہ پھر سے نظریں اٹھا کر دیکھ کر میں ان روز گئے۔ اس کو
 اپنی بے ہوشی آٹھوں پر نہیں تڑپ رہا تھا۔ وہ بیٹھے
 دیکھنا وہ اپنے ہوا اور میں۔ میں جبرانی میں ہوشوں
 ہوں ابھی ابھی بیٹھو وہ بھڑکھیا اور گھر سے میں بختری
 ہوئی بیڑوں کو کھینچنے کی پرس رہے بیٹھے۔ کیا حال ہاں ہاں
 ہے تم سے یہ گھر بہت کے اندر سے۔ نہ جواب ہے تم
 صرف کھی پتے ہوا اور یہ کہ جسے نا چاہتا ہاں ہاں
 کروں کہ اور کوش خانا لڑو یاد وہاں ہے اور جبرانی آٹھوں
 کے بیٹھے بیٹھے کوہن میں سے گھر سے نہ تو بیٹھے
 میں ہوں اور کھینچنے پر سنی سے گھر سے نہ تو بیٹھے
 میں ہوں اور کھینچنے پر سنی سے گھر سے نہ تو بیٹھے

ہے اگر تم کو ہوتی تو یہ سب نہ پوچھتی بہت میں تو انکی
 ملاحظت ہوتی ہے جو بیڑوں بیڑوں کے سر جھانکتی میں تو
 اک اورنی کسانا ہوں۔ رانیہ میں تم سے بہت بیار کھاتا
 ہوں میں نے اس دل کو بہت کھانا تم سے دور دور کی
 کوشش کی۔ بدل ہے کہ پھر میں جبرانی طرف کھانا چاہتا
 ہے۔ مجھے کچھ بھوکھن آئی کہ میں کیا کروں۔ پرس کسی
 سے واقف نہیں کرتے۔ یہ سب اپنی ہی میں
 سے کہہ رہی ہوں، ہاں اور دل سے گھبراتی ہوں، یہ تم سے
 تو میرے لیے بھی لیز کا جواب نہیں دیا۔ پرس میں نے
 جان کر نہیں دیا، میرے ہوا کہ تم نہیں جانتے وہ ایسے
 معاملے میں بہت اصول پسند ہیں اور سخت مزاج کے ہیں
 میں ڈوبتی تھی کہ میں ان کو پھر ہو گئی تو چھانے وہ کیا کر
 بیٹھے میں اس ڈر کی وجہ سے خاموش رہا۔ مجھے نہیں
 نہیں اور رانیہ میں آج ہی اپنے گھر والوں سے میری
 بات کرتا ہوں۔ یہاں پرس پھر گھر والوں کو میرے گھر کھینچ
 دینا اور یہاں تازہ نازا ہوا ہاں جیسے میری کال نہ
 آئے آپ نے پھر گھر میں کہہ کر تم جیسا کہ رانیہ میں
 دیکھتا ہی گھر۔ رانیہ آئی تو میری بیان۔ پرس میں
 یہی تم سے بہت بیار کر گئی ہوں اور اپنا سامرا بیٹوں
 تمہارا سے محبت قائم جاتی ہوں اور تم مجھے سے ایک وعدہ
 کرو کہ تم زندگی میں میں کسی حرکت نہ کروں گے کھانے
 کے دہہ کرنا ہوں اور اس میں میں کسی کروں گا تمہارے
 لئے تو میں ساری دنیا چھوڑ سکتا ہوں صرف تم سے پرس
 میں جبرانی ہوں اپنا خیال رکھنا اور اس کو اپنی اپنے جیسے
 بہت آئی اور میں تمہارے ساتھ ہوں بہت۔ رانیہ تم
 کتنی جانتی گھر ساری دنیا کی خوشی آج ہی میری ہوں۔
 میں ڈال کر گھر ساری دنیا کی خوشی تو لے کر انکار
 کروں۔ رانیہ جانتے جانتے دک ہی گئی۔ کیا ہوا رانیہ
 پرس کچھ میری عزت پر آؤ چھانے سے دینا کچھ اپنے
 اندر۔ مسان کے سامنے انساں نہ چھانے ہوتے۔ پرس
 میں نے خود کھانا میری ہاں پر کھانی لیا ہے
 میں نے خود کھانا میری ہاں پر کھانی لیا ہے
 میں نے خود کھانا میری ہاں پر کھانی لیا ہے

دعا یہاں تیرا ہے تاکہ میرے ہوا پر اور نہیں لگتا، میں
 کیا کروں ہاں میں بیٹھے تم آگے تب میں کی تیرا ہے
 ساتھ ہوں۔ اب آگ ڈالوں طرف۔ یہ ابھی کھی وہ دل کر
 پہلی گئی پرس نے اپنے روم کی کھڑکیوں سے پردے
 بنائے اور ہاں کا سوسہ دکھانا دل، نہ تو نہ ہوگا۔ ہر جہز
 سے خوشی کھینچنے کی ایسا لگ رہا تھا۔ وہ دم نام کی کچھ
 سے واقف نہیں کرتے۔ پرس نے گھر والوں سے بات کی سب لوگ رانیہ
 ہو گئے۔ پرس کی ماں نے رانیہ کی ماں سے بات کی تو
 اس نے کہا کہ میں بہت جلد آپ کو جواب دوں گی۔
 دیکھئے مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے لاکھا ماشاء اللہ
 فرما تیرا رہا ہے، وہ ہاں ہے اور آپ بیادری کے ہیں۔
 میں تو رانیہ میں ہوں رانیہ کے اڑ سے بات کروں تو
 مجھے کوہنوں کی۔ میں آپ کے جواب کا بیانیہ شدت
 سے انتظار کرتا ہوں۔ یہاں میں جواب دینا ہوا مگر اس
 کھیں گے۔ بڑی امید لے کر آئی ہوں آپ کے
 پاس۔ بھالی آپ گھر کر میں سب ٹھیک ہو جائے گا وہ
 دیکھتا گھر آئی پرس جو بڑی بے چینی سے ماں کے
 لولہ کے انتظار کر رہا تھا۔ اس نے اپنی وہ لڑکی کہا کہ کیا
 انہوں نے دیکھا جواب دیا۔ وہ لوگ ماں تو جاہیں گے
 ہاں۔ بیٹھے سے میرے کھوں ہورے روز رانیہ میں
 لے دو۔ بیٹا تازہ نوک۔ بیٹا جہاں تک اس کی
 بات ہے تو وہ اس وقت خوش ہے اور رانیہ میں نہیں
 کروں گی میرے خیال سے تو یہی ماں بد میں کہ وہ
 دیکھے کسی بنا دہشتے کوئی کچھ کھیل تہہ بڑے ہیں
 میں انکی طرف سے کھرجا نا، کچھ ڈانگ آئیں گے۔
 جیسے انکی طرف سے ایک درجہ سے کہ جہاں میں سے تو
 تب ہی کال بات مینے کی اور کھرت کر سوسہ فرمان
 مرضی کے مطابق ہوگا آپ کچھ گدہا بیٹا نہ ہوگا۔
 بیٹا تم اس کی ذات کھو۔ نہ خوب ٹھیک ہو جائے۔
 طرف وہ اور گھر سے وہ لوگ ایک وہ بہت سے
 آتے جاتے رہے اور پرس اور لولہ کچھ نہیں ڈالے۔



جاری رہا۔ دانی پڑے جس کو سب آؤ گی مجھے تمہاری بہت پڑاؤ آئی ہے۔ پرکس دغا کیا کرو کہ میں بہت جلد تمہاری دکن میں گزرتی ہوں زندگی میں تمہارے کو نہیں آ جاؤں۔ اب مجھ سے بھی یہ منتظر نہیں ہوتا۔ دانی پر اب مجھے نہیں لاتی تو میں کسی سے شادی نہیں کروں گا میری زندگی میں صرف وہی آدمی ہی میری زندگی کو بھروسے بنیے گی جس کو وہ تمہارے ساتھ رہا اور میرا وہی رہا اور جس کو جوڑے نہیں رہا ہے۔ سولہ برس اس جاتی ہوں کہ میں تمہارے لئے کسی ایسی شے کر سکی ہوں۔ میں اس کی ذات پر مجبور نہ ہو سکتا ہوں۔

اور دانی کی ماں نے گھر میں بات کی تو اس کے والد نے کہا کہ لڑکا تو اچھا ہے، مگر شرف خاندان سے ہے اور برادری کے بھی ہے۔ میرے خیال سے ٹھیک ہے۔ دونوں خاندانوں میں میرے چہرے شرف ہوتی۔ پر جس کے گھر والے وہ ہارواں کے گھر گئے رانی کے باپ نے کہا کہ ٹھیک ہے، میں ریشہ مشہور ہے پر ہانڈی کو شرف لاکھ ہوں گی جو آپ کو بر جلال میں مانی ہو گی اور جس کے والد نے کہا۔ بھائی صاحب آپ اپنی شرافت پرست کر کے گا جو ہماری کھلی ہے دور ہوں۔ آپ گھبراہٹ میں نہیں پڑے اور والد نے کہا کہ وہ انی والد کے لئے گھر کے لئے ہوتی ہیں۔ اب آپ سہلی سے جا میں یہ رنگ خوش ہو کر گھر آئے۔ مٹھالیان ہائیں سب کے لہوں پر فونٹی کے گیت تھے۔ پر کسی کی فونٹی کی انتہا نہ رہی۔ ایک دوسرے گھر آتا جا جاتا خوب لگا ہوا خوشی میں ایک سال کا عمر۔ بہت گیا اب پر جس کے گھر والوں نے زور دیا کہ اب میں شادی کر دوں۔ ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی ہے ہانڈی کے لئے مکان تو خواہیں۔ پر اہلار مکان نہ ہوا ہے۔ اگر چاہیے ہیں اس مکان میں رہیں تو کبھی یہ جگہ نہیں پڑے گی۔ بھائی صاحب آپ سوچیں میں بھی نہیں اپنی جینی کا تحفظ چاہئے گا تم میں کوئی ناکارہ ہارٹی نہیں ہے ہم کو نہیں ہانڈی میں ایک مکان ہے اور وہاں نہ ہوتا۔ یہ شرافت پر کسی کر سکتی ہے لیکن سب کو ان کی مرضی ہے ہانڈی کے لئے مکان نہ ہوا ہے۔

کئی باقی کر رہے ہیں ریشہ پیار اور محبت سے بڑے ہیں، دوستوں کو دولت کے ترازو میں نہیں آ تو آ جا تا۔ آپ بھی ہانڈی باؤں کو گھنٹے کی گھنٹش کریں پر والد نے اپنی اولاد کو غفلت چاہے ہیں، ہم بھی اپنی جینی کا تحفظ کر لیں۔ اور کسی حکم اور خوشیاں اس بھی تو ہارے ساتھ ایک ہی گھر میں رہ جائیں تو ہارے چھوڑیں بھائی صاحب پر سب کی کیا نہیں ہے۔ دیکھیں کیا ہی صاحب ہانڈی اپنی اولاد کے نہیں ہے کہ ہم میں شرف کو بھی ہوا میں رہے اور وہی ہے جس میں اس کو بھی ان کا بیخ دیا جاے۔ جب تک بیٹے کی خوشیاں خرابے سے نہ گئے دوسرے بچوں کی خوشیاں نہیں ٹھیک نہ گئے۔ ان کے ساتھ ان فعلی نہیں کر گئے۔ آپ میری فرما میں ہم آپ سے دوسرے کوئی نہیں ہیں ہم آپ کی جینی کو بہت خوش رکھیں گے۔ اگر دولت میں کسی کو کر میں اور کسی کے لئے ہانڈی صاحبہ یہ سب کہنے کی باتیں ہوتی ہیں اب آپ گھر شرف کے جا میں نہیں آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔ اب دونوں طرف پر چلتی تھی اپنی شرافت خوشیاں جو رہتی نہیں جاتی ہانڈی میں ایک ہی میں کھڑے تھیں۔

پر کسی کو چھینے جا رہا تھا وہ بیٹے سے پہلے ہی ٹوٹ گیا۔ پر کسی کی زندگی ایک بار پھر سے لڑائی اس کے آگے آگے میں ہمارے کئے بھولنا پھر سے میرا بیٹے پھر سے نہیں کے جان میں سر پر منت لانا ہے۔ ہمارے سب موسم میں کسی خزانے اپنے اپنے ہارے ہارے پر خوشی میں جلائی خوشیوں کے چولہے جو تھے وہ پھر سے ہارے گئے۔ پر کسی پھر سے خزانے کی آگ میں بیٹے لگا ایک بار پھر اس کی دنیا لڑائی کی اس کی خوشیاں پھر نہیں لیں اس میں کسی کا قصور تھا۔ انہا وہ پیار کرتے والوں کا پاؤں کے والدین کا کنبھوں نے اپنے ہی بچوں کی خوشیوں کو دولت کے ترازو میں تول دیا۔ ابھی کسی ہم بہت شرف کو پسند اور شہرت سے ہم پر نہیں سوچتے کہ اتنی ایک خاتہ سے نہیں دلوں ہائوں سے بھرتی ہے یعنی کہ ہم بھی تو اس ساحر شرف سے حاضر ہیں۔ کہتے ہیں کہ آج کی اپنی نسل چاہائی ہے جلد بازی میں غلط کر رہے ہیں پر کسی بھی اولاد سے بڑے بڑے دولت کی آڑ میں اپنے بچوں کی خوشیوں سے کھیل جاتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھ پاتے ہیں کہ دولت تو ان کو نہیں ہے۔ وہ بہت شرف کو ہمہ تن دیتے۔ زندگی بھی ایک بار اپنی ہے پر بار خوشیاں دوڑا دینے سے ہتک نہیں دیتا۔ اپنی دولت کا کیا فائدہ جو خوشیاں خزانے کے حاصل زور۔ دولت سے سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں پر محبت نہیں دولت سے کسی کا دل نہیں جیت سکتے پھر دولت سے خوشیاں کیسے خریدیں سکتے ہیں۔ دولت تو آنی چاہی بچے سے آج سے مل نہیں اس طرح محبت کی ایک بار اپنی ہے۔ جس کو دل میں ہونے کی اور طرح محبت اس کی زندگی اپنی خزانوں۔ گزرو چالی بے کاش تھے میری محبت مل جاتی۔ کاش تھے میرا چاروں جا تا جو رہتے دولت کے زور پر کھیر کے جا میں ان کی بنیادیں گزرو پر چلائی ہیں۔ جب تک ہم اپنے اندر کے انسان کو یہ احساس نہیں دلا تو کہہ رہتے دولت سے نہیں بلکہ پیار اور محبت سے مل سکتے ہیں۔ ہمیں بھی تم اپنی دولت سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ تم کو اپنی اپنی دولت سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ تم کو اپنی اپنی دولت سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ تم کو اپنی اپنی دولت سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ تم کو اپنی اپنی دولت سے آزاد ہو سکتے ہیں۔

لڑکر ہائے جب کسی کا پیار کسی سے کھو جاتا ہے تو اس کا جینا سنگھل اور جاتا ہے۔ خود زکوٰۃ میں غمناک رہتا ہے اور اس کی شریفوں میں۔ اسے ہنسنا سکھانا نہیں بھول جاتا ہے۔ اور دیکھتا تو ہے پر نہ بیٹے کے ہارے، ایک زندہ اولاد جاتا ہے۔

پر کسی کو پھر سے تجھاریوں نے گھیر لیا وہ پھر سے تجھا ہو گیا۔ اس نے رانی کو لپکرتے پڑے وہ لپکرتے سے والد کو لے کر ہراس نے فون کیا رانی سے بات کی رانی پر کسی ہو کہاں اور رانی پلٹے بچھ سے بات کرو۔ رانی کچھ بھی نہیں جانی اور وہی ڈوبی آواز میں ہل رہی تھی۔ وہ لپکرتے کے ساتھ کہہ رہیوں کہ فیضان لیا یا اب تمہارا لپکرتے ہے۔ رانی تم جانتی ہو کہ میں تمہارے ہائوں میں رہا تھا۔ میری زندگی میں تمہاری جگہ کی اور لڑائی میں سے سستی مایہ زور رانی تھے تمہارے جہاں کا انتظار ہے۔ پلٹے ناؤ مجھے جواب دو۔ مجھے تمہاری اس خاندانی سے دو لگ رہا ہے۔ پلٹے کچھ تو جواب دو کیا تم میرا ساتھ دو گی یا نہیں۔ پر جس میں کیا جواب دو تو اب میرا ساتھ دو گی کہ جو میرے اولاد سے ہے۔ اب تمہارا کیا کر سکتی ہیں کہ جو مجبور ہوں، میرے ہمیں کیا چکھائیں ہے۔ ایک طرف تم دو اور دوسری طرف میرے والدین تم میری بہت ہو میری خوشی جو میرا پیار دو اور دو میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ میں اپنی خوشی کی خاطر ان کو کیسے کھو دوں اپنے مکہ کی خاطر ان کو کیسے دکھ چھیناؤں تمہارا ساتھ چاہوں کہ ان کے بچے جازوں۔ رانی کی ایک ایک بات نہیں سے اس کی طرح کر رہی اس نے ہرا پنی۔ چہاں میں شرف کے گل ہائے تھے وہ ایک گل میں شرف کو چھریں گئے۔ اس کی دنیا لڑائی اس کی خوشیاں دوتہ نہیں۔ رانی یہ تم کہا کہ رانی کو ہم کو میرا زور بھی خیال نہیں ہے۔ ان دونوں میں سے ایک ہوگا ان اصول کا جٹا جو تم نے ایک ساتھ مرے جینے کے اور ساتھ چھانے کے لئے تمہارے گھر میری زندگی میں اس کی خوشیاں دوتہ نہیں چاہیں گی تم اپنے سنگھل کب سے ہم کی دہم پڑا اپنی بہت

کہاں سے آگیا۔ کب سے تم اپنے بڑے بیٹے بنو گے اور
 بیٹے لگی: بھول گئی وہ دو ساری باتیں وہ پہچانتے کے
 تھے بلکہ رائے کہ وہ سب محبت سے ایک خاکہ ہے
 پانچ راہیں جس سے میری خوشیاں مت چھینو میں کی نہیں
 پاؤں گا۔ شاعر تھا وہ نے سب باتیں سموسی وہاں
 کوئی ایسے بدترقی ہوں پر میری زندگی کا مسئلہ ہے وہاں
 نہ تھے شاہد کہ کچھ پائی گئی وہاں کبھی سے کہرا کھینے
 سے میں تم کو بھول جاؤں گا تم جاؤ گے اور کوشش کرو لیکن
 بھی میرے دل سے اپنی محبت کبھی مٹا سکتی میں تو
 بد نصیب ہوں کہ تم کو سہہ وہاں بھی نہیں کھ سکتا۔ وہ
 غماش ہو گیا۔ جس جانتا ہوا رائے اگر تم جانتے تو سب کچھ
 کر سکتی تھی، ایک لمحہ سے رائے تجربا ہی لگتی تھی مگر
 میرے سبب اس کو کھاندا سہہ دے دیا میرے تین چاہاں
 دو خوشی وہ تھا وہ سہہ دل کی ہر مراد پوری ہو سکتی تم
 کوئی دیکھتا ہوا ہے جنوں میں تو آئے۔ سہہ سکرانی وہ
 تھا وہاں پر وہاں بیٹے نہیں تھا ہر شخص کی آغری سانس
 تک تمہارا انتظار کرتے گا جس کے دل کو وہاں سے ہمیشہ
 تجربا وہ نہ کھینکے وہیں کے۔ کچھ سے جانتے میں سے کوئی
 تنگنی ہوگی۔ وہ وہاں سے نہ جا۔ جب ایک مرتبہ ہوا ہے
 گھر آقا تھا تو تجربا ہی تک تصور پر اگر کہلے آقا تجربا ہوا
 وہ وہ کہہ کر کہ یہاں تک وہاں حقیقت میں تم کو گھر کی والی
 بنا کر ڈال گا یہ اب اسی تصور کے سہارے اپنا سارا
 جیون بناؤں گا۔ جتنا بھاری تم سے کرتا: وہاں ملتا ہی
 پر کسی کو پائے گا کہ ان تم کو ہمرا جا رہیں آوے گا
 کوشش کرنا چاہتا تھا اور دنیا جیت لیا۔ اور تم میں وہی
 ہے اور امر میں بھی لاتی ہے۔ وہاں سے کبھی محبت سے نہ ملنے
 سے بیٹنی ہو گئی۔ لیکن کہنے کا اپنی محبت پہ اپنا ہار
 میرا سب کچھ سہہ لرم جا رہا وہاں اس کا ہر کہہ دو کہ تم
 میرے تو صرف ایک بار پر رائے تو مجھے تجربا ہی کی گئی
 نہ تھے۔ اس کی بھڑکائی میں وہاں، وہاں کو بھڑکائی۔

تھا یہ وہ جس کی مانی سے انہی کے ہفتے میں کھاتے
 محبت سے انہی کے ہفتے میں کھاتے۔
 انہی کے ہفتے میں کھاتے۔

ہمیں روئے پر چھوڑ کرتی ہے کہ انہی سے وہ ہو
 ہاتے ہیں کیوں اس کی جان بیٹنی کی مراد تھی ہے کہوں
 میرا تم مجھ اور ہے میں: وہاں ہے میں کیوں ہم جیت کر
 ہو جاوے جاتا ہر کام ہے محبت سے ہاتے کی خاطر ہر
 حد سے گزار جاتے ہیں انہی محبت سے کئی جان ہاتے
 گوتی تھی وہ جاگرتے وہاں کہہ داتا: وہ کوئی والدین
 اپنے جوں کی بدترقی کو بھول داتا: گئے ان میں سے نقل
 ڈالنے اس میں تصور کو کام ہے ہاتے جس نے ہی
 جان سے رائے کو چاہا اس سے محبت کی اپنے جہاں کی ہر
 خوشی اس پر جان کی اس اور کئی جس نے اپنے والدین
 کے فیصلے کے جواب میں اپنا سہہ بانی بیت کی اپنے بھاری
 قربانی دئی یا پھر اس والدین کو تصور سے نہ ہوں نے اپنے
 جوں کے وہاں سہہ دل کے ان کے کہہ نہیں کو
 فرماؤں کیا ان کی خوشی کے لئے ان کی خوشیاں نہیں میں
 ہر تم کو تصور دار تجربا میں ہر وہ وہاں ہوا ہے وہ سے
 اور وہاں تم کو یاد کر معاشرہ میں جیتے جس وقتا میں آپ
 سب سے مل کر کو ایک معاشرہ: وہ وہاں سے ہی تو
 معاشرہ سے مجرم خود کو گھر کیوں نہیں اپنے۔
 دوسروں کو گھر کہنے کی بجائے اپنی سوچ کو کیوں نہیں
 بدلنے سب تک میں اپنی زندگی میں نہیں جس
 میں معاشرہ رائے ہی کہہ گا میں ہاتے جا کر فرماں
 کر کے ان پر اپنی رسم اور رائے کی ہمیشہ چڑھتے وہیں
 کے اسی طرف تا مقصد سے اپنی اپنی زندگی سسک
 سسک کر گزرتے رہیں گے۔ سہہ دل کے انہی سے رہیں
 کے غمناکی کی ایک ہم جیتے تجربا میں سہہ دل کے
 پرشوں میں سماں سے اس آگے میں تجربا میں ہاتے وہ وہاں
 ہی ہوتا ہے وہاں سے ہر جیت کر جا: ہے وہ سب کچھ
 کہہ کر ہاتے کے لئے کچھ کچھ ہوتا ہے: ہاتے نے اپنا
 سب کچھ کو اپنا اپنی زندگی سے نہیں ہاتے اس کے انتظار
 میں گزار دئے تجربا ہی اس کو اپنی محبت سے ہی۔ وہاں
 میں رائے کو ہمارے ہم ماہوں میں سہہ دل کے ہر کھاندا
 کھتا رہا نہیں۔ اور انہی کے ہفتے میں کھاتے۔
 رائے سے ہے ہر جیت کر جا: ہے ہاتے میں کھاندا

تھا یہ وہ جس کی مانی سے انہی کے ہفتے میں کھاتے
 محبت سے انہی کے ہفتے میں کھاتے۔
 انہی کے ہفتے میں کھاتے۔

کچھ ہل کھا لوگ بدل گئے ان کی سوچ میں جس کھیں
 وقت ہل گیا دھتے ہل گئے ہے ہر کس آج بھی دیا ہے
 جیسا پہلے تھا۔ وہ آج بھی اس سے غامض ہوا کرتا ہے
 آج کا وہ سال پہلے تھا۔ اس کی سوچ اب بھی وہی ہے
 وہ سب باتیں اس کو یاد کرتے۔ رات کی چٹائی میں آسو
 جاتا ہے اس کی باتیں نہ ہاتے، نہانے کس آس ہے
 لگی رہا ہے۔ اس نے یہ بات کر دیا آج بھی ہے یاد
 کرنے والے لوگ سو رہے ہیں۔ اس نے وہی سال
 پہلے محبت کے چراغ دل میں جلائے تھے وہ وہاں بھی
 روشن ہیں۔ اس کی یادوں سے کوئی آواز کوئی طرفان
 اس چراغ کو بجھا نہیں پاتے۔ ہر کس نے آج تک ٹھاندا
 نہیں کی رائے نے ان میں سالوں میں ایک یا بھی پرشوں کو
 یاد نہیں کیا۔ وہ اب دیکھ گیا ہے، کس حال میں ہے کچھ
 نہیں۔ آفرین ہے ہر کس کی اس نے اپنی زندگی کے
 کئی وہ سال اس کے انتظار میں تھا ہے اس آس پر کچھ
 شاید وہ اوجھڑا ہے۔

ہے ہر کس کی تم اور اسماں جو وہی سالوں سے اپنے
 سوالوں کے جواب دہ ہو رہا ہے۔ شاید آپ کے پاس
 اس کے سوالوں کے جواب میں وہاں سب کی رائے
 کا شکر ہے کہ وہ اپنی زندگی پھر سے جیتے ہاتے اس کی
 یادوں کے سہارے اپنی کی زندگی گزار دے۔ اس کا
 فیصلہ سب آپ پر ہے۔ آپ ہی بتا دے اس کے لئے دوستی
 کی کرن میں گرا جائیں اور اسے پھر سے ایک ہی زندگی
 گزارنے کا مقصد مل جائے۔ یہی ہے ہر کس کے دل کی
 آواز جس کو آپ جیت کر پھر تجربا میں تھا۔

تظہ

پکوں پر آ کر دک جائے تیرا یہ آنسو
 غما پا کر: یہ چاہے ہیں یہ آنسو
 دل تو جیت کر تے ہے ہر تھان میں آپ کو
 ہر ایک دیکھ کر آپ کو کھاتا ہے میں یہ آنسو
 ہے میرا۔ ساقی آ بار

غزل

فون پر اس کی باتیں، اس کے تھپتھپے اٹھے کتھے ہیں
 بلبل وہ بلبل کے کسی گھر: دہنے اٹھے کتھے ہیں
 دکھ، دکھائے جہلوں سے گنا ہے جیسے اس کو بھی
 کھٹکی کھٹکی ہاتھیں کرتے لڑکے اٹھے کتھے ہیں
 ہم دونوں ستاروں کی ایک خواہش کئی جاتی ہے
 جھم کو ٹھنڈا رکھ، اس کو ٹھنڈا رکھ اٹھے کتھے ہیں
 ہمیں خبر ہے سب فیصلوں پر: نہ آتی ہو پرایاں جہاں
 پھر بھی جاتی آنکھوں دیکھتے ہتھے اٹھے کتھے ہیں
 سوچوں والے کھوئے جیسا ہے ادھب میں شامل ہیں
 گھر میں تو خوش دکھنا سولے پر ہے اٹھے کتھے ہیں
 کالج کھلائی تھیں اس کی بسبتی میں ہی زل ہاتا ہے
 پھر کیں عمران: تو خبر کے نیلے اٹھے کتھے ہیں
 جلا۔ محمد عمران۔ ت۔ دھمک ڈل

غزل

آہ ہے یاد مجھ کو گزارا ہوا زمانہ
 وہ جہازیں چمن کی وہ میرا آشنا نہ
 آوازیں کہیں اب وہ اپنے کھولنے کی
 اپنی خوشی سے آواز اپنی خوشی سے جانا
 اس قہر کا اٹھی دکھلائے غماں
 از ہے مجھے بھی کس نفس میں مرنا جاؤں
 چٹا پھر وہاں جہاں میں رائے نوا ذرا سے
 سانس جو ہیں چرانے اُن سے اہل ملاؤں
 کتھے ہے چٹ دل پر آہ ہے یاد جس دم
 دو شہم کا کج آ کر پھولوں کا عہد وصالا
 دو سات سب کے اٹا دو سہر وہاں کی
 دو باغ کی بھلائی: سب کا مل کے گانا
 آواز دیکھو کہ گورے او نڈ کرنے والے
 میں مظالم ہوں فیضی تو چھوڑ کر دھالے
 محمد امان فریح پو ہزارا

آوارگی کہاں جا کے ٹھہری

شکریہ: انظار حسین سائی - ۲۰۱۲ لیا نوالہ

یہ چاند چھو، وہ ہری ہینکر موری نظر، دل سے بہت زور جا چکی تھی۔ آخر مسر شنے بوڑھے دل کے ٹکڑے جن جن کو واپس آ گیا۔ اپنی محنت کو اپنے پاسیوں سے فیلڈام کر چکا تھا۔ میں واپس آ گیا مگر مرحیہ اپنے ہونے والوں کی طرح میں بیو گیا۔ میرے فیلڈام کو بہت تلاش کیا، سانپ والے فیلڈام گاندوں میں سے اور گرہ کے فیلڈام مشہوروں میں سے اپنی محنت فیلڈام کو تلاش کیا، بہت سارے خانہ بدوش لوگوں سے ان لوگوں کا پتہ معلوم کیا مگر فیلڈام میرے کسی جگہ نہیں ملتی

اس کہانی میں سائل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں۔

سادا دن برے بیٹے میں جنگ کرنا دہنا ہے
وہ شخص جس کے فیلڈام میں ڈوکی بھی نہیں
سہرا دل اور دماغ اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتا تھا
کہ آج اس کے اس دور میں بہت جیسی فیسورٹ اور
باکھڑ پڑ گئی سوجو ہے۔ مجھے تو یوں لگتا تھا کہ بیٹے
محبت کا دھڑکی تم ہونا جاو ہا ہے۔ تمہارے کیوں روزمرہ
کے مشاہدات اور، بگڑوں سے اور آئے ان بی وفی اظہار
اور فکارت رسالوں میں شائع ہونے والی بہت کی فکام
دماغوں کو پڑھ کر اور سن کر محبت سے تو میرا دماغ اٹنا
جا رہا تھا۔ لیکن ٹوٹا جا رہا تھا کیونکہ جی بہت کسی کے
پاس کہاں ہے؟ ہم سب جا رہے ہیں کہ ہم سے کوئی
گنی محبت کرنے والا ہو مگر کسی اپنے کے جان میں ڈوڈل
کر رہے ہیں۔ وہ کیا کہ ہم دوسروں کے ساتھ کھانا بنا
کرتے ہیں۔ ہم سب لوگوں کی یہ خواہش تو تو ہے کہ
میں گنی محبت ہوں، سچے پنڈت ہوں، چنگی لگنے لگے
یہ سب آتی وقت لگن ہر سکا ہے جب ہم نور دہروں
کے لئے اپنے سچے پنڈت دیکھ گئے۔ فارین آج

میں آپ کو جہاں جانتے ہوں لے کر آج
اور سناؤ اور لے کر لے کر آج اس کہانی کو کہہ دیکر
آوارگی کہاں جا کے ٹھہری



کا

۲۵

ہیں۔ لوگ سارا دن بیکم آتے ہیں اور تمام کو
سارے سے ہم مل کر سو جانتے ہیں اور بچہ بچہ لکھ لکھ
جاتے ہیں۔ کبھی اس شہر کو کبھی اس شہر پر سارا سال چلے
دستے ہیں۔ کئی کئی دنوں کے بعد گاؤں گیا تو ناک درد
بھری داستان پر اٹھنا پڑی کئی آپ بھی سنیں۔

ہمیں اس وقت کو گاؤں تک گیا، محسن کی وجہ سے ہلدی
سو گیا۔ صبح اٹھا نہ سکا کیا باہر نکلتا میں غما کر ایک بہت
خوبصورت لڑکی اس کی خوبصورتی سے دل قزاق اور
چہرے سے تمباکوں جھک رہی تھی اس کی آنکھوں سے اورد
میں ایک چھوٹی سی دھولکی والی کٹی لڑکی اور وہ گاؤں کی
تمام کچھوں اور ہزاروں میں بہا بہا کر اور ساتھ مختلف
گیت گاتے گا کر بیکم تاک رہی تھی۔ جیسے ہی اس نے مجھے
دیکھا وہ میرے پاس آ کر بیٹھ کر رہی۔ ہاتھ دینے سے
بازویں... چوتھے دسے دسے آپ کی میرانی ہو گی۔ وہ
بہت خوبصورت لکھ رہی تھی۔ اگر اسے کئی گھنٹے صرف
ایکے کپڑوں کی اور دیکھا لگتا تھا جسے اس نے تجا سے
ہی دنوں سے ابھی طرح سڑھ سڑھ میں نہ چھوڑا ہو مگر میری
اس کے خیال و جذبہ وقت نہیں رہے۔ میں نے اس کو کچھ
پیسے دیے کھانا دیا اور وہ بہت خوش اولی ہوئی مجھے
دعا میں رہتی ہوئی چلی گئی۔

میں نے اپنے آپ کو کیوں بھی اس شہر کو کبھی نہیں
ایک محسن نے فرما کر شہر بولا، وہ حیران و شکر کا
اسی حال میں اس وقت بھی اس کے در بھی وہ رہی
تم عاشق بنو پھر میری میں کہاں کہاں سے گذر گیا
وہ چھوڑی سے نکلا تو مجھے یہ پتا چڑھ گیا کہ محسن ان لوگوں
تو اور وہ دل احمدت سے بھی ان لوگوں سے مختلف
تھا میں نے اس سے یہ پوچھا کہ آپ کیلئے ہرے رنگ
مجھے نہیں لگتا مگر آپ کی باتوں کا اعزاز ان لوگوں سے
مختلف ہے۔ اس نے کہا۔ سرخ تھی۔ مجھے اور وہی چھوڑی
ہوئی کرانے والی طرح ہے یہ ہا ہا ہے۔ سرخ تھی!
آپ کو میں کہا ہزاروں کڑنڈی سے میری چاہت ہے،
میری عزت ہے اور میری آوازیں سے میری عقربہ ہے،
میری قسمت ہے ہرے ساتھ کہا گیا ہے ہاں میں نے
اسے کہا کہ میں ایک داڑھی دار شاعر ہوں اور سمانی بھی
ہوں پتھر آپ کے ہاتھ اپنی داستان تاج میں لپیٹ کر سامنے دیا
کوٹناں گا۔ اس نے اپنی امانی پتھر ہوں مابان کی
سرس کوزت سے جہاں دیکھتے جائے محسن
چھوڑی ہی شہر سے کچھ دور چلی ہے۔

میرا نام چھوڑی ہے۔ میں میرا نام نہیں مانا ان کا
جنم وہاں تھا میں مگر محسن سے چھوڑا ہوا مجھے
سے ہے میرے ساتھ جمالی ہیں۔ یہ بات وہ ہوائی لہروں
میں ہوتے ہیں اور ایک جمالی ان کے ساتھ جیسے کہ
ساتھ ساتھ جہازوں میں بھی ایڑی مہلک کرتا ہے مگر
میں ہر طرح ادا ہوئی نے عطا کی ہوئی ہے میں نے
بیمبرگ کہا تو جمالی میں داخلے لیا اور گاؤں کی کاٹیج
کاٹیج کاٹ جانے کرکٹ کھانا اور جس دن جمالی کی کوئی
خیز دیکھی کر ایک میری زندگی میں ایک طرف ان آیا۔
میرے جمالی کے اپنی بیٹیا چھوڑا ہوا سارے مجھے
میں ملانی قسم کی اور چھوڑی میں رہتی تھی۔
ایک دن ہاتھ سے میرا سر دھوئی کی ہوا نہ رہی کھانا
کر کے دیکھا کہ ایک تو پتھر کو دیکھا اور اس کی کتاب

پر کتب کی گاری تھی اور ساتھ ساتھ کبھی گری تھی۔ وہ
پھولکی گاری کرکٹ کا گراؤ اور ان میں خوشیوں سے ممت
پر ایسا ہی گری تھی۔ محسن جیسا کہ ان لوگوں کو کہاں کے
پتا چھوڑا ہونے پر اپنے ہر رنگ کا گراؤں نے ان کو
بہت ہارے مختلف کپڑے اور پیسے دیئے جب وہ لوگ
دیئے، ان کے ساتھ ان کی لکھی ہوئی بھی جو کچھ
نہیں کر رہی تھی۔ بیٹا، ڈیکٹ، ڈیڑھ لکھ دو ہاتھی
سے مجھے دیکھ دی گئی اور میں نے پتھر سے ہرے ہرے خورد
سواڑوں کو دیکھ دیا تھا کہ بہت خوبصورت تھی اور
ایک چھوٹی سی دلچیز پر نرم کپڑے ان کی لکھی
آکھوں میں غنیمت کی کسٹ تھی۔ سینہ چاندنی کی ٹوپی
اس کی جگت اور ہجر اہم ہے اس نے ہلکے سوت ڈیپ
تج کیا ہوا تھا، وہ تو نجات ڈھار میں تھی اور آکھوں کے
ساتھ دل میں اترنے لگی۔

آکھوں سے دل میں اتر گیا وہ اٹھتا
وہ محسن کوئی پتھر سے دل میں کھر کر گئی،
زندگی میں پہلی دفعہ کوئی ٹکی میری دل میں کھر کر گئی،
میں اس کو آکھوں آکھوں میں دل سے پکا تھا۔ جب
وہ لوگ کمرے سے جانے لگے میں ان کے پیچھے پیچھے چلنے
لگا، ہا ہا، ہرے ہرے کر دیکھی تو کیا لگتا کہ میری جان
اس کے ساتھ نکل جاتی۔ شہر سے کچھ کھیلے پھر ان لوگوں
کی چھوڑی ہاں محسن، وہ اپنی چھوڑی تک مجھے ہا ہا
دیکھی تھی اور میں اپنی دیوانوں کی طرح اس کے پیچھے
چھپے چھپا دو، وہ اپنی چھوڑی میں چلی گئی مگر میرا دل
اسی اپنے ساتھ لے گئی۔

مگر وہاں ان کا بیٹا بھی تھا وہاں نہیں لگ رہا تھا،
کچھ اور کچھ نہیں لگا، وہ اتنا ہمارے کو ٹیکہ نہیں آتی۔
دوسرے میں ہاں شام کو چند دوستوں کے ساتھ کرکٹ
کھیلنے گیا۔ گراؤٹ کے ساتھ ہی تو ان کی چھوڑی ہاں
میں۔ اس نے اپنی ہاں کو دکھا میں نے مجھے دیکھا۔
ایمانک بان ان کی چھوڑیوں میں چلی گئی۔ میں کھنگا۔
جانا بچہ کر لینے چاہا گیا۔ جب وہاں گیا تو وہ تو
مجھے میرا اٹھنا کر دیکھا تھی اس لئے مجھے کیوندی اور
آواز کی ہاں کا جسے میری

کہا۔ میں اس وقت کو کبھی چھوڑی میں آپ کو اٹھتا گروں
کی۔ میں گیند لے کر آ گیا۔ بہت خوش ہوا کہ اپنے
عجب سے ملاقات ہونے والی تھی۔ میں گھر گیا شام کو
تیار ہوا اور ساتھ ساتھ ایک دوست کر لیا اور سکر کے اس
گراؤٹ میں آ گیا اور ہمارے کے گھر سے نکلے اور
سکوت سب کی خاموشی کا انکار کرنے لگا۔ آخر جب
سارے لوگ سو گئے تو ایک چھوڑی کے پاس پھرے وہ سنی
دکھائی دی۔ اس نے چھوڑی سے باہر آ کر مجھے اور
دی۔ میں اس کی طرف چلنے لگا اور دوست کہا کہ میں ہاں
بھی میرا اٹھتا کرنا۔ مجھے خوف بھی آ رہا تھا کہ کہیں اس
کو لوگ پتہ نہ نکل جائے کچھے اپنی محبت سے میں
کوئی خوف نہیں تھا۔ اس نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور میرا
ہاتھ تھام کر اپنی چھوڑی کے اندر لے گیا اور پھر وہ
بہرے پاس پہنچی۔ اس نے تاپا کہا میرا نام علم ہے
اور میں آپ کو کھلی نظر میں دل سے لگی رہا۔ جب
سے آپ کو دیکھا ہے مجھے جیسے میں آتا میرا ہم پتھر اور
مٹی ہے اور میرا حال بھی آپ جیسا ہے۔ میں نے بھی
جب سے آپ کو دیکھا دل سے کچھ عزت آپ کو
سوچتا رہا ہے۔ راتوں کو آنکھیں بند کرتا ہوں تو نیند
نہیں آتی۔ نیندا آپ کو پڑھنا اور گا کہ معاشرے میں
جانا کوئی مشکل دکھ نہیں ہے، کوئی مقام نہیں ہے، وہاں کوئی
پہچان نہیں ہے ساری دنیا سارے لوگ ہم لوگوں سے
بھی گت کرنا کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔ یہاں خان بد دل لوگ
ہیں، آج اور میں توکل اجرا آپ مجھ سے محبت کرنے
ہو مگر میں وہی ہوں کچھ پتھر کو کدو میں سے
چلے جائے کہ تو آپ کی محبت کہاں جائے گی۔ آپ
مجھے کہاں تلاش کریں گے۔ محبت مجھے بھی آپ سے
کے مگر وہاں اس محبت کی عمر مجھے بہت کم لگی ہے۔
وہاں محبت چھوڑوں کی محبت ہے کیونکہ ایسا تو بھی تو
میںیں سلا کر آپ مجھ سے شادی کریں، اور اپنے بھر لے
جائیں اور اگر آپ مجھ سے شادی کریں تو آپ
کے گھر والے اور اس معاشرے سے اٹنے مجھے آپ سے
ساتھ بھی قبول نہیں کریں گے۔ میرا صاحب بیڑ ہے

لکھے ایک آواز اور انسان کیلئے لگے کیونکہ میری حالت ہی وہی اور میری ہی کی۔ اکثر لوگوں کو مجھے دیکھ کر کہہ دیا کرتا تھا کہ میں پاگل ہوں۔

سات دوست تھی کہ میں پاگل تو تھا کہ عشق میں محبت میں جاہت میں اور آدمی میں۔ دفن کروانا کیا جب مجھے مسلم کہیں پا بھی نہ تو تھر والوں نے مجھے پھر سے زندگی کی طرف لٹکنے کے لئے ہر کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں دو سال کے بعد پھر سے کاپا جانے لگا۔ یہ وقت بہت صبر و تحمل کا دور تھا۔ آہستہ آہستہ مجھے مسلم کی حیثیت میں بھی مہربانی ہوئی جس کی وجہ سے یہ مسلم اپنی تعلیم کر لی۔ ابو چاہتے تھے کہ میں باپ و نانا چلا جاؤں مگر میں پاکستان میں رہنا چاہتا تھا۔ گھر والے میری شادی کرنا چاہتے تھے مگر میں بھی انکار کر رہا تھا۔ وقت گزرتا گیا میں ڈاکٹر تو نہ بن سکا مگر میں ایک سرکاری ملازم بنا گیا۔ نتیجہ میں گیا اور میری ذہنی حالت میں ایک خدمت سے گاؤں میں ایک سکول میں کی۔ میں وہاں یہی وقت گزار کر کوشش تھی کہ چلنی کسی طرح ایسے شہر کے کسی سکول میں جا کر دو برس لکھنے لگی پھر مہربانی اور اتفاقاً صاحب شروع کرتے ہوئے گھر والوں نے کہا۔ روز دو روز صاحب نہیں کا ضرورت ہے صاحب کرنے کی فکر میں خیالے کیوں ہانپتا ہی نہیں تھا۔ میں میں سکول میں بچوں کو پڑھانا تھا وہاں یہی دور بچیاں اکتے پڑھتے تھے۔ وہاں چھ ماہ سے چاہتے ہیں باہر سے تھے۔ سب بیچے جو فارم ہیں کے آتے تھے مگر ایک چیز جس کا نام علی تھا تھا۔ وہ ایسے نام کی طرح بہت تامل اور ذہن و صورت تھا مگر کسی اس کے پاس نام نہ ہوتا۔ ابھی اس کے پاس کتاب نہ تھی اور اس کی تعلیم نہ تھی علی کو علی جاننا گھاس کے دوسرے نام بچوں سے حاصل نماز ہیں اور وقت تھا ایک دن میں نے علی سے کہا۔ چاند پتھر تو یہ انجام کیوں نہیں لگتا کرتے اس لئے کہیے۔ سر میرے پاس یہ پیغام کے لئے بیٹھے نہیں ہیں اس لئے سے یہی تاریخ کو یہ پیغام میں جانے لگا۔ آپ نے اس وقت میں اس کا کیا کیا ہے اور کونسا

اور صرف میری اسی اور ہی کی چھٹی سڑک سے مگر یہی ہے اس کا نام۔ چنانچہ اس کی ایک کام کرنی ہے؟ سر وہ لوگوں کے گھر میں میں کام کر لی ہے اور وہاں کہا کرتے ہیں کہ گھر کے اندر سے آتا ہے اس لئے انی لے کہا ہے جب تم کو اس کے ذیلے آج کو جب پیغام میں دیا گیا کہ تم گھر سے آنا چاہو۔ دو نو چاہ گیا مگر میری آنکھوں سے آنسو ہاؤں تھے، بھانے تھے ایسے بیٹے ہوں سے جن کے اس لہجہ میں ڈھانچنے کے لئے بھی کپڑے میں ہوں گے اور وقت کی اور بھی میری سر نہیں ہے۔ یہ وہ سب مفروضہ تھا کہ بت ہے۔ میں دوسرے دن اور گیا اور علی چاہے کے لئے ایک ایک ایک پیغام لے آتا وہاں میں نے اسے تو آواز بہت خوش ہوا۔ اس لئے اپنی اسی کو بتا دیا اس نے کہا۔ چنانچہ سب کچھ کا شکر اور اور گیا۔ وقت گزرتا گیا علی چاند کا میں بہت خیال رکھتا تھا کیونکہ وہ دوسرے نام میں کی نسبت بہت غریب تھا اور پھر اس کا والد بھی نہیں تھا صرف والد بھی اور وہ بھاری بھی لوگوں کی کلیوں اس سال کرنی تھی اور کام کرنی تھی اور بچوں کو پال رہی تھی۔

وقت نے گزرتی ہی حکومت نے سامنے ملک کی مردم شماری کرنے کا فیصلہ کیا اور میری ذہنی بھی مردم شماری ہو گئی تھی۔ ہم نے گاؤں کی مردم شماری کرنی تھی۔ اب گاؤں سے باہر گھر میں کی مردم شماری کرنی تھی۔ گاؤں سے باہر گھر میں بچپڑ میں نانا، بدوش کی آج ان کی مردم شماری کرنی تھی۔ جب یہ وہاں پہنچے تو مجھے کسی نے آواز دی۔ میری۔ میں نے پیچھے سر کر دیا لیکن وہ میرا سٹوڈنٹ علی جاننا اور غاضب اور ڈر میرے پاس آیا۔ سلام کیا اور اس نے بتایا۔ میری اور میری اسی اور میری سوسائز اور رہے ہیں۔ مجھے اور بھی دکھ رہا کہ ان کے پاس روپے کے لئے محبت کی نہیں ہے مگر خوشی میں ہونے کی وجہ سے چاہتے ہیں چاہے میں چاہے اس کو بھی نہیں ہے۔ چاہے وہ کچھ بلکہ مانگ کر کھاتے ہیں۔ میں مگر اپنے لئے تو نہیں سے ہیں۔ میری علی پتھر وہ گھر میں چھڑائی ہے گھر میں اور میری اسی اور میری

ان کی جیانا۔ دوسرے ماہ صاحب جنیوں نے مجھے یہ پیغام لے کر دیا۔ اپنے ماہ میں گھر واپس آئے کا باوجود چلا بنا۔ اپنی اسی علی چاند مجھے کئی بار لاکھا کہ میں خود اندر چلا گیا تاکہ چاند کی اسی کی آواز مجھے کچھ چھٹی چھٹی کی تگ۔ علی تھی۔ میں نے یہی ہی چھوڑی کے اندر اس کی بولہ میری تو جرت کم ہوئی۔ میرے سامنے نیلم کو بھی تھی۔ علی چاند چاند چاند چاند۔ نیلم کی خوشبو ملی۔ غریب کی نظر ہوئی تھی اور ہاؤں میں علی چاند کی اترنے کی تھی۔ نیلم کو کچھ بہت دکھ ہوا تھا۔ وہاں کئی خوشبو سے بھر کر تھی اپنی اسی شخصیت اور چہرہ نما اس کا اور آج بھی بڑی بڑی خوشی کی نظر آ رہی تھی۔ آج اس کو سنو سنو لگا اور نیلم نے سلام کیا تو وہ میرا کہہ دیا کہ میں آج پھر نیلم سے بہت پختہ گزار چکا ہے اور اس کی بہت خوشی ہے۔ سلام دانا کے بعد میں ان کی چھوڑی میں بیٹھ گیا۔ میرے سامنے نیلم بیٹھ گئی۔ نیلم کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے پھر نیلم نے مجھے بتایا۔

انسانی صورت بعد سے یہاں سوچوں میں ہم رسچے اور مجھ سے تیز ہوا لے یہ ہمما، سوچت چاہا لیکن وجہ سے اور میرے تیز ہو چکے ہیں۔ اسی ماہ میں آئی تھے۔ وہاں شہزاد صاحب آپ کے پاس نے مجھے میرے پاس چاہے کہ وہ اس کا زمانہ کو ساتھ میں بھی گیا۔ مگر آج کے بعد آپ لوگ اور خیر آئے زانم سے برا کوئی اور نہ ہوگا۔ لوگ وہاں سے اصرار میں آگئے۔ بہت تھیلے وہاں نے میرے ماں اب کچھ بہت ذلیل کیا گیا کو گیا کیا دینے، ملنے دینے، مجھے اور اپنا جانے سے مگر میرے والد اور والدہ نے کہا تھا کہ نہ دینے سے بہت برا کرتے تھے کیونکہ میں ان کی سرفرازی ایک ہی تھی اور کوئی بھائی بہن تو تھے نہیں۔ پھر میرے تھیلے وہاں سے میری شادی اور میری ہمارے تھیلے کے لئے سائوں سے کرنی۔ سائوں مجھ سے بہت بار کرتا تھا، مجھے کوئی کام نہیں کرنے اور تھا۔ وہ بلکہ نہیں مانگا تھا اور میری کرتا اسے جو اس کو چاہا اور دیکھا۔ دن بہت دیر لگتی تھی کہ میرے تھیلے میں کچھ نہ تھا اور بہت آئی

تھی میں سوچتی تھی اگر میں ان لوگوں سے بھاگ کر آپ کے پاس آگئی جانی تو آپ نے گھر والے آپ کے والد مجھے بھی ٹھیلے نہ کرے اور آپ کی زندگی بھی آپ کی نظر ہو جاتی۔ اس لئے میں نے فریانی ہی اور سائوں کی محبت کو مینے سے کہا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑا اور جس کا کام میں نے علی لگا دیا۔ گھر والہ خالی نے نہیں ایک ہی ہی جس کا کام میں سے علی ہی رکھا۔ سائوں مجھے آکر کھانا بنا دیا۔ نیلم میرے چھوٹے نہیں گئے، ہم ان کو گھر میں گئے، ان کو کچھ بھاری معاشروں بھی نہیں دیا۔ ہم بہت بڑا بندش چھوڑ دیں گے۔ ہم اس ایک جگہ چھڑے جائیں گے۔ زندگی میں ایک اور وقت اس وقت کو بھی بہت ایک ہی سائوں کی اور اس وقت چھوڑ دیں گے۔ سائوں شرعاً جانا اور میری کرتا تھا۔ وہاں چھوڑ دیں گے سائوں کو کفر کرنے لگا اور پھر ایک دن نشہ کی حالت میں ہی اس کی وفات آئی۔ میں ایک بار پھر آئی ہوئی مجھ سے ہاری ذات میں گئے۔ وہاں کچھ ہو گیا۔ وہاں نہیں میں رہنا واہ ہیں، ہم نے فیصلہ کیا اب نہیں بھی جس جاساں گے، اب میں نے یہاں سے مستقل چھوڑ دیا کیوں کہ میں اب کہیں نہیں جاؤں گا۔ دکھ لوگ ہیں جو بلکہ گھم گھم کر رہے ہیں مگر میں تو ایک دو کو نہیں میں جانی وہاں کام کرنی وہاں۔ صرف اور صرف میں اپنے بچوں کو تعلیم پڑھانا چاہتی ہوں تاکہ ہمارے بیٹے علی ہادی طرح اور وہ کوئی کوئی نہ کھاتے پھر ہیں۔ شہزاد میری زندگی میں صرف ایک بار ڈھکی آئی جب آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ مجھے نیلم کے حالات جان کر بہت دکھ ہوا مگر اس سے بڑھ کر خوشی ہوئی کہ نیلم میری محبت ٹھیلے تو گئی۔ میں نے کہا۔ نیلم مجھ سے اس وقت بھی محبت تھی آج بھی محبت سے اور بہت بہت رہے گی۔ آپ کی محبت میں اتنا اور کچھ تھا کہ لوگ مجھے پاگل سمجھتے تھے اور میں نے آج تک شادی نہیں کی ہے۔ نیلم کی حیران اور پریشان ہوئی۔ مگر میں نے کہا۔ نیلم تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو۔

کہو گی انہیں شہزادہ میں آپ سے بوجھ نہیں چاہتا تھا، تم اپنا ہنسنے والی مرضی سے اور شہزادوں کی مرضی سے شادی کر لو۔ میں انہیں علم میں لے کر تم سے محبت کی سے نہیں شہزاد اب میں تمہارے قائل نہیں ہوں۔ میں علم لیا ہوا کیا ہے! کچھ وقت ہی تو گزارو، ہمیں باہر نکالیں تو گڑبڑ نہیں۔ میں شہزادہ میں اب لاڑھی ہونے لگی ہوں، وقت کی آنکھیں نے مجھے وقت سے پہلے کچھ اور نہ حال کر دیا ہے۔ جب آپ سے محبت ہوئی تھی تب کچھ اور بات میں غراب میں اپنے بوڑھے والدین کو چھوڑ دینا سکتی کیونکہ میں بھی ان کی لاوارث نہیں ہوں۔ مجھے بھی میرے والدین سے اپنی بیوی بچوں میں سے مجھے لیا تھا۔ راستے کے اندھیرے میں مجھے غمزدگی والی ہانچا ہے۔ کون بھی، کبھی ان کی کیا بیوی نہیں کی۔ میں بھی ان لوگوں کو چھوڑ دیتے تھے ان لوگوں سے میں اب سے بڑھ کر بہار آیا۔ اس لئے میں مرتے ہو چکے ان کے ساتھ ہوں اور وہ بھی کی جیسی حالت ہیں۔ علم نے اپنی مادی داستان تم آنسوؤں کی سگت میں مجھے سنا دیا۔ مجھے بہت ہنسنا ہوا۔

اسے آئی بھر قسمت جیسا کہاں سے رہتی وہی جگہ سے گزرتے تھے ہم جہاں سے علم نے بچھا لیا تھا اور تم سناؤ! آپ کی زندگی کب سے؟ بھر مجھ سے علم کو اپنی مادی کہاں بناؤ۔ اسے چھائی کے دو ممالک کی آوارگی کا ممالک بنا لیا میں تم کو وہ سب سے خوشیاں دیوں گا جو تم سے زندگی میں میں تمہارے والدین میں چھوڑ دیوں گے۔ میں تم سے سرتھو دھو کر گیا۔ آخر دوڑوں کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت کی نینم شادی کے لئے لانا ہی تمہاراں کے ہاں باپ سے ایک شرط رہی۔ وہ یہ کہ آپ جتنے مرضی کرنا کہو، مگر بناؤ، جہاں مرضی پانچ کرو سب وہیں کے ان کو چھوڑنا میں، جب تک ہم ہیں۔ ہمارے مرتے کے بعد جہاں مرضی رہتا۔ میں علم سے شادی کر لی اور علم کے ہاں باپ کی شراہی تھی۔ میں اور علم بہت خوش ہو کر رہ گئے۔

سفر میں کب قیامت کر میں دیکھنے والا کرتی تو سے جو مجھے دور سے پکارا ہے سنا ہے اب بھی بے بس آئینے تین یاد آتے حالت اب بھی دو ڈیسر بہت سنا رہا ہے۔ میں نے علم سے شادی تو کر لی تھی مگر والدین کو یہ بھی نہ بتائی تھی، چاہے آپ سب کے بعد میری محبت تو مجھے ہی کی، وہ دیکھتے ہی موت لے سکتی۔ میں چاہتا تھا کہ میری زندگی میں وہی ہوتے۔ مطلقاً آقا ہوا، اب تم کچھ فائدہ اور مرضی نہ ہو گی۔ یہ سہ ماہی ہو گیا تو کچھ فائدہ نہیں لے سکتے۔ اب سال ہو گیا تو کچھ فائدہ نہیں لے سکتے۔ اب میرے تھیں بچے تھے جی جیاد کی پڑی، کھیل۔ مجھے بہت سے محبت اپنے بچے تھے، میں اپنے بہنوں اور علم کے پاس رہتا تھا۔ اب ہم نے مجھ میری زندگی میں رہنا تھا کیونکہ والدین اور علم نے اپنی علم کو دوسرے کو نہیں کرنا چاہتے تھے، وہ علم نے اپنے والدین سے روز روز پکا کر لیا۔ میں نے ان کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے علم سے کہہ دیا۔

لوگوں کو پتا چلتا ہاں انہیں علم سے کہہ دیا۔ بہت عرصہ علم کو کھڑکی میں بند کر کے رکھا۔ والے آئے تو سب نے ان کو کھڑکی سے اُتار دیا۔ آپ کو گھر میں آتے تھے، شادی نہیں کرتے تھے۔ اب والے بہت ناراض ہوئے، مگر سب نے چلنے دیکھے بہت خوش ہوئے، سب نے مجھے ممالک چھوڑ دیا۔ وہ نے سب گھر والوں سے کہا، تم کو آج چھوڑ دو، اس کا سب کو کوئی شکر نہیں ہے۔ اب تمہارے سب سے ہر علم نے علم کو اپنے سب سے ہر شادی کر لیا۔ اب ہم ایک ہی زندگی بن گئے۔

دروہ کی دنیا کا گھوڑو دیا ہے۔ مجھ سے شہزاد چھوڑ دیا کے اندر سے کہا جیسا، ایک بہت دلکش شخصیت کی نامک ناخواندگی تھی۔ شہزاد نے مجھے تیار کیا۔ اتنا حال صاحب! یہ ہے میرا بیارہ میری محبت، میرا ناخواندگی میری آدمی کی آخری منزل لکھی ہے ان لوگوں کی محبت دیکھ کر بہت شکم آ کر آتا تھا کہ کئی آدمی اور شہزادہ میں محبت سب کا ہوا اور سب کو اپنی محبت نصیب ہوا۔

آج کل میں یہ بھی ایک نامک بے دل شہزاد اور علم کی محبت کی زندگی اور اولاد داستان کا سب سے آپ لوگوں کو میری یہ سنو، بہت پسند آئی۔ انہی زمانے سے شروع ہوا، انہی مجھے بڑی شدت سے آپ لوگوں کی کھڑکی کے کنارے سے نکال دیا۔ دو گھنٹہ جو میری زندگی میں چھوڑ کر میں دل کی گھوڑی سے ان کو علم کو کہہ دیں۔ آخر میں یہ کئی اپنی جان پانچ من بہت ہی پیاری پانچ سویت اور چھوڑوں سے نازک قرۃ العین تھی کے ہم کرتا ہوں اور تمام لوگوں کی نظر یہ شعر عرض کرتا ہوں۔

اب اپنے واسطے چھوڑ گئے سے خوف آئے تو اپنی ہاتھ کر تیری لٹا اس جو جاؤں

♦♦♦

غزل

استغنی از تو سے اس نے مجھ کو بھلا یا ہو گا
 میری ایازوں سے اسے غریب بنالیا ہو گا
 بات سے بات آنکھ اس کی کبھی چلنی ہو گی
 اس پہلے چہرہ کو ہاڑوں میں چھایا ہو گا
 ہوا ہو گا اس لئے دل میں کسی ہاڑ مجھے
 نام آگیا، کبھی کلمہ لکھ کر نکالا ہو گا
 یہاں اس سے میرا ذکر سنا ہو گا کبھی سے
 جہاں کی آنکھوں میں کوئی آنسو تو آیا ہو گا
 رات کے چینیئے تک نیند نہ آئی ہو گی اسے
 اس نے کبھی کوئی سنے سے کیا ہو گا
 شہزادہ اور شہزادی کے ساتھ صاحب

غزل

اس کی آنکھوں میں نازاں تھا
 اک بل کر کو بھیجتے وہاں سے پاس تھا
 شہر میں محبت اور یہ ہونڈو وہ
 سے فرق میں ہوا ہے میرا قیاس تھا
 قاسے کھڑا تھا وہ آنکھوں میں مارے سے
 یادا وہ اندر سے نکلتا حلاوت تھا
 ہاؤں کی نیش لے اس سے زمین جو کھینچی
 آہ مجھے کوئی کوئی کرنا پڑا ہے آسا تھا
 اپنی کا دستہ یہ کالی تھا بعد اور کچھ
 مجھے ہواؤں کا یہ عالمی کہاں تھا
 پھرا چھرا دھرا کھٹے میں سے وہاں تھا
 مد سے محبت تھی کئی اکتاہٹ تھا
 متعدد بار بھی وہاں سے لانا نہیں
 اسے خاکتہ وہ کوئی تیرا ہی ہے شاکتہ تھا

غزل

میں تیری ذات میں اکتا ہوں اور طرت
 کہ جنہیں بھولنا بھی چاہوں تو پشیم ہے
 عقل اور شکر ہو گیا، کبھی لہنے
 جنہیں محبت پانچوں میں نہیں ہے
 تو چاہا چاہے تو چلا پانچوں کو چاہے
 تجھ سے پہلے عشاق نہیں تو چاہے
 آگے سے گونے پہ غمناک نہ ہو سناؤں
 چھلنے سے روکنا چاہوں بھی تو نہیں ہے
 کئی عمر چھوٹا ہے کہ جو تم بناؤ ہو
 کہاں سے ڈھنڈوں میں پلینے پلینے کاں نہاں ہے
 قطعہ

غراب فوٹ بات ہیں
 نہیں ٹوٹنا ہی ہے
 آنکھوں میں آ جھٹے ہیں
 جنتیں ہی بیگانا ہی ہے
 ۲۲ عاشق کہم

تنہائیوں کا زہر

تھکنہ... ملک عاشق حسین صاحب۔ بیڑ بگائی

جس کی پیشی گھبر میں جوان ہو اس کے ہاں روزانہ رشتہ کے لئے لوگ آتے ہیں۔ جب شہساری طرف سے کوئی نسلی ہنسن جواب نہ ملتا تو سسوراسی تہ کی شہادی رشید جد ان کا رشتہ دار تھا، اس سے کئی دہائیوں پہلے وہ لوگ خاصے عہد سے رشتہ کی بات کے لئے چکر لگتا رہے تھے۔ ایک درد بھری کہانی

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور واقعات کے نام فرضی ہیں۔



بار کے دہپ جلانے والے کچھ کچھ پاگل ہوتے ہیں ایسا جان سے جانے والے کچھ کچھ پاگل ہوتے ہیں بھر کے گہرے زخم ملے تو مجھ کو یہ احساس ہوا پاگل کو کھانے والے کچھ کچھ پاگل ہوتے ہیں بھری ذہنی پیاد کرنے والی تھی سے مرحوم وہی ہے۔ کسی کا پیاد ملا بھی تو عارضی طور پر۔ ایک طویل عرصہ گزار جانے کے بعد آج بھی اپنی خوب ہستی کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ دلہ تاراں آج بھی اس کا نام سے رگڑ رہتی ہیں ہے اور نہ اسے تک سے سلسلہ یوں کچھ چار ہے گا۔ میں نے ایک غریب گھر لے کر میں جنم لیا۔ مجھ سے چھوٹی صرف ایک بہن بڑھی۔ ہم دو بہن بھائی اپنے والدین کی اولاد تھیں۔ میں نے اپنے ماسٹے کے سکول سے میٹرک کا امتحان اچھے نمبروں سے پاس کیا۔ ٹرینٹ کی بیو سے میں آگے تعلیم حاصل نہ کر سکا۔ روزگار کی تلاش میں اور پھر خوش قسمت کرنے لگا میں دیہات کے ماہلوں میں چلا پورا تھا۔ ہم دیہات کے رہنے والے لوگ نہ ہم دیہات کے تاقول ہوتے ہیں۔ ماں باپ نے بچپن سے ہی میری سنگیز کا انتخاب کر لیا تھا اور یوں پھر میری ہونے والی ماں سے میری بہن بچ کر ورن اپنے بیٹے کے لئے مانگ لیا۔ اس طرح چند برس بعد میری بہن کی شادی اختر سے ہوئی۔ اختر کی شادی کے بعد میرے والدین

ٹوٹو کو بلا کر اپنا ساموس کرنے لگے کرکھ دیکھنے سے۔ ہم نے عظیم فرض اور بھاری بوجھ سے اتار لیا ہے جس کی ہمیں بڑی گھر کی۔ خدا کے کرم سے بھرا ہے گھر خوشحال رہنے لگا۔ دونوں میاں بیوی شہید حزان اور ہم خیال تھے اس لئے ان دونوں کی زندگی اور وہی خود پر ہر امن کرنے لگی جس پر ہم خوب خوش تھے۔ پھر کی شادی کے بعد روزگار کا مسئلہ درپیش آیا تو ہر ایک کوشش کی جو کام، ن، تک ہار کر منتظر گزارنے شروع کیا جہاں میرا دفتر دار ہوا۔ چلے سے ہی ملازمت کر دیا تھا۔ اسی کے توسط سے ایک سٹیو کے پاس بطور مشی ڈوگری ل لگی۔ بچھاؤ 'منزل' میں میرے برسر روزگار ہونے سے میرے علاوہ دوسرے والدین کو بھی دلی مسرت ہوئی۔ میں پوری دلچسپی اور فطرت نشانی کے ساتھ اپنی ڈوگری سے لگس دبا جس کی وجہ سے سٹیو صاحب کے دل میں میری عزت اور اعتماد بڑھ گیا۔ سب ناز اور کام اور نظام میں ہی سٹیو صاحب کا اور حساب کتاب بھی بچھوٹے پھرتا۔ اسی طرح وقت دھیرے دھیرے کمزور ہوا۔ ایک شام سٹیو صاحب نے بے نقاب سے مجھے اپنے گھر جانے کی پیشکش کی۔ میں بیٹھ کر بیٹھ کر اس کے ان کے ساتھ جا کر گزارا ہو گیا۔ وہاں بیٹھانا بیٹھنے کو میرے اپنے سے میرا اختلاف کر دیا اور اس کے پہلی ایک سٹیو

نام کے ہوئے ہے۔ میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ اور کما سانس اور اونچے اونچے ہوا میرا بھر پھرتے ہوئے گیا۔ کبیرا کتنا عقائد ہے اور اسے اور میرے درمیان۔ تم آجانا جو جھٹکنے والا ستارہ اور دو زمین پر اڑتی ہوئی اصل شئی کی۔ میرے لئے نہیں ہے، مالک اور ذکر۔ بس کروڑوں دکھ نکلے۔ پیاد میں بے چہرہ کوئی سنی نہیں رکھتا۔ تیرے سر پرانکا اکر اور کربانی میں سب بیکھرو استقبال لو۔ میری بات کو کھلنے سے بغیر تو یہاں چاہتے ہوئی ہوئی۔ میں اسے کیسے دکھانا کہ میری بات کو کھلیے گا۔ وہ جتنی ہے وہ جتنی ہی۔ میں نے وہاں ہی سے کہا ہے۔ اگر میں نے والدہ کے لئے کھلی کھلی پشت ڈال دیا تو پھر میں نہیں گا نہیں وہ جاؤں گا۔ دہنے سے کھلو ہر جو ہمارے دیتے ہیں مذاہب بن جائے گی اور اگر اس حالت میں کبیرا کو صاف جواب دے دوں انکار کی صورت تو خدا خواست کوئی قداد غلام اٹھالے۔ جس سے بگاڑے گا۔ میں خدا ستوارا بہت مشکل میں آئی تھی۔ سب الف اللہ میں کیا کروں اور کیا تمہارے۔ مجھے سوچنا اور خیالوں کی دنیا میں مستغرق پا کر ہوئی۔ کیا سوچنے لگے ہو۔ اگر انکار کرنا چاہتے ہو تو میری موت کا بھی تصور کر لو۔ میں یہ شکست ہی قبول نہیں کروں گی۔ زور زور سے سرٹنے سے ایک ہمارے کو گرج ہر دوں گی۔ یولو میری زندگی دیکھنا چاہتے ہو یا موت؟ میں نے دیکھا میرا کافی جھڈنا ہی ہوئی تھی۔ میرے انکار کی صورت میں وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔ کبیرا تصور کر رہی تھی۔ اسے جو چاہتے تھے چاہے میرے حالات کچھ بھی نہ ہوں نہ ہو جائیں اسے میں زور دہ دیکھا جاتا تھا۔ اسے میرا ہر طرح سے خیال رکھا تھا۔ میرے دل میں اس کے لئے احترام اور اب محبت دیکھنے سے بڑھ گیا تھا۔ اس میں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں تھی۔ خوبصورت تھی لنگھار اور بھروسے ہونے کے ساتھ ساتھ کبیرا بھی کبھی اور لو چرائی تھی۔ یہ میرے لئے خوش قسمتی تھی کہ وہ میری ذات کو اپنی زندگی کا کھوکھو کھوکھو سب کچھ نہ فرما کر نکال گیا۔ یہاں زور جواب دور غماشیں کہیں کو نہ لگنے پھرتے ہوئے اس نے ہر معیار

میں سے اس کی آنکھوں میں آگ نہیں ڈال کر بیاد سے کبیرا ختم نہ ہو گئی، کبیرا میں باہر گیا زور زور ہو گیا۔ کسی لڑکی ہو۔ اسی دن سے ہماری جہت کا آغاز ہو گیا۔ زندگی ہر لمحہ میرے کما کبیرا کی کبیرا کی محبت سے کر رہی جتنا خوش تھا میں سے دو گنا، وہ فرخہ صاحبہ سے بڑھ چکی۔ اسی مہینے میں چھانے کی فرخہ سے ہوتے تھے کہ ہم صاحبہ آ گئیں۔ میں نے اسے چھو کر دم کی طرف صاحبہ نے مسین فریقت میں میرے شبہ و دودھ انتہائی سردیوں زور سے دیا، مظہر کوثر رہتے ہوئے تھے، وہ ہاتھ زیادہ مرہم ہو گیا تھا۔ کمر دالوں کے خطوط کو خطوط آدھے تھے کہ بہت دن زور کے باوجود میں کھر کھر نہیں کیا۔ یاد آج کیجئے آ رہے تھے۔ ان کو میری باوجود ستائے ہی گئی۔ پہلے فرقتوں نے زور کرتے تھے کہ تم کچھ چلا بنا تھا تمہارا کرباب اس طرح پہلی مرتبہ آیا زور ہوا تھا کہ میں کبیرا کی محبت میں اپنے والدہ کی نظر انداز کر رہا تھا۔ اس چیز کا احساں مجھے سب ہوا تھا حسب میری ای کی طبیعت خراب معلوم ہونے کی خبر آئی تھی۔ اسلئے روز میں نے کھر آنے کے لئے اپنے بیٹھو صاحبہ سے پستی کی درخواست کی تو انہوں نے بخوشی اجازت دے دی کبیرا میرے کھر آنے کی وجہ سے اس وقت میں شاندار تھی۔ تم کبیرا میں ہاں آ جاؤ گے۔ میرا تو ایک ایک لو کہتا میں نے کبیرا کو کسے گاہ بیڑ بہت جلا چاہئے گا۔ کبیرا نے والیہ والیا کھانا کھا کر دانا میں ہاں ہو کر کھاتا تھی تو کھر نہیں گیا تو کب آ سنے کا وعدہ کروں۔ اسی کی طبیعت بنا کر اپنے شاید کچھ دن لگ جائیں گے۔ ورنہ شاید وہ کئی دن بعد اسی ہو جائی تو ناکاروانی صحت یاب ہو جائیں تو بہت جلد طبیعت سے پاس آ جاؤں گا۔ میں نے اپنی بیوی سے وضاحت کی، انہ ثقافتی بہتری کرے گا۔ میری دعا وہ میرے کبیرا سے ساتھ رکھیں اور ان کے کھر دالوں سے میرے شہتے کی استیذان کر کے یہاں تک کہ کھانا تو اپنی جان کو اس لئے دے سکتے ہیں۔ آنا کہ ہمت ہی ہو گئے۔ کبیرا کی ہمتی ہو جائے اور میرا رشتہ ہو

داغے دوسری جا بکری ملے نہ کر کے نہیں گئے۔ کیونکہ ہمارے کھر میں رہنا مختلف کیوں سے لوگ دیشے کے لئے جو آ رہے ہیں۔ تم اگر کم زور سلاطے تو تم ہو جائے گا تم نیک۔ کبھی کو میرا کربان جلاوا دھ کر رہتا ہے ہی ایسا ہی کروں گا۔ میرا جناب با کبیرا مطلق ہو گئی۔ وہ ساتھی میرا نے مجھے پتھر زور دیا اور بے لگت کھائی دینے جو میری ضروریات اور ای سالانہ کی بیماری کے لئے وقف کر دیئے گئے تھے۔ میرے انکار پر وہ بے ہوش ہو گئی تھی کہ میں نے اس کے خلیوں کا مجرم کر رکھے ہوئے تھے کہ یہ کہہ کر جب میں دیکھ لے۔

نکخواہ کے علاوہ بھی سینہ صاحبہ نے ایک ہزار روپے اضافی مجھے دے دیا قاقو کہ میری گھرواں کے لئے اضافی خرید دینا چاہی۔ نئے آتش اور بہرہ نیک۔ جن سے جو میرا اس قدر خیال رکھتے ہیں۔ میں نے دل میں سوچا اور مجھے یہ نئے وہاں سے اجازت لے کر کھر روانہ ہو گئی۔ مجھے دیکھتے سے میرے کھر کی رونقیں بنان ہو گئی تھی۔ کھر اپنے بچوں سمیت وہاں آئی ہوئی تھی۔ اسی کو پھر یا بخار لے آیا تھا۔ علاج مایا لہ جاری تھا کھر کبھی کبھری کسی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ تاہم ان کے چہرے سے کئی ناگہی چہرے چاہتے تھے قدرے پھلا ہو گئی تھی۔ اسی کی تیز باریک آکھتے تھے ڈاکٹر کے پاس علاج حاصل دے لی۔ ان کی حالت اب نیچے سے کھیں بہتر ہو گئی تھی کھر دو چالی ہزار روپے نئے کھلیں۔ مجھے کھر نے ایک ہوا دی کر لیا تھا۔ میرا نئے خاکے کے ذریعے اسی کی شہرت و منظر کو چھیننے کے بعد مجھے جلد ہی وہاں چھیننے کی تاکید کی تھی کھر میں ناقص صرف و ہوا مانا نہ گناخ کا کباب کیا نہ وئے تھا تھا۔ تاہم اسی صحت یاب ہو گئی تو تمہارے لئے اپنے دل کا انوار ان سے چان اپنی کھرا می سے صبح کچھ شہتے ہی انکار کرتے ہوئے گاہ۔ جسم اچھے پڑ سے پڑ رشتہ بچپن میں کھر کے بدلے میں شہباز پڑ سے چوچا ہے۔ کبھی مسلمان کی زبان سے نکلا اور بعد ہوتا ہے۔ کبھی اسی کو کھرا می اور کبھی کبھرا کیا خیال ہے اس لئے کھر نے کبیرا کی زندگی کی نیک دلی کی بھرتی ہو

چاہنے کی۔ آخر کبھی تو دوسری شادی کرے گا۔ کھر کو رکھے یا نہ رکھے سو کبھی تو دوسری لادے گا میں اور ہماری باہر دہلی میں کبھی چھوٹ بڑھ جائے گی اور پھر کبھی تو رقم دے جائے والی بگڑے شروع ہو جائے گی۔ جتنا ہی بھدات کو تباہیں رکھو اور اتنے آپ کو شہانہ کے ساتھ ڈاکو دانی حیثیت سے قبول کر کے شادی کی تیار کرو۔ کھر امی میری کبھی تو میں میں کبیرا سے کہتا ہوں۔ میں اسے کھلی دے آیا ہوں کہ آپ کو ان کے ہاں رشتہ مانگنے کے لئے آئے توں کچھ مانگنا۔ ہوا تو۔ میری تیار اجرومی رہ گئی۔ اسی لئے باہر کھلا کر گیا۔ کچھ نہیں بگاڑا۔ بھدائی بیٹھا اور ناشائی بائیں ہوئی ہیں۔ آجہت آجہت سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم تیرے والدہ ہیں بہتر ہیں صوج انکھی ہی کر سکتے ہیں۔ والدہ میں کے بیٹے والا اور کبھی اور کما سیاب نہ نہ کی کی خفایت ہوتے ہیں۔ اسی کو تمہارے اما کو مطلق نہیں ان تکہ بات چاہے گی تو کبھی مسئلہ گزرا ہو جائے۔ کھر کے سر مال والے کسی عیسوی صحت تسلیم نہیں کریں گے۔ کم اگر تم اپنی بھین کی زندگی کو سامنے رکھ کر سوچو اور یہ بھی کہ شہباز اب جو ہماری عزت بن چکی ہے۔ کس اور سے اس کی شادی ہو جائے گی یا ہماری والے۔ ملائے والے کیا کیا نہیں سوچیں اور کہیں سے لاکھوں اپنی شہر بہوں۔ میں آپ کا بیبا ہوں۔ ایک ہی بنا جو کھر سے زندگی نہ گزار سکتے آپ کو کہاں سے آ گے۔ منجھے آ رہے بہت ایسا ہمارے اور بہت سے امید والی وہاں سے۔ یہاں میرے ساتھ ہیں ڈاکٹر کبھی نہیں ہو گا۔ ان شاء اللہ صحت یاب ہو گا۔ آپ سے کھر نہیں۔ نیز امی میری زندگی کو سوال ہے انکار صحت کریں ورنہ میں زور دہیں روں گا۔ خدا کے واسطے ہی۔ میں ہاتھ ہڈے لگائے دیں کرتے ہی کہ قوسوں سے سر رکھ کر کھلے گئے۔ کائی دیکھ کے بعد امی رضامند ہوئی تو میری جان میں چبان آئی اس کے بعد کھر کو اس طرح امی سے راضی کیا۔ کھر کو تا کھر کیا اور کھر کے سر مال دالوں میں کبیرا چھو لیا آیا کیا بگاڑے ہوئے یہ نیک الگ داستان ہے۔ کھر جب

برادری کے سامنے میں نے شہناز سے منگلی کو تازہ نہ کا
 اعلان کیا تو ان لوگوں کے ساتھ بہت جھڑپ ہوئی اور وہ قسم
 میں ہوئی۔ لوگوں نے طرح طرح کی باتیں اور ہر
 منگولیاں ہوئیں۔ میرے والدین کی غاصبی سے بڑی فری
 سواری ہوئی۔ جبکہ کے بارے میں یہ فیصلہ اس کے
 سرورال داداں نے کیا۔ یہ اپنے شوہر کے ہاں رہے تو
 اس کی مرضی امر کہتے جانا چاہئے ہے تو اس کی مرضی نہیں
 ہیں اور رہے گی دوسری جگہ نہیں جائے گی۔ دوسری کے
 علاوہ ہم نے جھڑپ کر دیا کہ وہ گھر چھوڑ کر اور شوہر کے
 ساتھ زندگی گزارا، جب حالات ٹھنڈے ہو جائیں گے
 بھڑکیوں کی صورت صلح کی پیدا ہو جائے گی، وہ ہم کو تورا
 لے جائیں گے۔ سب سے زیادہ اور دوسری اس کے
 حصہ میں آتی تھی۔ اپنے بھائی کی فری کی خاطر سرورال
 داداں سے ملنے اور رکھے اور نہ جانے کیا کیا قسم برداشت
 کئے تھے۔ میرے بھائی اور بھائی کا نام تھا۔ میرے ساتھ
 سمیرا کی ذات چھائی ہوئی تھی۔ سمیرا کی نسبت میں میں
 نے رو کیا، کیونکہ کہا تھا جو نہیں سمجھ کر مانا ہے تھا۔

انگے روز صبح میں منظر گڑھا اپنی اہلی اور سمیرا کے
 ہاں جانے کی تیار کی گئے گا۔ ۱۱ء کو مرض کیا تھا
 کہ وہاں جا کر ان لوگوں سے آپ کے آنے کا تذکرہ
 کروں گا۔ جس تاریخ کو آپ نے آنا ہوگا کہ وہ دران
 پہلے میں آپ کے لینے گھر آ جائیں گا تاکہ میرا کے والدین
 سے اسن فریٹے سے میرے لئے رشتہ کی بات کر
 سکیں۔ تفریق با زانی اور گورہ جانے کے بعد میں منظور گھڑ جا
 رہا تھا۔ دل میں عجیب قسم اور طرح طرح کی خیالات نے
 اپنی جان پائی تھی۔ اپنی میرا کو کس طرح ماڑوں کا کیے دو
 مٹھن ہوئی۔ جب دستہ ڈھنگریوں کا عقرب میرے
 والدین اس کا روضہ مانگتے آ رہے ہیں اور دیکھنا خوش ہوگی۔
 سینو صاحب کی ناراضگی کا اندیشہ تھا۔ اور اتنا سخت حراج
 نہیں تھے کہ میرے بھروسہ حالات کو نظر انداز کر کے مجھ پر
 برہمی کا اہل اور کرتے۔ کیا کسی جے میں اپنی زبان پر
 وہاں آئے تو ان کا دل بڑھ گیا۔ آج کل جلی خاں سینو
 صاحب نہیں نظر آتے تھے۔ میں نے سلام کیا سلام

جواب پا کر اپنا برہم کس بھل کر دیکھتے تو نے قریب
 پڑی کہیں پر بیٹھ گیا۔ میری فریٹے آپ کو ہاں جیسا اور کس
 سے ملنے آئے ہیں۔ کوئی کام کے قطع میں یاد ہے؟
 ایک ہی سانس میں اسے سارے سوالات کی ذمہ داری
 ڈالی کہ اس تو بھرانے۔ لی میرا نام تبم ہے، میں
 یہاں کام کرتا ہوں۔ والدہ کی جان کی وجہ سے ملنے آئے
 سکا لہذا آپ آسکا ہوں۔ سینو صاحب کہاں ہیں اور صلح
 ناگہ پر گھر آ کر نہ کر سکتے ہیں۔ پھر اپنی آپ کو ہاں میں
 نے جو بار مضامنت کرنے کے بعد ایک اور سوال کے بعد
 دیکھ کر ڈالے۔ میرا نام ہے۔ یہاں آپ کی چلک کام
 سنبھال ہوں۔ مجھے یہاں آئے ہے تفریق با زانی اور
 چکا ہے اور سینو صاحب تقریباً چند روز سے فریٹیں آ
 رہے۔ اس نے کہا۔ ٹھیک ہے۔ سہرا تے ہوتے سوچنے
 دانے انداز میں ذرا سب الفاظ اور سنے اور سنبھالنا۔ سینو
 صاحب کی طرف سے ٹھیک نہیں۔ گاہ کہ روز ملے ہر دفتر نہ آ
 سکیں۔ اتنا کہ کر دوسرے لئے اپنی بیٹی باہر چلا گیا۔
 میرے ذہن میں آنے چاہئے کہ نہیں۔ تو جہاں کی
 کہنت اور تمام حالت کو جان کر یہ سنا سنا ہونے
 کا تھا کہ معاملات ٹھیک نہیں رہتے۔ اپنی لے کر وہ آہا،
 مجھے ہوتے ہوئے یہ چاہا۔ تبم صاحب نہیں سمجھتے ہو
 چکے ہے آپ نے آئے تو کیا لے آئے ہو لگتے؟ میں نے
 محسوس کیا ہے سب حالت کا علم تھا جس کی وجہ سے اس
 کے سوال ہی ایسا کیا تھا۔ اپنا ہم گھر جان کر وہ اس کے
 حسین اظہار کے میں نظر کر گیا۔ اسے اس کے سنا
 اور اسے عرض کیا کہ وہ کسی ایک جمع سو فیصد مال سے آگاہ
 کرے۔ تبم صاحب نے انہار نہ گھرانے کے بعد ان لوگوں کے
 گھر آجائے۔ انتظار کیا کلنگر جس نے اہل کے کہ نہیں ہی
 طرف سے مسلسل غامضی نے ان سے ٹھیک کر نہیں ہی
 بدل کر دیکھنا شاید نہیں آئے۔ جس کی بنی گھر میں
 جہاں وہ اس کے پاس روزانہ رہے۔ لے لگ آتے
 ہیں۔ جسے نہاں طرف سے کسی اہل شخص جواب نہ مانو
 میں نے کہا کہ وہی میرا بیٹا ہے اور وہ بڑا ہوشیار ہے
 آج کی جگہ روٹک جا رہے تھے۔ میں نے کہا

کے لئے چکر لگا رہے تھے۔ شادی کی مصروفیات میں
 زمانہ روز دفتر میں بند رہ گیا تھا۔ اودھا دیا رشید جو میری
 شادی میں کردار نہیں لئے پر پختگی ہوا تھا۔ میں نے زور
 لب سوئے کہا۔ کہا۔ میرا اس کی طرف سے ہوا کہہ گیا تھا۔
 تھا۔ میری سینو صاحب سے ملاقات ہوئی اور میری گورے
 میرے ہاں؟ اس سوال نے میری مشکلات کو حل کر دیا
 کیونکہ میرے سے میں نے یہ روکا تھا۔ میں رو کیا چاہتا
 تھا ان کے گھر ایک روز گیا تو میرا بی بی نے مجھے اتنا
 میں لے کر اپنے دل کا اہول کر لیا کہ میں دسم سے
 عیبت کرتی رہی۔ وہ گھر گئے اڑنے ہیں نہیں اور بہت پھر
 معلوم کرنے کی کوشش کرواں۔ گورہ میری سنا ہی نہیں رو
 کر دینا چاہتے ہیں۔ جو میں نہیں چاہتی کہ میں آپ کو
 نہیں چاہتا تھا۔ میری سینو صاحب مجھے جاننے بھی نہیں
 نہیں وہ رہے۔ صرف دفتر اور زمانہ کی بد تک
 میری مصروفیات محدود تھیں۔ سہرا بھی نے بہت انداز کیا
 گھر کا زمانہ اور حالت کے آگے مجبور ہو گیا۔ اس کی شادی
 رشید سے ہوئی کہ گورہ نے اور خوشحال اور لگے نہ سے
 کا ایک کامیاب شوہر ہی ہوئی گورے کو کہ اس کا دل
 خرید لیا ہے۔ چند روز بعد سمیرا بی بی نے گھر میں چڑی
 ہوئی زور سمیرا نے کہ اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا اور یہ
 بات کم از کم سینو صاحب پر بھل گئی ہو کر گئی۔ بتائی،
 رسائی اور باہمی سے انہیں ذہنی اور دل کو مریض کر دیا۔
 لب علاج کو عیالہ پڑائی ہے۔ کھینٹ آگے کہا کرتا ہے۔
 وہ روز چھانے پڑے کیا کہتا ہے اور اہل اور صاحب
 فنی لگتا تھا۔ دماغ ڈانڈ تھا، ہر طرف اچھڑا اچھڑا
 کوئی لے لے کے سیز کے الفاظ میری جانب سے کہ گئے۔
 لگے۔ اگر تم میرے نہ تو کہ تبم میں تم جہاں کی۔ پلو
 کیا چاہتے۔ میری ذہنی ہاست؟ کہتا ہوں سہرا میں
 بہت لگے۔ مجھے حوالہ کرنا تھا۔ میری عیبت کو جس سلام کہتا
 ہوں، میرے دل و دماغ میں جا سکتی ہے کہ ہر پکا۔
 میرا سنا ہے۔ سنا زور کہ میں جا سکتی ہوں اور میں پکا۔
 لے لگتے۔ میرا دل میں ڈانڈ لگتا ہے۔ لے لگتے تھا
 کہ میرا دل میں ڈانڈ لگتا ہے۔ لے لگتے تھا

پھر نہ کے بعد اسوں کا بار چاہئے اپنے گھر آ گیا۔
 جہاں شہناز کی شادی کے بنکے میرا استقبال کر رہے
 تھے۔ میں نے دیکھا غروب آفتاب زور ہی اہل کیفیت
 میں آئے۔ وہ زور ہی کو اور ادا کہہ گیا تھا۔

غزل

یہ دار دقا کی مہلب پر، وہ اٹھانے کا شکر ہے
 بلا نظر ظا - دامت - نہ - لت جانے کا شکر ہے
 تیری یاد جانے کس مجلس میں
 میرے شمر دختانت میں وصل مگی
 یہ کمال ہے تیری یاد کا، مجھے یاد آئے گا شکر ہے
 مجھے خستہ حال ہر کچھ کر،
 تیرے نبول سے ہونٹ کھل اٹھے
 تب تم نہیں اس بات کا، تیرے سکرانے کا شکر ہے
 یہ زمانے ہر کا اہول غا، وہ جہاں تیرے نمودار
 بھی دم شکر ہے کی مسزہ نے بھول جانے کا شکر ہے
 یہ رو بہ صلح مجھ پر کراہی

غزل

مجھے لپٹا کر جھنڈا دیا چل اچھا کیا
 مہمہ دلا کو بھلا دیا چل اچھا کیا
 جب روشنی کی شہادت چڑی تجھ کو
 تو نے میرا ہی گھر جال دیا چل اچھا کیا
 خود کے لئے ہا لبا چلوں کا سبز
 کمانوں پہ سلا دیا چل اچھا کیا
 مجھے کھیل کھیل میں ہی میرے چہرہ چہرہ
 تاش بہر جا دیا چل اچھا کیا
 اپنی ایک فری کی خاطر تم نے جلی
 مجھے اتکا دلا دیا چل اچھا کیا
 میں نے چاہا تھا تجھ کو دیکھوں گی طرح
 مجھے پاس جو دیا چل اچھا کیا
 آفتاب دارق اور شامی - چہول

میرا مسیحا کون؟

محمد... محمد خاں! تجھ لہے، والہ ویلا پور

اہل ذمہ سے گلہ... کوئی پس یہ بیٹھیاں... ہوس انسان کی مہینت نکوں چڑھا
 کرٹی پس یہ بیٹھیاں... عہدیت ناک بیوا دیوں کا... جھم جھم کھونٹے، والہ سنوا
 ہینھیروں، ونہوں کو جہنم دیا... کوئی پس یہ بیٹھیاں... ہنٹ آدم رسی کوئی فرہاد
 سے میرا مسیحا کون؟... کسی لہنے پھر روز لہتا... کوئی پس یہ بیٹھیاں... معصوم
 کلبوں کو ملنے والو!... محسوس جو کر سکو تو کر نہ... شہلاری مائلہ نہیں پیدا
 کرٹی پس یہ بیٹھیاں... سسکتی تڑپنی ہونی معاشرے کو جھنجھوڑ دینے والی کہانی

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور واقعات کے نام فرضی ہیں۔

جب وقت کی بے رحم لہریں اور سہاراغ سامنے
 انسان کو کھلونا بنا دیتی ہیں تو ظلم کی انتہا کر دیتا ہے۔ منصف
 نازک کے وجود سے تو سینہ کائنات روکنے کی کوشش
 کبھی کرتا ہے۔ محبت کی نسبت ہی اس کا سب سے قیمتی گہنا
 ہوتی ہے۔ کبھی کبھی تو یہ محبت محبت کی عزت و عصمت
 کے لئے جا اور لہ جا اور پوری کے فرائض سرانجام دیتی
 ہے لیکن بعض اوقات یہیں الفت اس کی عصمت رہی
 کرنے میں اپنی نام نہود میں کراں کر پاتی ہے۔ میں
 قدم قدم پر پیشانی جاگتی بہت جا رکھائی رہتی ہیں جو ہم گھنے
 دامن کے گم کو بھی خون کے آفسور لا جاتی ہیں۔ گھماری
 اور شاعر ہمیشہ درد کی سوچ رکھتا ہے، اس کے ہم را در را کہ
 اور مصلح و شہد کے دائرے بہت وسیع ہوتے ہیں۔ ان
 سے نظر انسانی، بردہریت اور انسانیت کے ساتھ ملحق
 ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں دیکھا جاتا۔ اہلی کلم کو معاشرے کی مجلس
 نمکناں دم کرتے ہوئے چہانے خود کوئی بار آد بار دیو ہونا
 پڑتا ہے۔ یہ آفسور صرف پڑھنے والوں کے فہم و
 آدے ہیں بلکہ کلم کی اصلاح کی ایک کڑی ہوتے ہیں۔



آج ہمارے ارد گرد ان کا مقدس تصور شروع ہو چکا ہے۔ ہرگز نہیں
 سال 2012 میں کسی گانا گان لہے اس
 میرا مسیحا کون؟

منہی تجزیہ کیا۔ یہاں کرتی تھیں شکر۔ اس لیے
 آئے ہوں۔۔۔ کی رو سے کہتے۔۔۔ شخصیں
 بھی گل ہوئی ہیں۔ لب دلیز کی کوٹھ
 آہستہ کی امید سے۔۔۔ ہاتھ جو ہتھی گئی۔۔۔
 کون ہے جو کھر کے۔۔۔ ہاتھ جن میں پاٹ۔۔۔
 آجکس سٹل۔۔۔ ہائے۔۔۔ سو رہی ہے ہاں
 یہ تیری ہی ماں ہے۔۔۔ یہ تیری ہی ماں ہے

آجک دن اہل مسابک سے ایک کر دیا گیا کہ مسابک میں
 شام کو لہنگہ کون ہوں چونکہ وہ اپنا لباس اٹھانے کو ہی ہے
 اس لیے میں اس کا سہارا بننا چاہتا ہوں۔۔۔ لبیل مسابک
 نے مجھے مہربان سے مشورہ کیا تو وہ دیکھ کر شانہ ہو گئیں کہ
 چلو شوگر کھینچا لے والا کو تو ہے۔۔۔ اسی دوران لو کی کو
 حاضر ہو کر بیٹھے رہتے۔ اس طرف میں طاہر کے نام
 سے مطلب کر دیا گیا۔ اچھا چنکا۔ ایش دکھائی نہیں ہوتا
 ایک اور دن اپنے کنگن ٹیبلٹ پھاڑتا ہوں میں تمہارا
 کھرے چلوں اور اپنے کھر واؤں سے فٹوں اور وہاں
 ہی ہم شادی کر کے ایک ہوا جائیں گے۔ میں نے کہا۔
 تمہارے لیے چلو۔ طاہر نے ختم مسابک سے بات کی تو
 انہوں نے نہیں طاہر کے کھر جانے کی اجازت سے
 دی۔ تم میرا جو طاہر کو کھانا دہی ٹاہر کے کھر کے
 لئے روانہ ہو گئے۔ طاہر کے والدین نے بھول طاہر کو باہر
 کے خرچہ خرچہ کے ہاتھ سے۔

میں اس وقت کے کوئی میری ماں کو مادے۔ میری تو ہیں اور
 سیکس کے شوہر میں سب کی آواز میں دپ کر رہ رہ رہ رہ رہ رہ
 ہائے والے کب دکا کرتے ہیں۔ میری آنکھوں کے
 سامنے میری جست کو زمین کی گود میں اتار دیا گیا۔ میں تنہا
 ڈوگی آقا میری ماں اور میرا باپ۔ ڈونڈ رہا۔ کسے۔۔۔
 ہرے کے سایے بھری ہوئی وہ میری گل کانا تھی۔ اس
 کے بغیر میرا کیا کون تھا؟

تاریخ میں سے تمہارے گھر سے
 آجک دن میں سے تمہارے گھر سے
 آجک دن میں سے تمہارے گھر سے
 آجک دن میں سے تمہارے گھر سے
 آجک دن میں سے تمہارے گھر سے
 آجک دن میں سے تمہارے گھر سے
 آجک دن میں سے تمہارے گھر سے
 آجک دن میں سے تمہارے گھر سے
 آجک دن میں سے تمہارے گھر سے
 آجک دن میں سے تمہارے گھر سے

قادر ہیں کہ ہم میں سے تمہارے آسرا کیسے ہیں
 میں خود اپنے کتنا روایا۔ اس وقت مجھے دنیا کی مخلوق
 ترین لڑکی لگ رہی تھی۔ کتنی دور دوری رہی تھی مجھ
 مذاتہ تک نہ ہو سکا۔ جب اس کی آنکھوں کا فرخوڑا سامنے
 پکا تو اس کے ذہن لرزہ پڑے تھے وہ دیکھ کر کہہ ہی ہو
 اے۔۔۔ اے ماں۔۔۔ اے ماں۔۔۔ اے ماں۔۔۔
 ہے کون سا دیش جہاں تم چلی گئی
 میں کسی رات تم نے تنگ تیل کر دی
 میں خاک کو پھر خاک پر چھڑا کر دی
 رشائے الٹی کی ہوں تخیل کر دی
 وقت بیٹے دھانے کی طرح چپ چاپ ہو گیا
 ہے۔ ماں کے جاننے کے بعد میں بہت بھری۔ طاہر
 نے مجھے خود اوصلا دیکھ لیکھ مرنے والوں کیس تو ہرا
 نہیں بنانا۔ میں تھکے ساتھ ہوں۔ بڑی مشکل سے اور
 کوسٹھیا۔ ماں کا ہر دم اور کرنے تک میں نے کوئی کام
 نہیں کیا۔ تخیل مسابک اور یکدم صاف سے میرا کالی
 حوصلہ بندھا لیکن مجھ سے کہہ رو بہت اور بہت کا فرق
 بہت بڑا ہے۔ وہ مجھ سے بڑی ہی ہتھی نہیں جانتے
 تھے آئیں اپنے سس ناچاں میں دیکھنا طاہر کے

آج زبانی میں پہلی بار کھر سے کسی سرواٹ کے
 ساتھ باہر گئی تھی مجھے طاہر پر انہماک تھا کھر کی ایک
 اچھا خوف غالب تھا۔ ہم سب آگے بڑھ رہے تھے
 طاہر نے ایک آواز دکھایا اور کھر نے بیانیہ کے ساتھ
 شہری ہر کوں کو بچھ چھڑا دیا۔ ایک منٹے میں دھول
 اور ایک کھر کے سامنے میں اس دور اور دھول سے آ
 اپنے لگے ہر رات کھر سے اس کھر میں کسی موت ذات کی
 کوئی گور در بارہوت۔ میں نے تھی کی آواز آنے کوئی
 شور تھا۔ ایک فحشور سے تھے آگے بڑھ کر
 طاہر سے مل گیا۔ وہ رکھا۔ اور کھر سے ساتھ چھو مسابک
 کھر اور مسابک میں اور ایک دھول دم پھٹنے سے مارو
 سا کھر دیکھ کر مجھے کھج مسابک کی آواز۔ طاہر کو ایک
 گون سے اور کھر نے اسی آواز میں کہا میرا جھانکنا
 ہے اور اسی آواز میں شادی کی تقریب میں ہونے
 ہیں۔ یہاں اسکوں ہوا ہے طاہر صاف جھوٹ بول رہا
 ہے۔ وہ لڑکھو کھر سے اس کے طرف میں طاہر کا
 برائی نہ تھا۔ مجھے ایک کھر کے میں طاہر کو مارا اور
 لڑک اور طاہر اور کھر میں جھگڑا۔ کھر نے کھر کے

شاہد اسے سہلا دیا تھا جو رکش کے باہر چلا گیا اور اسے
 دے گئے جس پر اپنا تھا۔ نیلو کے آنسوؤں سے میرے اندر
 کے اٹان کو بھجوا دلا۔ جو قوس اور جو ساحل سے اپنی
 مغزوں کے بھاسد نہ رہیں ان پر بیگنہ ذوق آئے
 ہیں۔ فرآن پاک میں ایسی قوموں کی سرگزشت ہے
 واقع الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ اگر ہم اسے صبح کا
 سوا در کریں تو شاید ہم انہیں اقلوت سے تو کیا ان
 کھانے کے ہتھار بھی مکی ڈھمیر میں بلایا گیا اور ہا
 ہے تو یہ بلوک چوب کراں۔ بڑی بی بی آواز پر جس
 قد و ساق بنی سوچی ہے اپنا آواز پھیلایا ایک کبہ دروہی
 ہتھیار میں نے بڑے خوبصورت کے ساتھ اس کے سر پر
 ہمارا لگا اور طولوں سے ماہی نیلو کو ساتھی سہیل کی کیا ہو۔
 بڑی مشکل سے پھر وہ لوگ تھے۔

میرے ساتھ جاؤں، آج سے تم میری بی بی ہو، میرا بھی اس
 دیاں سونے کی بی بی، میں بائیک کر گزارا کرتی ہیں، ایک تو
 ہم میرے ساتھ سلیے چلے ہیں میں بائیک مانگنے والی بن
 کے ہوئی تیار کوئی روئے نہیں اتنے لباس میں نہ پا کر
 تہا ہی طرف آگھا گاں کھنڈی نہیں، کبھی کہے کہے، ملاں پیٹیم
 جلدی سے ان ملائے کو چھوڑ دو میں وہ شیخان ماہر
 کھئے تھانے باہر پھانک کھینچ لیا جانے، اپنی ہجر دمکوں
 کی۔ میں مٹام کے کہنے سے میری ہنسی میں اٹان کی چپاکی
 کھنڈی گئی ہوئی تھی وہوں ان طرف بڑھتی ہوئی چلے
 کافی دور ٹیڑھے باہر ملاں کو کھانا تھا۔ ملاں کی کھانسی کے
 ساتھ اور مکی کانی کھانسی میں تھیں، اپنی ساری کھنڈیوں
 دانے سے مجب وغیرب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔
 بہر حال ملاں سے مجھ کو میری کھانسی شادی اور اپنی دلک
 قدورے پھاڑنے سے بڑا درد ہے، اور میرے اور کو نہیں ہی میں جو
 جہاں بھی اپنا زہرو ملائے ہیں اور میرے اور کو نہیں ہی میں جو
 ہی بیک مانگے گئے۔ ملاں کی دوڑ ہی میں نے اپنا سامان
 چھوڑنا ہو گا، تو فکر نہ کرو، میرے پاس سے ہی اپنا سامان
 باغداد لے جائے، مجھے وہوں نہ ہو سکوں، ملا تھا جہاں میں
 اب بیٹھی ہیں، وہوں کی نکالتی تو تھا اور ہمارا کام تھا کہ
 یہاں بہت کھانا تھا، میں ساری رات بیٹھی ملاں کے
 پاس ڈولی پر آج غائب ہوئے، میں نے یہاں کئی گراہ
 آئی۔ ملاں تو سارے دن کی کھنڈی: اپنی کھانسی میں کھریں
 اپنے ہنسی کو ہا کر کے دولی میں۔

میرے ساتھ جاؤں، آج سے تم میری بی بی ہو، میرا بھی اس
 دیاں سونے کی بی بی، میں بائیک کر گزارا کرتی ہیں، ایک تو
 ہم میرے ساتھ سلیے چلے ہیں میں بائیک مانگنے والی بن
 کے ہوئی تیار کوئی روئے نہیں اتنے لباس میں نہ پا کر
 تہا ہی طرف آگھا گاں کھنڈی نہیں، کبھی کہے کہے، ملاں پیٹیم
 جلدی سے ان ملائے کو چھوڑ دو میں وہ شیخان ماہر
 کھئے تھانے باہر پھانک کھینچ لیا جانے، اپنی ہجر دمکوں
 کی۔ میں مٹام کے کہنے سے میری ہنسی میں اٹان کی چپاکی
 کھنڈی گئی ہوئی تھی وہوں ان طرف بڑھتی ہوئی چلے
 کافی دور ٹیڑھے باہر ملاں کو کھانا تھا۔ ملاں کی کھانسی کے
 ساتھ اور مکی کانی کھانسی میں تھیں، اپنی ساری کھنڈیوں
 دانے سے مجب وغیرب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔
 بہر حال ملاں سے مجھ کو میری کھانسی شادی اور اپنی دلک
 قدورے پھاڑنے سے بڑا درد ہے، اور میرے اور کو نہیں ہی میں جو
 جہاں بھی اپنا زہرو ملائے ہیں اور میرے اور کو نہیں ہی میں جو
 ہی بیک مانگے گئے۔ ملاں کی دوڑ ہی میں نے اپنا سامان
 چھوڑنا ہو گا، تو فکر نہ کرو، میرے پاس سے ہی اپنا سامان
 باغداد لے جائے، مجھے وہوں نہ ہو سکوں، ملا تھا جہاں میں
 اب بیٹھی ہیں، وہوں کی نکالتی تو تھا اور ہمارا کام تھا کہ
 یہاں بہت کھانا تھا، میں ساری رات بیٹھی ملاں کے
 پاس ڈولی پر آج غائب ہوئے، میں نے یہاں کئی گراہ
 آئی۔ ملاں تو سارے دن کی کھنڈی: اپنی کھانسی میں کھریں
 اپنے ہنسی کو ہا کر کے دولی میں۔

ایک دن جب ظاہر آئی کہ وہ جہاں روست
 بہت زیادہ شراب نوشی کی وجہ سے بے ہوش ہو چکے تھے
 میں نے اسے سوخ گھسیٹنا چاہا اور بے ہوشی پر بڑے طاہر
 کی تیب سے باہر دانے میں گرت کی چپائی نکالی اور
 آہستہ سے لاک کھول کر چپ کھانے ان اور دفوں کی قید
 سے آزاد کر اٹھائی، مگر ان کی جانب روانہ ہوئی۔ سلام
 ہو گیا، میری کوئی منزل نہ تھی، مذم مذم کے مگلاں
 ہونے لگا کھانے طاہر کے وہب میں اور کئی بیٹیوں
 کا ساتھ کار پر گئے۔ میں سر جانا چاہتی تھی مجھے اپنا
 وجود پاک دھرتی پر لے کر چلنے کا شاید کوئی حق نہ رہا
 تھا۔ اس سے پہلے کہ تیار کی میں روڈ پر چڑھ کر کسی
 اینٹینڈ کا ٹھکانہ دیکھ کر ہنسی میں چلا گیا کہ کسی
 دینی کی سنگی ایک گئی تھی مجھے یہاں بائیک آئی
 دکھائی دی۔ مجھے شہد بیگم کی تھی، میں نے اس سے
 پوچھا کھانا مانگا۔ اس نے تو اٹکی سے لے کر اور اتنی شام کو
 کھانے بھرا گیا ماری ہے، سے گھر سے لوگ تھی ہو کہا نہیں
 ملاں سر کوئی گھر نہیں، کھانا مطلب ہے تو میں نے ملاں کو
 ڈوپے کو کھنے کا ساما رکھ کر تھوڑی آنے لگی لکڑی ماری ماری
 کھائی۔ ملاں۔ میں سر جانا چاہتی ہوں، فرخواری کی
 میرے لیے ہے، کہنے کے لیے لکڑی ماری ماری ہے۔

ایک دن جب ظاہر آئی کہ وہ جہاں روست
 بہت زیادہ شراب نوشی کی وجہ سے بے ہوش ہو چکے تھے
 میں نے اسے سوخ گھسیٹنا چاہا اور بے ہوشی پر بڑے طاہر
 کی تیب سے باہر دانے میں گرت کی چپائی نکالی اور
 آہستہ سے لاک کھول کر چپ کھانے ان اور دفوں کی قید
 سے آزاد کر اٹھائی، مگر ان کی جانب روانہ ہوئی۔ سلام
 ہو گیا، میری کوئی منزل نہ تھی، مذم مذم کے مگلاں
 ہونے لگا کھانے طاہر کے وہب میں اور کئی بیٹیوں
 کا ساتھ کار پر گئے۔ میں سر جانا چاہتی تھی مجھے اپنا
 وجود پاک دھرتی پر لے کر چلنے کا شاید کوئی حق نہ رہا
 تھا۔ اس سے پہلے کہ تیار کی میں روڈ پر چڑھ کر کسی
 اینٹینڈ کا ٹھکانہ دیکھ کر ہنسی میں چلا گیا کہ کسی
 دینی کی سنگی ایک گئی تھی مجھے یہاں بائیک آئی
 دکھائی دی۔ مجھے شہد بیگم کی تھی، میں نے اس سے
 پوچھا کھانا مانگا۔ اس نے تو اٹکی سے لے کر اور اتنی شام کو
 کھانے بھرا گیا ماری ہے، سے گھر سے لوگ تھی ہو کہا نہیں
 ملاں سر کوئی گھر نہیں، کھانا مطلب ہے تو میں نے ملاں کو
 ڈوپے کو کھنے کا ساما رکھ کر تھوڑی آنے لگی لکڑی ماری ماری
 کھائی۔ ملاں۔ میں سر جانا چاہتی ہوں، فرخواری کی
 میرے لیے ہے، کہنے کے لیے لکڑی ماری ماری ہے۔

میں نے اسے کھانے کا پیچہ خر گھر بھی دیکھا
 ہم اس کے پیچہ ہونے ان سے لڑ کر نہیں دیکھا
 کہنے لگتا ہے کہ اس کی سفا سے بھی زیادہ
 جہاں دیکھا ہے وہاں کورے بڑے لڑکے نہیں دیکھا
 ہم نے اس کی چاہت سے خود کو لڑا اور
 اب مرنے کے لیے اپنے سر کے نہیں دیکھا
 کھانے سے دانا کھان چاہت بیلے زیادہ
 ہم نے بھی کسی سے پار کر کے نہیں دیکھا
 ✽ کشور کی۔ چڑی

میں نے اسے کھانے کا پیچہ خر گھر بھی دیکھا
 ہم اس کے پیچہ ہونے ان سے لڑ کر نہیں دیکھا
 کہنے لگتا ہے کہ اس کی سفا سے بھی زیادہ
 جہاں دیکھا ہے وہاں کورے بڑے لڑکے نہیں دیکھا
 ہم نے اس کی چاہت سے خود کو لڑا اور
 اب مرنے کے لیے اپنے سر کے نہیں دیکھا
 کھانے سے دانا کھان چاہت بیلے زیادہ
 ہم نے بھی کسی سے پار کر کے نہیں دیکھا
 ✽ کشور کی۔ چڑی

میں نے اسے کھانے کا پیچہ خر گھر بھی دیکھا
 ہم اس کے پیچہ ہونے ان سے لڑ کر نہیں دیکھا
 کہنے لگتا ہے کہ اس کی سفا سے بھی زیادہ
 جہاں دیکھا ہے وہاں کورے بڑے لڑکے نہیں دیکھا
 ہم نے اس کی چاہت سے خود کو لڑا اور
 اب مرنے کے لیے اپنے سر کے نہیں دیکھا
 کھانے سے دانا کھان چاہت بیلے زیادہ
 ہم نے بھی کسی سے پار کر کے نہیں دیکھا
 ✽ کشور کی۔ چڑی

میرا سہا گون، میرا سہا گون؟
 کہاں لگتے رقت بھر گم فون کے آنسو دیا
 ہے۔ ہر لمحے کی تھندی اور مٹی آہا ہا کھنڈی ہوں گا۔

غزل

آیا تھا زندگی میں "آ کر چلا گیا
 ہمیں میرا آسپاں تھا کہ چلا گیا
 کبھی تھا ٹھنڈیاں سج کر فیروں کو تیرے تم
 تیرے گمراہ کالم میری زندگی کا گہا گیا
 کبھی جو گلتا تھا، یہاں میں میرا نام
 اب اپنے لئے سے میرا منتقل بنا کر چلا گیا
 دنیا کی "خوفوں میں بھی بے حسلو رہا
 معلوم سے روتے ہیں کبھی جو چلا گیا
 لانا تھا جن سے جن سے میرے لئے، وہ چل
 اب کانٹے ہیرے رتے میں چھا کر چلا گیا
 "سج کر میری رازوں کو سر عام
 فیروں میں اپنی بہت بڑھا کر چلا گیا
 اس کے گھر میں سے چھڑاں کو گھر کا نمون
 میری زندگی کے چہرے جو چھا کر چلا گیا
 سچا تھا سانسیں کے اسے دانا دیا
 وہ میری ہن زندگی کو انسان بنا کر چلا گیا

غزل

اسے کلے آگے پیچے خر گھر بھی دیکھا
 ہم اس کے پیچہ ہونے ان سے لڑ کر نہیں دیکھا
 کہنے لگتا ہے کہ اس کی سفا سے بھی زیادہ
 جہاں دیکھا ہے وہاں کورے بڑے لڑکے نہیں دیکھا
 ہم نے اس کی چاہت سے خود کو لڑا اور
 اب مرنے کے لیے اپنے سر کے نہیں دیکھا
 کھانے سے دانا کھان چاہت بیلے زیادہ
 ہم نے بھی کسی سے پار کر کے نہیں دیکھا
 ✽ کشور کی۔ چڑی

قسمت کے کھیل نرالی

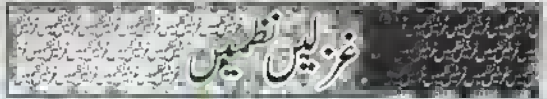
لکھنؤ... راشدہ پروتھی

جہاں اس نے وہجہ پھینکا تھا دیکھا نہ لڑکا اپنے چہرے میں چھوٹے ہاتھوں سے گواہوں سے پکڑا کر کھانے پر بڑے لمبے کا سر دبا کر تباہی پائی تھی لڑکا باپو تباہی لڑکی نے اپنے لہ لہ میں خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کا بچہ زندہ تھا، بس جیسا کہ اب اسے رحم آ گیا ہے یہ نکال لے گا مگر اس نے نکالنے کے بجائے اس بچے کو سر پہ ہاتھ رکھ کر تیسری پائی میں ڈالنے کی کوشش کی اس نے کسی چیز نے ڈس لیا، کٹاؤں سے یہ ہی گرا اور گرنے ہی کلا سہاہ ہو گیا

اس کہانی میں شامل نام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں۔

کارکن اب جو کہانی میں آپ کی خدمت میں پہنچ کر رہی، دن بالکل سچ ہے یہ بہری ایک دوست نے سنائی تھی جب میں آپ کو اس کی زبانی سنائی ہوں۔
فارین امیرا نام سجاد ہے اور یہ کہانی میرا آٹھ گھنٹہ دیکھا ہوا ہے۔ ہمارے گاؤں میں گلیہ مکے میں ایک لڑکی کی شادی دوسرے گاؤں میں ہوئی تھی وہ اپنے گھر میں بہت خوش تھی اپنی فرضی تو شادی سے اپنے ماں باپ کے گھر زندگی ہو گئی جتنی سرسراہل میں مٹی مٹی کی کسی نہ جی لڑکھاں میں ماں باپ کی عزت کا خیال رکھیں خدا ان کی خوشیوں کا خیال کرتا ہے وہ اپنے سرسراہل میں چمکا رہا چاندنی جس کی لوسے پورے گھر میں چمک رہی تھی خوشی دینا والے پر ہوا شت نہیں کرنے اسے اپنے سرسراہل میں ایک ماں گزرو کا تھا دراج کرتے کرتے اپنے بھتیجے کو بہت سے اور اہل کھانے تو تیار ہو گئی کسی لوگوں میں یہ رقم دریا جاتا رہتا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو بیٹے کی پرورش نہ کرے کھلے آئے ہیں اس کے ساتھ کسی کچھ بھائی ہوا اس کا بچہ پورے دن کا تھا اس کے ماں باپ لے آئے پھر وہ اس دن کا بہت سے بھتیجے سے انکار کر لیا آخر وہ وہی کسی ایک ایک اس کا نظارہ ہوا اس کے وہ ہوسے اس کے ساتھ اس کے ساتھ رہتی ہوئی آئی





ہم کیا کرتے؟

محبت میں جس نے آئی کیا کرتے؟
 غمی قسمت میں ہی تنہائی کیا کرتے؟
 سوجا قلم سے اگر ہر لمحہ ساتھ جو
 دل کی آواز دے گی ہر دم کیا کرتے؟
 ہوا جو قسمت تو ہم نے مرنی کیا کہیں
 تیرے بعد ہم یہ بیان کیا کرتے؟
 جب وہ آگ نکلتی ہی نہیں نہ طا
 لے کر ہم ساری زندگی کیا کرتے؟

 مرنے انہماک سے یہی کرتا: دلوں

غزل

ہی مطلق کا نام ماری کی ہوا میں کر کے
 وہاں سے ہم نے سب کو یاد دلایا ہے
 وہاں کی خوشیوں میں جتنی بھی گزرتی
 وہاں کی غم کی جتنی بھی تھکتی
 کی گزرتی ہے، گھر میں گئے، گھر میں
 کیا گزرتی ہے، گھر میں گئے، گھر میں
 مرے ہر دم کی خوشیوں میں گزرتی
 وہاں کی غم کی جتنی بھی تھکتی
 وہاں کی خوشیوں میں جتنی بھی گزرتی
 وہاں کی غم کی جتنی بھی تھکتی
 وہاں کی خوشیوں میں جتنی بھی گزرتی
 وہاں کی غم کی جتنی بھی تھکتی

رباعی ہنسوانی یاد و جدائی

گھسی کی یاد دل کے قرار کرتی ہے
 نظر طاش سے بار بار کرتی ہے
 گلے پر لٹھکے کہ ہم ہیں وہاں سے
 ان کی توہلی بھی ہم سے جا کر کرتی ہے

 شیبہ شیری، جبر آباد

غزل

تم رخصت ہوا بھی نہ کرنا
 تمہاں تک نگر توں لیا بھی نہ کرنا
 میں پھولوں اور ہوا چاہتا ہوں کہ
 تم کو نہ لے کر لے لوں گا کہ نہ
 تمہاں سے لے کر لے لوں گا کہ نہ

موت سے چمڑ کر گئی اور کیا نہ کرے
 تم چاہو میں یاد رکھتا ہوں
 کہ تم نہ چلو اور کیا نہ کرے

 فرخ شہزاد مراد علیہ

غزل

نہ پہلا خوش نہ رہتا بخیر نہ تھیں
 پہلی آنکھوں میں نہ تھی ان کی کہیں
 وہ یاد لے کر خواب غم سے
 وہاں کی خوشیوں میں جتنی بھی گزرتی
 وہاں کی غم کی جتنی بھی تھکتی
 وہاں کی خوشیوں میں جتنی بھی گزرتی
 وہاں کی غم کی جتنی بھی تھکتی

تازہ ہیں تو جس نسبت کا ملی نوز
 ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ

 شہزاد مراد علیہ

غزل

میں شاعر ہوتا تو جبر کی شامت
 تیرے نام میں تھے یہ تمام
 تیری آنکھوں کے حلقہ میں ڈوب کر
 تیری آنکھوں کا سفر تمام
 جب کسی تو میری آنکھوں کو چھو
 تیرے سے کہتے ہیں کہ وہ کام
 اگر تیری ہنسی کا کہ کام
 محبت کی کہانی سر عام لکھتا
 اگر اہدیت دے دیتا میرا خدا
 تو اپنی زندگی تیرے نام لکھتا

 محمد علیہ

غزل

کے کتب آواز میں ہوں جملہ موت
 تم سے نہ نہ ہنسنے کی ہوتی موت
 لٹھکے کہ ہم ہیں وہاں سے
 ان کی توہلی بھی ہم سے جا کر کرتی ہے

 شیبہ شیری، جبر آباد

ہم چلے جاؤ گے
 گھر کی بڑی بڑی ہنسی ہائے کا لہو ہے
 گھر کی بڑی بڑی ہنسی ہائے کا لہو ہے
 گھر کی بڑی بڑی ہنسی ہائے کا لہو ہے

ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ
 ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ
 ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ
 ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ
 ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ

غزل

کے کتب آواز میں ہوں جملہ موت
 تم سے نہ نہ ہنسنے کی ہوتی موت
 لٹھکے کہ ہم ہیں وہاں سے
 ان کی توہلی بھی ہم سے جا کر کرتی ہے

 شیبہ شیری، جبر آباد

غزل

ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ
 ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ
 ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ
 ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ
 ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ

غزل

ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ
 ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ
 ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ
 ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ
 ہر اکس طرح سے نکال نہ پوچھ

اب میں اپنی بات میں خلالت کریں تو کیسے
 نونے کو دبا جائے گا۔ مجھے تم سے
 میں یہ بات اپنے دل کی گھنٹیوں کی ہے
 میں لاکھ کر سرفروشی ہو مجھ کو
 دیکھ کر میں ہنس رہی ہوں ہر اس میں
 مجھے موت سے پہلے دل سے نکالنا ہے
 دل لڑے ہے بڑی لطف میں اس قسم
 اس لئے وہ ہے دل میں کھرا کھرا کیسے
 نیا کھلایا ہے تو نے
 مجھے جتنی دلی تیزی ہے وہاں
 گورنر کا خوسہ کر کے جلا دیا ہے وہ تو کیسے
 ادا ہوا کیسے تو کر دے چلا جائے تو نے
 شرف دار تو نے خوسہ کر کے چلا دیا تو کیسے
 ادا ہوا کیسے تو کر دے چلا جائے تو نے

کاش الیسا وہ

کاش الیسا وہ نصیب ہانا
 مجھ سے ہم نے دو ہونے
 وہ تو زندگی میں کبھی روئے عالم
 ایسا فریضوں سے چلے ستار
 میں کس کی کیسے بھولی
 چاہے مجھ کو تیرا سہارا
 کبھی اپنے جسم میں جھونے
 اگر وہ نہیں جانے تو کر تو ستار
 لب تو گستا ہے دن دہری کی سجا
 د بھول مکا ہے ہا کر قسوں اما
 کاش اس جہولے اللہ متان

دل دکھانے والے کے نام
 میں ہاتھوں پر چلا کرتے تھے
 مات دن چوکی کی انہی کا کہنے سے
 ہر تو سہا بی تو فنا کو بھڑ جائیں گے
 ہم تو اب مکا ہے کبھی کبھی کرتے تھے

خاموشی..... جھونک اس ناؤ میں کسی
 گزرتا ہے ہیں..... غصہ کی سانس
 ہائز ڈنسر ناؤ سے تھک کر اس
 نے ہنس لیا..... ہڈی تھکی
 فہ پر کھن کھن..... ایک سے
 ساد..... ہلن ہر کھیل گئی ہے.....
 غریب ناؤ کو کھن کھن..... لیکن اتنے
 برسوں.....

۶۲..... رہیں پورہ اور اللقا..... ہو مجھ

انگور محبت

تھے اپنی محبت سے آخرت ہے
 تو نے ہڈیوں کو مارنے سے تو روکا ہوا
 ہے ہڈی سے کھر کا پانی آؤد کے ساتھ
 تو نے کھر کا سیراب نام نہ پوچھا تھا
 تیرے ہنس میں ہی آخر میں موت کی نو
 تیرے رشک میں ہر بھول نہ مٹھا
 اپنے دل سے..... غریبوں کو دیکھا تھا
 اپنے دل سے..... غریبوں کو دیکھا تھا
 تو نے اس وقت آ کر تیرے دیکھا
 سہارا نہیں ملنا سہارا تو نہ

فزل

جھڑا ہے از اسان نا
 وہ مجھے ہے صاحب ہوا
 کون ہے کاش تیرے جیسا
 آنا تجھے بند لگانا ہوا
 دیکھن حسی وہاں تیرے سگ
 بڑے ہونہ دیکھو سے کئی بھگام ہوا
 تو ہے ہڈیوں میں اسے وہت جینا
 کبھی سوچتا ہے تم سے کیا معامل ہوا
 پڑتا ہوتا ہے بہت سے لوگ سے اسط
 پر نہیں گئی ہے اسے اس جہولوں نا

Too Late.....

آدھی رات کے ساتھ میں..... کس
 نے توں کہا کہ اب تو کبھی..... جانے کس
 کا توں آج ہے..... توں افکار یوں کس
 ہے..... سنی جانے کئی کس تم کم کرا
 آکر..... دیر سے دیر سے کاتب ہوا
 جہاں..... ایک ایک بار توں کتب

دکھت آجائے گاے ہاکی وہن ہے
 میرا سہرتہ ہے کہیں کرا ساتا بنا
 اپنا ہے مجھ کو تیرا صدمہ ہوا
 تا تیرا تو نہیں کئی قصدا ہوا
 ☆..... اہم لوگ سے.....

غم زمین کا

مٹسکی ہے ہم کو کس فلاجہ دکا ہے
 دل پر بھی اپنا مٹسکیا جا رکھا ہے
 پوچھے تو دنا دنیا میں کس رکھا ہے
 اک شا کا مٹن اپنا جا رکھا ہے
 محبت کا سڑو سا بھی چمکا ہے
 دکانیں کر کے خود مار کے لے گا ہے
 ہمیں کئی محبت کر گئی تھی کثرت
 ہم نے خود کو خرد سے جا رکھا ہے
 تیرا ہم کو کئی سے نہیں لیا
 تیرا ہم کو کئی سے نہیں لیا
 تو نے اس سے دل میں خفا رکھا ہے
 سب کچھ فوج کر کے اپنی بھولی بی بی ہے
 اسے کبھی محبت کے لئے جا رکھا ہے
 ☆..... انکاب ہڈیوں امیٹاں..... کجول

تیرے نام

کہا کھیں تیرے نام
 کھیں سوچوں کس نام
 کھیں جھیل کا پانی ہو تم
 محبت کی کہانی ہو تم
 پیار کے بیٹھے ہل ہو تم
 ہر اک سے نہیں ہو تم
 میرے سن کی جیت ہو تم
 میرے لہن کا رنگ ہو تم
 میں سن کتا کتب ہو تم
 چاہت کی گھن کتب ہو تم
 میرے لہن کا جسم ہو تم

محبت ہے یہ نام کی گناہوں سے
 حقیقت تیر محبت ہے شا کی گناہوں میں
 وہ دگر دے محبت تو میں کب کا رہتا
 تھ دیکھنے کی ہون میں تیرے کھر کا نا
 سرتہ ہونے والے کا نہیں ایسا دل میں
 میں نے تیرے تیرے لئے کب تک نہیں
 ہے کبھی میں تیرے محبت چاہ گیا ہے
 کبھی مجھ کو تیرا ڈنگی تو سے کھانچے
 مٹسکی میں تیرے ڈنگی کو سے کھانچے
 اسے اپنی تیرا بھری کا کھنچے
 لڑا تو تیرا سے پورہ دے تیرا کھنچے کا کھنچے
 ☆..... مارتاں کاشا

غزل
 محبت کی زبان سے جو کہ ہیں براہ ادا
 وہ جواب نہیں تو اس گریخت بھڑکے تھے
 تو نے یہ زبان کبھی کبھی مٹسکی ہو
 گھر میں کبھی کبھی سرتہ بھول جاتے تھے
 وہاں کب سے ہوتے مٹاؤ ہے.....
 ایک ایک اظہار اسے..... ڈوا کے لئے
 وہ مجھ سے اپنی کئی کئی
 وہ کبھی نہیں آئی ادا ہے تو ڈوا کے لئے
 وہ تو ہر وقت اپنا حال بتاتی تھی
 وہ نے ہر اور دیکھا تھا وہ نام نے
 وہ تو مٹسکی کے لئے ہڈیوں کی لڑائی
 کھنچ کی طرف دیکھا ہوا ہم نے
 ☆..... سرتا ہونہ تو..... کرا کرا دال

غزل
 محبت کی زبان سے جو کہ ہیں براہ ادا
 وہ جواب نہیں تو اس گریخت بھڑکے تھے
 تو نے یہ زبان کبھی کبھی مٹسکی ہو
 گھر میں کبھی کبھی سرتہ بھول جاتے تھے
 وہاں کب سے ہوتے مٹاؤ ہے.....
 ایک ایک اظہار اسے..... ڈوا کے لئے
 وہ مجھ سے اپنی کئی کئی
 وہ کبھی نہیں آئی ادا ہے تو ڈوا کے لئے
 وہ تو ہر وقت اپنا حال بتاتی تھی
 وہ نے ہر اور دیکھا تھا وہ نام نے
 وہ تو مٹسکی کے لئے ہڈیوں کی لڑائی
 کھنچ کی طرف دیکھا ہوا ہم نے
 ☆..... سرتا ہونہ تو..... کرا کرا دال

تیرے نام
 کہا کھیں تیرے نام
 کھیں سوچوں کس نام
 کھیں جھیل کا پانی ہو تم
 محبت کی کہانی ہو تم
 پیار کے بیٹھے ہل ہو تم
 ہر اک سے نہیں ہو تم
 میرے سن کی جیت ہو تم
 میرے لہن کا رنگ ہو تم
 میں سن کتا کتب ہو تم
 چاہت کی گھن کتب ہو تم
 میرے لہن کا جسم ہو تم

تیرے نام
 کہا کھیں تیرے نام
 کھیں سوچوں کس نام
 کھیں جھیل کا پانی ہو تم
 محبت کی کہانی ہو تم
 پیار کے بیٹھے ہل ہو تم
 ہر اک سے نہیں ہو تم
 میرے سن کی جیت ہو تم
 میرے لہن کا رنگ ہو تم
 میں سن کتا کتب ہو تم
 چاہت کی گھن کتب ہو تم
 میرے لہن کا جسم ہو تم

یہ کہیں کوں چلے گئے۔ ایشیانا چلا گیا
 لاکھی میں وہاں ایشیوں... چرہا
 رفتن تری انگار ہے کہ۔ ہم کیوں
 چٹا گئے پیل پیل کی نسبت سال
 کہتے مگر... کم نہ آتے سے جاوے ہے
 ہونے کہیں چلے گئے۔ نہ بچے جو چھ
 سے بے زندگی کی داستان اٹھانے۔ یہ وہ
 آگ ہے۔ بوسنقی ہمارے ہے کہ۔ نہ وہ
 کیوں چلے گئے ہم کیوں چلے گئے
 *... تینہ ہر طرف ان شہری مظاہرہ ہے

تو ہر جہرے کی کیا تھی کو
 *... تو یہ خیر خیر کیہ واپ
غزل
 چاہوں میں ہے انہوں کے ہاتھوں میں
 خود کو بھی تو ان کے حوالے نہیں کیا
 اس میں توئی نہیں انہی کو نہیں دھرا
 اس ہر کوئی کے لئے انہیں نہیں کوئی
 اب اپنے ہاتھ سے پر وہ اپنے نہیں کیا
 پیام نہیں کے حوالے نہیں کیا
 وہاں بھی نہ پاؤں تے ڈوڑ کا سفر
 منزل میں راستوں کے حوالے نہیں کر
 *... کہیں توں کھنڈہ ترقی

دل ہے کہ ہے نہ لاکھوں ٹھکانے کو
 میں تجھے اپنی فخر جا کر کہوں
 *... ناظر آگیا۔ سنی کی ہاتھوں میں
غزل
 دوسروں نے تو ان کو بھانپا ہے
 دل میں بھی ہے عہد کی سزا دیا ہے
 لاپرواہی حال کے ہر حال میں سزا عطا
 اور تو ہے ایسی پینہ کی ماہیا ہے
 وہاں لکھی کو عہد کو بھانپا ہے
 دل کو دے دو کہ پھر آگ کا پتلا ہے
 اپنی قسمت کے کہیں کھانپا تو نے ہم کو
 اور نہ آسور ہر آگ اپنے ہاتھ داتا ہے
 زہنی صورت سے بھی ہے صورت اس کی
 دلت کا چاند میں بھی سزا دیا ہے
 *... تو انہی خالی ہر طرف کا۔ ہاتھ داتا ہے

درا کی بات ہے وہ ہوا سے ہماری
 دوائے نہ مانے نہیں اتنا عطا
 اور جری شب ہوت نہ بھول چسے ۱۱
 ماننے میں آگ ہمیں جلاں جلاں عطا
 وہ بھولا کر گیا ہوا عطران
 عہد کا تم ہمیں کتنا عطا
 *... انہی ہر طرف کی۔ ہاتھ داتا ہے
ماں تجھے سلام!
 گئے ماں سے سوال کیا۔ کہ اگر
 آپ کے گدوں سے۔ جنت ہے
 چاہے۔ تو۔ آپ سے کیا چاہے
 کہ کہو اور ماہ لوف۔ آپ خدا
 سے۔ کیا ہوگی۔ تو مان لے بہت
 فرسودہ ماہ چلا۔ کہ۔ میں
 اپنی اولاد کا نسب اپنے۔ ہاتھوں
 سے گنتا ہوں۔ کہوں گی۔ کیوں کہ
 ان کی فوجی کے آگے۔ میرے لئے
 - ہر جنت چھوٹی ہے۔ انہی
 *... اور بیٹھنا پھر اور اور

دہا ہوا ہے ۱۱۔ مجھے نہیں آتا...
 تو تو کوئی ماٹھ کی کوئی۔ بگڑیں
 کیا کروں گی مجھے اور ہر کوئی نہیں
 ۲۱۔ تم تو ادا ہے ہر مجھے فوٹات
 کرنے کا طریقہ بھی نہیں آتا۔ تم تو
 بہت چالو آدمی ادا ہے کہی۔ میں
 کھانا کھنے نہ دے گی مجھے ہاتھ نہیں
 ۲۲
 *... ہر کوئی ہوا ہے ہاتھ داتا ہے

بے وقتا کے نام
 لاکھوں دل چاہا تو نے ساتھ چھوڑ دیا
 ہے۔ سا دونا کا تو نے توڑ دیا ہے۔
 *... تو ہی میرا کیا رکھا اب

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 مجھے ہے ہر پہ پہ ہر طرف
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 مجھے ہے ہر پہ پہ ہر طرف
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 مجھے ہے ہر پہ پہ ہر طرف
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 مجھے ہے ہر پہ پہ ہر طرف
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں

بے وقتا
 ایک ہوا میں اپنی خدمت دہی
 میں بھی تو دل کی بے حالت تریں
 ہر قسم کی انہوں کو کہا ہے میں نے
 ٹیٹ سے کہوں میں جاہن سے بھی
 تو کہتے کہ مجھے ہے سالم ہے ہر
 نے نہ بھی کہوں کی بہت نہیں کہیں
 ایک دست ہے ہر آگ ہوئی نہیں تو
 ایک سر سے ہر کی صورت نہیں
 *... ہاتھوں میں



پندرہ اشعار

ا ایاں تیری چہنت ہمیت کی جہک آگے
گماواں تیرے گھسے ٹھوسے ہر دھڑ دھکا
ہو اہم لکھل کر لہجہ صفا صاحب

اساس کے انداز چلے جاتے ہیں ورنہ
آہل بھی اسی ہی رہنے پنے میں کھین بھی
ہم جو شیر ایشی - آئین
انسان کی خواہش کی کوئی انتہا نہیں
وہ گزرتا ہے وہ دکھن کے بند
ہاں کاٹھ گھونڈ - سنوں

بہارِ حشقی ہے یا شوقِ حشقی
گر تیرے دیکھ کر ہوتا ہے کھربا ہے
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

اپنی صورت سے جھپٹی ہاتھ ہادیوں کے
گر ایشاد بھی نہ تم کو دعا دیا کے
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

اسے مندر کا قول ہی جانتے گا کہ عفا
وہ چھ مٹا کر جو قسمت میں نہ ہو
ہی کہ تیری جی بھری ہوتی کہ تیرے ہونے

ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

ہی نہ تیری گھولنا گمانے گمانے ہونے
مہ تو تیرے ہی ہونے کے آگے
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

انسان کی فطرت کو گھنٹے ہیں گھنٹے
ہی تیری گھنٹے سے ہلا کر تیری گھنٹے
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

اپنے کاروں میں کسو کے گھنٹے
ہی تیری گھنٹے سے ہلا کر تیری گھنٹے
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

☆ وہم یعقوب - چکولہ
ہم کی ہنسی کے سر سے لڑی ہو جتا چکران
کہ ہے ہجر ہجرہ اور سر پہ لہریں سے لاکھن

ہم کی ہنسی کو ہی ستارا کی ہزات ہوگی
خوشیوں میں ہم کی ہزانتا ہے وہ ہزانتا ہوگی
☆ ماہد نقی صاحب - ماہر نقی

ت لکھنؤ ہفت روزہ کے ہر ایڈیٹر کو
مرازا دیں صرت کھینے سے ہاتھ صیرا
☆ عمران بلوچ - کراچی ٹیلی ویژن

خ غائب ہو کر گھمکے ہواں کو گھمکے ہواں سے
آئینے میں ہماری دکھ ہے ہوا کا شکل ہے
☆ محمد رفیق صاحب - ہر ہر ہوا ہوا

ج ہر صبح وہ جھونڈا مومن بنا بیٹھے ہیں
ہزاروں سرگے ہیں ہر آنکھوں پر بیٹھے ہیں
☆ محمد رفیق صاحب - ہر ہر ہوا ہوا

ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

د جب بھی کبھی ضمیر کا سونا ہو دستوں
تاکم دور حسین کے انکار کی طرح
☆ خان صاحب - جامع ہجر

ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

ن جان کر بھی وہ دیکھے جانے نہ پانے
آج تک وہ دیکھے پھول نہ پانے
☆ خان صاحب - جامع ہجر

ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

ہ ہم پھرے تو ترک عشق کے باز ہو
وہ مسکلا وہ ہر صبح ہی اسی کا
☆ خان صاحب - جامع ہجر

ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

ز دل میں سے تیرے قدم لادنا سر کاٹنا اور نہیں
کھول کر کیسے وہ کھولیں اس کا دہانہ نہیں
☆ خان صاحب - جامع ہجر

ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

ح چہانے ہاں چہانے کی لڑکے انھیں میں مٹانے
جانی ہوتے ہر کی ہونے ہونے ہونے ہونے
☆ خان صاحب - جامع ہجر

ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

ز زندگی میں تیرے ہونے کی ہنسی نہ ہونے
کہ صرت تیرا رہنے کی تجھے ہنسا ہنسا
☆ خان صاحب - جامع ہجر

خ زانے سے ہوا ہنسی تجھے اپنا ہنسا تھا
یہ میری ہنسی تھی کہ تیرے ہونے کا لہجہ تھا
☆ خان صاحب - جامع ہجر

ا سرور شوقی کی شہاب وہاں سے دل میں ہے
وہ کہا ہے وہ کہا ہوا ہے ہاتھ میں ہے
☆ خان صاحب - جامع ہجر

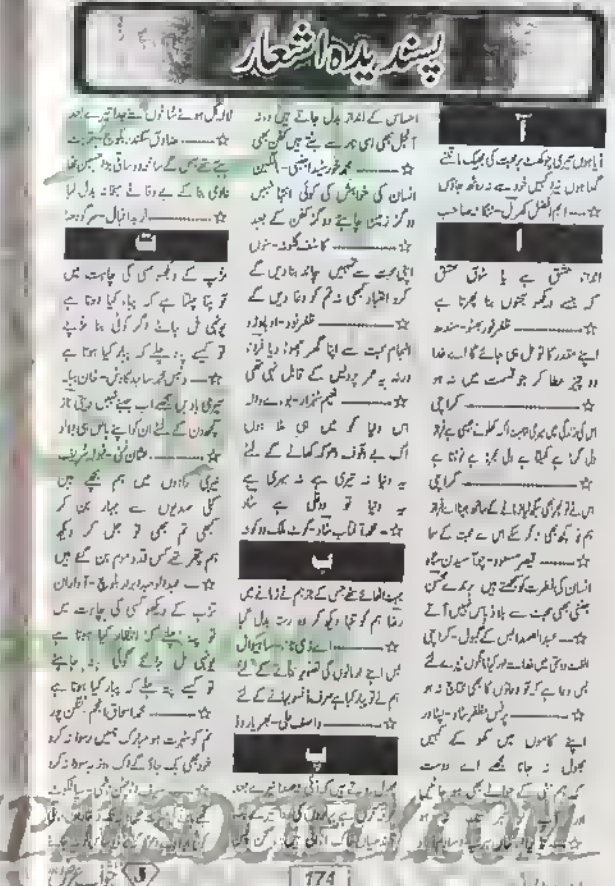
ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

ب ہمارے ہونے کی ہونے کی ہونے کی ہونے
ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

ت ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

ث ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ

ج ہم جو غمگین ہوں - سندھ
ہم جو غمگین ہوں - سندھ



یہیں ہیں انھیں ہی یہی جذبہ غریزی ہوگی ہے
 کیا تم نے اپنا ساری کجی ہماری تھی ہے
 کسی پر کون تجھ سے کس سے کون میں شاہ
 سہام کے پیرہ شہزادہ ہوں پکی ہے
 ☆☆ سہام کی بیوی مراد بیگم - بیوی مراد بیگم
 مر بہت جی دعا کرتی نہ آئی
 تیرے دل کی بیٹیوں میں سہام سے نہ آئی
 پتھوواں کہا ہے سب سے بہتر سہام کو کہا
 وہ کہتی ہے تجھے دعا کہتی نہ آئی
 ☆☆ بیگم مراد مراد برہی - سب
 عشق کی بار بار وہ اعلان نہ تو کہی قائمہ
 دل ہو جان جو دلدار نہ ہو تو کیا قائمہ
 پار وہ دلدار ہوجو پار نہ ہو تو کیا قائمہ
 ☆☆ سہام کے خاندان کو دل - سہام سہام
 عشق نہیں کی قوم ہو کسی سے پہلے جانے
 ☆☆ کہنے ان کو چاہا ہے لاکھوں میں کہتی ہیں
 ☆☆ انہی دعا کہی سچا - چہرہ

غ
 غضب انھیں تم آ رہا ہے وہ کہ مصلیٰ ہے
 لائے اپنے ہاتھوں سے تیری قوم سے ملے
 ☆☆ عید پر ہاتھ پر جگر کھڑی

ف
 فراق وہ ہیں جن میں تیری مہبت میں کہا یاد
 جو کجا آ رہے اسے تجھے بہت جو مانے
 ☆☆ تو ان کا - سبیب
 یہ ہوتی تو غرض ہے - لاکھوں کی دلی
 آ رہا ہے وہ ان سے منہ نہ ہوا تیری مہبت
 ☆☆ غلام تیرا دل - دل کی تیرے پاس

ق
 قسمت ہے انھیں ان تیرے دل کو دلا کر
 جس سے وہ ان کے دل کو لگا گیا

☆☆ عرصہ مراد مراد مال
 کئی ہزاروں کوئی مخر کافر دہائی
 دن بہت ہوئے ہزاروں سے مناجات میں کئی
 ☆☆ کوئی مخر کافر ہوتے مگر میراں
 بھی زندگی سے دعا کر کے مانے
 تو بھی موت کی دعا کر کے روئے
 جرب پہلنے ہیں لڑائیوں کے سے وہ
 کہی دعا کر کے مانے بھی دعا کر کے مانے
 ☆☆ اندر سے وہ
 حکومت کی رہی ہے ان میں دل ہوا ہوا
 دعا مانگی ہم میں کس جگہ تیری ہونے
 ☆☆ مراد نظر ایسی - کہو
 کتا ہے - بارہ بی بی نظریں کے
 دوڑ رہا بھی نہ ملی کہنے یاد میں
 ☆☆ مراد بی بی نظریں کوئی مکرمل
 کہ تھا ان سے نہیں ان فرس - بل کہل
 اب لانا ان سے تیرے دل سے بھی
 ☆☆ آگے کو رہا رہی - مگر عطر
 کسی کا مہول ہانے میری تیری ہانے
 میں ان جلاہدہ کوئی میری تیری ہانے
 ☆☆ فراق میں زمان - بیاریں - بیاریں
 کچھ لوگ دیکھتے ہیں مدعو ہاتھ میں
 کو کراہ دیکھتے ہیں دل میں ان زمانے میں
 ☆☆ عورتان - سولہ - سولہ
 بجز آگھوں کا کسی میں شامل ہوتا ہے
 عرو لوگ اسے ہمیں شہد ہوتے
 کتا ہے یہاں - تیر کو تو اس کے ہاتھ
 ☆☆ سلام میرے مراد
 کسی کی بی جال کوئی نہیں بل کہے
 ہوتی ہوتی میری ہونے کو رہتے ہیں
 لڑتے تھے سب ہوں - تیرے تیرے
 کئی کئی جہانوں کو

ک
 کچھ ہونے میں کہتے کاتے کاتے
 تو جو جا رہے تھے کاتے کاتے
 ☆☆ میں ان میں
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

ک
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

☆☆ تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

ک
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

ک
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

☆☆ تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

ک
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

ک
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

☆☆ تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

ک
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

ک
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

☆☆ تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

ک
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

ک
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

☆☆ تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے
 کئی نہیں ہر دور کئی روزوں میں ہوں
 عیبی ہر قسم سے میری ہانت کا
 ☆☆ تیرے تیری - ہونے
 میرے ہونے میں کسی کی تیرے تیری ہونے
 کاتے کاتے تیرے تیرے تیرے تیرے
 ماہر تیرے تیرے تیرے تیرے

ماں سے پیار کا اظہار

✽۔۔۔ میری اپنی جان، میرے ابو جان، میری بیٹی میرا سب کچھ ہیں اللہ تعالیٰ میری پروری اپنی کئی حاجت خوش و خرم دیکھے اور رحمت سے سب کو۔ (ایم خالد محمود سانول۔ مراد)

✽۔۔۔ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں، اللہ میری ماں کا سارے میرے سب پر ہمیشہ دیکھے۔ (ذہیر سافر۔ مقدم رشید)

✽۔۔۔ میری باؤں! میں جب میں دن بھر کے کام کر کے تھکا ہوں تو وہ یں مجھے جھپٹا دیتی ہے اور وہ سپردا ایسا ہیاد ہوتا ہے جو میرے سادے کم فریوٹوں میں بدل دیتا ہے۔ (دیکش ارشد۔ سوہی فریب)

✽۔۔۔ میں میری پردہ کی ماں کو بی بی زہرا بنت میری فریوٹ دیکھی میری تجھی میں شان میری ماں میری کو اللہ سزا سلاط دیکھے۔ (گلشن فاؤ۔ تحفہ قریشی)

✽۔۔۔ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتی ہوں، میری ماں مجھ کو ماں ہے اس کے قدموں تلے جنت ہے۔ (رضوانہ بی بی ان)

✽۔۔۔ میں اپنی ماں سے بہت بہت پیار کرتا ہوں، میری ماں کو دنیا کی تمام ماؤں سے پیار ہے۔ (محمد انوار بی بی انور)

✽۔۔۔ میں اپنی ماں سے بہت بہت پیار کرتا ہوں، میری ماں سے بہت بہت پیار کرتا ہوں، میری ماں سے بہت بہت پیار کرتا ہوں، میری ماں سے بہت بہت پیار کرتا ہوں۔ (محمد انور بی بی انور)

اپنی بہنوں سے کبھی ہمیں ایسا دیکھنا چاہتے ہیں اور ہمیں دوسرے بچوں کی ماں کی دعاؤں اور اداؤں کے ساتھ ہمیشہ بہت ہنس مکھ اور ہنسنے میں شغول رہتے ہیں۔

✽۔۔۔ میری ماں میری زندگی کا مرکز و محور ہے میری ساری خوشیاں میری ماں کی بدولت ہیں، خدا سے دعا ہے کہ میری ماں کو قیامت و انجام قائم دیکھے۔ (دبم اور شاہد اسماعیل بی بی انور)

✽۔۔۔ ماں سے پیار کا اظہار ہمیں لفظوں میں نہیں کر سکتی۔۔۔ لیاں سے اس کے گلے میں دھکا دیتی ہوں، میں اس کے ہاتھ سے نچا نہیں دیتی۔ (ایم نقاری۔ فوشرا)

✽۔۔۔ ماں کے نظریے کا کائنات دیکھتی ہے، ماں آنکھوں کی غلطی ہے، ماں کا سارے ہمیشہ زور سلاط رہتے۔ (محمد عمران بی بی انور)

✽۔۔۔ مجھے اپنی ماں سے بہت پیار ہے، ماں اللہ کی طرف سے ایک انعام ہے۔ (چہدری الخالی۔ وحی مہمبر)

✽۔۔۔ ماں ایک ایسا جادو ہے ایک ایسا احساس ہے جس کے بغیر انسان باطل اور جبار ہوتا ہے، باطل ایسے پیسے والی کے بغیر باطل اور جبار ہوتا ہے۔ (حاجان بی بی۔ شریف)

✽۔۔۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہے، ماں جس جگہ کھڑی ہے وہ جگہ جنت ہے۔ (محمد انور بی بی انور)

سے نرسب پانچ ہے، ماں کا قدر کردہ میں اپنی ماں کی نیکہ دیکھناؤں کی بدولت کا پیار ہوں۔ (انجلی علی نقی۔ کج کرمان)

✽۔۔۔ ماں جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے، اس لئے ماں کی خدمت کرو اور اپنا مستقبل سولہ کرو۔ (سوراز پراہ)

✽۔۔۔ اب زندگی ماں کے ہم ہے۔ (کامران بی بی۔ ہلائی)

✽۔۔۔ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں، میری ماں میرا دل ہے، میں اللہ سے، میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ سزا دیکھتا ہوں، گر اس نے ہمیں ماں ہمیں ہستی دتی ہے۔ (علی نور۔ مزار۔ کج کرمان)

✽۔۔۔ ماں کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے، گناہ اللہ تعالیٰ نے ماں کے قدموں تلے جنت رکھی ہے۔ (ادرا زہرا بی بی۔ بہت پیار کرتا ہوں، میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں، میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں، میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ (محمد عمران۔ دشنام۔ لوگ موز)

✽۔۔۔ میری ماں بہت پیاری تھی، سب حالتے والے اس لیے تک بہت پیار کرتے ہیں۔ (ذہیر احمد خان۔ ایام آباد)

✽۔۔۔ ماں سے بہت پیار دیا میں کوئی راز نہیں، ماں کو کوئی باطل نہیں، (میرا بیٹی۔ کج کرمان۔ بی بی انور)

✽۔۔۔ ماں کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے، ماں کی خدمت سے اون دیکھتے ہیں، ماں کی خدمت سے اون دیکھتے ہیں، ماں کی خدمت سے اون دیکھتے ہیں۔ (محمد انور بی بی انور)

کی اس نے وہوں جہاں پائے۔
 (نیل ندا شہرہ کی۔ شہرہ
 نہیں)
 ۳۰۔ گداؤں ہے سب بیک
 بھائیوں سے اپنی ماں کو خوش کھو،
 اس کی خدمت گرو اس کی ایک
 ہی نہیں کافی ہے۔ (جنرل کورنل۔
 کرنل)
 ۳۱۔ اگر میری کامیابی کا کوئی
 خلاصہ سینہ دو میری ماں سے
 (شیش اللہ شاہ۔ ننگی سرد)
 ۳۲۔ اس ایک باغ کی مانند ہے
 جس طرح باغ میں گی گروں کے
 پھول ہوتے ہیں باغ کی طرح
 ماں کا پروردگار لاکھوں گروں کا ہوتا
 ہے۔ (مرد روز بازار۔ 377
 سہ)
 ۳۳۔ زندگی میں سے لوٹ پیار
 ماں کا ہے، ماں کے بغیر گھر کی کوئی
 روٹی نہیں، میری ماں میری جنت
 ہے۔ (شیخ حیدر وادف۔ محب
 پور)
 ۳۴۔ اسی جان تم سے چمڑے نو
 کافی اور سال بیت گئے پر بے دم
 بادیں کسی غمی میں ہمیں نکلی لینے
 رہیں۔ اسی آپ بہت یاد آتی ہو۔
 (میران بیگم۔ ند پانی)
 ۳۵۔ اگر ماں نہ ہوتی تو نہ ہوتا مارا
 چہاں ہوتا نہ ہوتا میری دنیا، وہی ماں
 کی ہوتی نہ دنیا میں گم و سکون
 ہے۔ (میران بیگم۔ آدھ لکھ
 روٹی کی۔ ماں جسٹل کی۔ ۳۰)
 ۳۶۔ اسی جان میرا گھر اور

ہے، مجھے اپنی گود میں جگہ دو۔ دیکھو
 زمانے والوں سے مجھے دلوں سے
 چودھو کر دیا ہے۔ (میران بیگم۔
 لکھن)
 ۳۷۔ ماں تو سدا سلامت ہے،
 ماں ایشیا چھاواں، ماں کے
 ساتھ ہی ہوا ہے۔ (میران بیگم۔
 کھلاکت)
 ۳۸۔ میں میری محنتوں کو سلام،
 تیری وجہ سے زندگی میں ابلا ہے،
 اسے ماں سدا سلامت و خوش روز
 خدا آپ کو بھی زندگی دے۔
 (نور امین اللہ توفیق کی کھلاکت)
 ۳۹۔ ماں دنیا کی سب سے عظیم
 نعمت ہے۔ ماں تو درود لفظ "ماں"
 کہنے سے اذان کو گھنٹا بجاتی
 ہے۔ (مصلح گورنر اوزار)
 ۴۰۔ میری سچ، میری شام
 میری ماں۔ زندگی میرے سہم
 خزانہ میرے قدموں پر تھامی۔
 (میران بیگم۔ گورنر اوزار)
 ۴۱۔ میں میری زندگی کا مندر
 صرف تم ہی، ماں تم سے ہاں میں
 خوش روز دو۔ (آرڈر طلبہ۔ جمہور
 سٹی)
 ۴۲۔ ماں ہی وہی اور سچی ہے جس کے
 ہر ایک کے بغیر یہ دنیا دور
 ہے، چاہا گیا اگر کوئی سچی کرنا ہے تو
 وہ ماں ہے جو اپنے چہل پر جان
 دیتی ہے۔ (میران بیگم۔
 ۴۳۔ اپنی ماں سے بہت محبت
 ہے۔ (میران بیگم۔
 ۴۴۔ ماں جسٹل کی۔ ۳۰)
 نام تک۔ (میران بیگم۔

(میران بیگم۔ شہرہ)
 ۴۵۔ ماں دنیا کی عظیم ترین نعمت
 ہے، ماں کے بغیر گھر گھر نستان ہے،
 ماں کے قدموں کے بہت ہے۔
 (میں کل کشور۔ نستان پور)
 ۴۶۔ میں اپنی ماں سے بہت
 پیار کرتا ہوں، ماں کے بغیر میری
 زندگی نہیں ہے، ماں میری جان
 ہے۔ (مظفر علی بیگ۔ ساہیل پور)
 ۴۷۔ ماں تو ماں آدمی سے ستوں،
 پر گھر کی کوئی ماں کا پیار ہے مگر
 تم تو بہت انسان تو ماں نہیں۔
 (سرور اقبال۔ سرور اوزار)
 ۴۸۔ وہ ماں ہے جو بڑا اپنے
 بچے کو کاوتی ہے، اپنے ملک میں
 جتنی کیوں نہ ہو اس کے لئے ہر روز
 ہے۔ (دکان بیور۔ چٹان)
 ۴۹۔ اسے میری بیانی اس کا
 گرو آپ کی گود ہے کہ بوت
 آپ کی سچی بائیں آج آپ کی
 عزت و احترام کرنے سے ہی بڑی
 کوئی ہم کوئی ہے۔ (میران بیگم۔
 تندر لفظ)
 ۵۰۔ ماں کے بغیر گھر بہت ہی
 وہاں ہے، ماں اللہ کا سب سے
 جتنی کوئی اللہ کا سب سے ماں کا
 اس کا نام کرتا ہے۔ (نظام عباس
 بونٹی۔ شہرہ پور)
 ۵۱۔ مجھے اپنی ماں سے اتنا پیار
 ہے کہ میں جان نہیں کر سکتا، وہ دنیا
 کی اصول ہی ہے، اپنی اللہ کے
 لئے وہ جی سے بڑی قربانی دے
 گئی ہے۔ (دستان دیوان۔ فیصل

۵۲۔ میں اپنی ماں سے بہت محبت
 کرتا ہوں، جس لئے میری ہر
 خواہش کو پورا کیا، اللہ میری ماں کو
 ہزاروں پائی دیکھ کر گناہ۔ (سید
 مبارک علی شکی۔ کام پور)
 ۵۳۔ میں اپنی ماں سے بہت پیار
 کرتا ہوں، جس اس کے لئے
 بہت محبت سے انتظار کرتا ہوں۔
 (عبدالغنی۔ لفظ آوار)
 ۵۴۔ میں اپنی اسی سے بہت پیار
 کرتی ہوں، اللہ تباری ماں کا سا
 بیٹے دار سے ہر پر سلامت دگے۔
 (مظفر علی شکی۔ فیصل پور)
 ۵۵۔ میں اپنا بیٹھا لفظ ہے
 جس کو کہنے سے سزا دیا جاتا ہے۔
 (مظہر عباس انجم۔ حاصل پور)
 ۵۶۔ میں ماں سے بعد بہا کرنا
 ہوں کیاں کہ ماں ہی میری جنت سے
 اور ماں کے بغیر گھر نستان کی طرح
 ہے۔ (شیراز جہاں شہزاد)
 ۵۷۔ جو جنت حاصل کرتا چاہتا
 ہے اور اللہ اور وہوں سے محبت کرنا
 چاہتا ہے، وہ ماں سے محبت کرے،
 جس کو ماں کی دعا ملی گی اس کے دبا
 ساقی۔ (سید ابراہیم)
 ۵۸۔ جس طرح ماں کی دانی دانی
 کی بیٹی پر تمام کر کے اپنے بچوں
 کے لئے اپنی ہی ہم بھی اپنی ماں
 کی خدمت کریں کیونکہ جان کا ہر دم
 احسان ہے۔ (میران بیگم۔ فیصل پور)

۱
 ۱۹۷۱

تھے گھوڑے اپنے آب سے کہ
کچھ ہرگز نہیں۔ دولت کے لئے
ساہت والا شاہد اور قافل نہیں
بھگتا۔ (نرس نارنگر)

تھے گھوڑے ان لوگوں اور لوگوں
سے دوستی کے ساتھ دوستی کا چھوٹا
دوامہ کرنے ہیں۔ ان کو معلوم نہیں
پریشانی کا کیا راز اور پھل ہے۔ (محمد
انبال جنس، سنگی بالا)

تھے گھوڑے اپنے دوستوں سے جو
مجھ سے اور مجھ سے ہیں۔ (مکان
ابو حمزہ، داک)

تھے گھوڑے خود سے کہ میں اتنا
کرسد کیوں اپنے زب جو اب عرض
سے اور رہا۔ (میر شاہ احرار -
مظفرآباد)

تھے گھوڑے بے دلا لوگوں سے جو
لوگوں کی زندگی کے ساتھ کہتے ہیں
انہیں دھوکہ دیتے ہیں وہاں والے گھر
بھر توڑتے ہیں۔ (سپتر اداں
سورجی - مظفرآباد)

تھے گھوڑے شہزاد صاحب سے
"اگر کوئی تم میرا تم نہیں
کہو گرا"۔ (ملا مصرح شاہگ
دیاس کے بعد بے آغا - "ہوئی
جبر سے ساتھ بھی لکھا ہے وہاں تم
سوچ نہیں سکتے"۔ (شورعلی)

تھے گھوڑے ان لوگوں سے جو
سکون کی خاطر جانے نہیں
تھے گھوڑے ان لوگوں سے جو

شاہی کرتے ہیں اور ہی سوزی
آگے خود سوچ۔ (سراج خان -
کرک)

تھے گھوڑے اپنے دوست
آس سے کہ وہ مجھے بہت کم ترنا
ہر وقت کا میں صرف رہتا ہے۔
(نمبر اچھو گول - لال پوٹی)

تھے گھوڑے ان لوگوں سے جو
ضمیر اور آگے کرتے ہیں۔ (شاہ
آقبال - ننگ - کرک، چندی)

تھے گھوڑے شہزادہ جی سے جو
میرا کرنا بہت ہے۔ (میرزا
غریب آبادی گی کرکی کی نظر
اسے ہیں۔) (میرزا شوان آفریدی -
تبدنگٹ)

تھے گھوڑے ان لوگوں سے جو
شاہی کے بعد ہی والدین کا احترام
نہیں کرتے، گاؤں اور اہل
کریں۔ (گھر ایشل جواد - کالا
پاٹی)

تھے گھوڑے اگل شہزاد سے جو
انہی تلخ شاہی نہیں کرتے بہت
خبردار کرنا ہوتا ہے۔ (اس صاحب نظر
سواں)

تھے گھوڑے عام چرک سکتی
والے سے کہ وہ لکھا میں ہے
جواب عرض ہوتا ہے۔ (محبوبی
کوہلو، لڑائی)

تھے گھوڑے ان لوگوں سے جو
تھے گھوڑے ان لوگوں سے جو

میں دیکھو، اور اہل کا دل دوسری
پانچ صاف اور صرف اپنا مدار
سوجتے ہیں۔ (گرمیان نئی باری -
بھاگ گریں)

تھے گھوڑے A سے کہ میرے ہار
کو نہیں سمجھیں، مجھ سے میرے
پیارا کا احساس ہو۔ (ساجد پریز -
نظر حیران)

تھے گھوڑے اپنی زندگی سے جو
باد میرے ساتھ بہت بڑا مکمل کھلی
سے اور مجھے صرف تجاویز اور
تعمیرات سے سوا کچھ نہیں دیتی۔
(مکھنن زور خٹہ قریشی)

تھے گھوڑے اہم سے ہر وقت
پارسیوں کو جانی ہے، بلیز مجھ سے
تاریخ سے ہو۔ (مباحث احمد خان -
سراج آباد)

تھے گھوڑے اپنے دوستوں سے جو
کے پی کی فوج نہیں کرتے اور سنے
سکتا ہوں۔ (احمد رسال -
بڑوں)

تھے گھوڑے اپنے دوستوں سے جو
اور حصار ستھرا سلطان کیف سے
کہ وہ بڑے بڑے تاراش ہے۔
(گرمیان لال پوٹی - پانی)

تھے گھوڑے ابو صاحب سے کہ
وہ اسانی سے شہزادے کرتے۔
(سواں - خان پور)

تھے گھوڑے ان لوگوں سے جو
دوست تو ہوتے ہوتے کرتے ہیں
میں نہیں کرتے۔ (سیر
مظفرآباد)

تھے گھوڑے اپنے گلی دوستوں
سے جو حرات اور لافنگ ہی ذون بندہ
کر رہتے ہیں۔ (انسان مراد
نصاری - گرمیان)

تھے گھوڑے ان لوگوں سے جو
دہراں کو کھانگتے ہیں۔ (انیم
مظفرآباد - پانی)

تھے گھوڑے اپنے لوگوں سے جو ہر
وقت اپنا کھٹی نام سواہل کاٹھ پر
شاہی کرتے ہیں۔ (نام غوث
مظفرآباد)

تھے گھوڑے اپنے آب سے کہ
میں لوگوں پر وقت اپنی سانس سے
لوٹا رہتا ہوں، اسے تک کرتا
ہوں۔ (ظہیر احمد ملک - شیدائی
شریف)

تھے گھوڑے اپنے لوگوں سے جو
ساتھ ساتھ کرک میں لائے ہیں
کے پی کی فوج کے لئے کچھ کر
سکتا ہوں۔ (احمد رسال -
بڑوں)

تھے گھوڑے اپنے دوستوں سے جو
چوٹی پائوں پر تھا وہ جانی ہے۔
(آغا صاحب بٹوٹی - بٹوٹی)

تھے گھوڑے ان لوگوں سے جو
دینی کو نام پاس کہتے ہیں۔
(میرزا لالی احمد - سن پور)

تھے گھوڑے صرف شہزادہ بھائی
سے جو میرا شہزاد نہیں کرتے۔
(بھٹی اقبال - انک)

تھے گھوڑے اس گھر سے کہ وہ انا
ملی دیکھتا تو کہیں۔ (اسے ڈی
تار - ساہوال)

تھے گھوڑے نامتو اسم گھر غلام
اور اخبار لونی عرب کیگا، ۱۱
وقت مجھے عزت دے تین۔
(کاشف گوان - بڑوں)

تھے گھوڑے مختلف ہنر سے کہ
۱۱ بے ہنر ہو جائے۔ ۱۱ سال ہو
میں نہ دیکھتا نہ ذون کیا۔ (ستہ
ملاؤگ علی - تاج پور)

تھے گھوڑے ان لوگوں سے
۱۱ گھوڑے ان لوگوں سے جو
۱۱ گھوڑے ان لوگوں سے جو

تھے گھوڑے ان لوگوں سے جو
۱۱ گھوڑے ان لوگوں سے جو
۱۱ گھوڑے ان لوگوں سے جو

تھے گھوڑے اپنی دوست B
پور سے کہ وہ بچتے ذون بے دان
ساتھ اپنے کرک میں اور سنی کے
دوست کرک میں لکھا تھا اس نے
نمبر بند کر دیا، کوئی دلی نہیں
کرتی۔ (مافقہ بٹل - کرک، آڈو
ظہیر)

تھے گھوڑے ان لوگوں سے جو
۱۱ گھوڑے ان لوگوں سے جو
۱۱ گھوڑے ان لوگوں سے جو

تھے گھوڑے ان لوگوں سے جو
۱۱ گھوڑے ان لوگوں سے جو
۱۱ گھوڑے ان لوگوں سے جو

تھے گھوڑے ان لوگوں سے جو
۱۱ گھوڑے ان لوگوں سے جو
۱۱ گھوڑے ان لوگوں سے جو

تھے گھوڑے ان لوگوں سے جو
۱۱ گھوڑے ان لوگوں سے جو
۱۱ گھوڑے ان لوگوں سے جو

www.PAKSOCIETY.COM

آپ کا بہترین دوست کون ہے؟

میرا بہترین دوست میرے دوست نہایت ہے جس میں شہزادہ عالمگیر صاحب ہمارے بہترین دوست ہے جو ہمارے دلوں کی آواز بنتے ہیں اور "ذاتی مسائل" کے لیے ہمیں دکھوں کا علاج کرتا دکھانے سے۔ شہزادہ صاحب زندہ اور (مردودہ راستہ - جرنیوال)

شانی - پیروال

میرا بہترین دوست نصیر اور

فرمان احمد ہے جو کہ مجھے کبھی بھی غرض نہیں ہونے دیتے بلکہ کبک دوسرے سے انکار کرتا کہ میں بہانہ نہیں کر سکتا۔ (ذائقہ و ذہن و دماغ)

میرا بہترین دوست ایس ایف

میرا ہے۔ کیوں کہ وہ میرا ہمراز ہے اور میں اس کے ساتھ اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتا ہوں اس کی وجہ سے کہ اس نے آج تک میری حوصلہ شکنی کبھی نہیں کی اور مشکل وقت میں میرا ساتھ بھی دیتا ہے۔ (حافظ فیاض احمد کھٹک)

سایہ پیرال

میرا بہترین دوست عرواز

پاشا، بڑا اور احمد آکاش، مجھے اہم جانتی ہے سب میرے بہترین دوست ہیں، ہر لمحہ اپنے پیار میرے کمال اور ایس ایم ایس سے مجھے یاد کرتے ہیں۔ (جنرل اکرم دینی - سسر آباد)

میرا بہترین دوست گلپڑہ کر مراد

اس کو میں نے تو امریکہ میں بھی دیکھا ہے اور وہ میری زندگی سے اور دو شہزادوں کی بھی دوستی ہے۔ (جنرل فیاض احمد کھٹک)

میری بہت سی تو بہر دوست ہے۔ کیوں کہ مطلب لڑائی ہوتی ہے۔ (میراج خان - گرجک)

میرا بہترین دوست میرے بہت سے دوستوں میں ہیں جن میں میری بہت سی دوستی ہے۔ (میراج خان - گرجک)

میرا بہترین دوست میرا بہترین

میرا ہے۔ کیوں کہ وہ میرا ہمراز ہے اور میں اس کے ساتھ اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتا ہوں اس کی وجہ سے کہ اس نے آج تک میری حوصلہ شکنی کبھی نہیں کی اور مشکل وقت میں میرا ساتھ بھی دیتا ہے۔ (حافظ فیاض احمد کھٹک)

سایہ پیرال

میرا بہترین دوست عرواز

پاشا، بڑا اور احمد آکاش، مجھے اہم جانتی ہے سب میرے بہترین دوست ہیں، ہر لمحہ اپنے پیار میرے کمال اور ایس ایم ایس سے مجھے یاد کرتے ہیں۔ (جنرل اکرم دینی - سسر آباد)

میرا بہترین دوست گلپڑہ کر مراد

اس کو میں نے تو امریکہ میں بھی دیکھا ہے اور وہ میری زندگی سے اور دو شہزادوں کی بھی دوستی ہے۔ (جنرل فیاض احمد کھٹک)

میرا بہترین دوست میرا بہترین

میرا ہے۔ کیوں کہ وہ میرا ہمراز ہے اور میں اس کے ساتھ اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتا ہوں اس کی وجہ سے کہ اس نے آج تک میری حوصلہ شکنی کبھی نہیں کی اور مشکل وقت میں میرا ساتھ بھی دیتا ہے۔ (حافظ فیاض احمد کھٹک)

رہتا ہے جب تک کہ سوئے اس کا چہرہ دکھوں میں نہ آتا ہے وہ مجھ سے دور رہتا ہے تو دل تڑپ اٹاتا ہے۔ (دیکھ ساہد کاش - خان پٹیل)

میرا بہترین دوست میرا بہترین

میرا ہے۔ کیوں کہ وہ میرا ہمراز ہے اور میں اس کے ساتھ اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتا ہوں اس کی وجہ سے کہ اس نے آج تک میری حوصلہ شکنی کبھی نہیں کی اور مشکل وقت میں میرا ساتھ بھی دیتا ہے۔ (حافظ فیاض احمد کھٹک)

میرا بہترین دوست میرا بہترین

میرا ہے۔ کیوں کہ وہ میرا ہمراز ہے اور میں اس کے ساتھ اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتا ہوں اس کی وجہ سے کہ اس نے آج تک میری حوصلہ شکنی کبھی نہیں کی اور مشکل وقت میں میرا ساتھ بھی دیتا ہے۔ (حافظ فیاض احمد کھٹک)

سایہ پیرال

میرا بہترین دوست عرواز

پاشا، بڑا اور احمد آکاش، مجھے اہم جانتی ہے سب میرے بہترین دوست ہیں، ہر لمحہ اپنے پیار میرے کمال اور ایس ایم ایس سے مجھے یاد کرتے ہیں۔ (جنرل اکرم دینی - سسر آباد)

میرا بہترین دوست گلپڑہ کر مراد

اس کو میں نے تو امریکہ میں بھی دیکھا ہے اور وہ میری زندگی سے اور دو شہزادوں کی بھی دوستی ہے۔ (جنرل فیاض احمد کھٹک)

میرا بہترین دوست میرا بہترین

میرا ہے۔ کیوں کہ وہ میرا ہمراز ہے اور میں اس کے ساتھ اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتا ہوں اس کی وجہ سے کہ اس نے آج تک میری حوصلہ شکنی کبھی نہیں کی اور مشکل وقت میں میرا ساتھ بھی دیتا ہے۔ (حافظ فیاض احمد کھٹک)

وقت خوش دیکھے - منظر علی بگٹی - ساہیوال

میرا بہترین دوست میرا بہترین

میرا ہے۔ کیوں کہ وہ میرا ہمراز ہے اور میں اس کے ساتھ اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتا ہوں اس کی وجہ سے کہ اس نے آج تک میری حوصلہ شکنی کبھی نہیں کی اور مشکل وقت میں میرا ساتھ بھی دیتا ہے۔ (حافظ فیاض احمد کھٹک)

میرا بہترین دوست میرا بہترین

میرا ہے۔ کیوں کہ وہ میرا ہمراز ہے اور میں اس کے ساتھ اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتا ہوں اس کی وجہ سے کہ اس نے آج تک میری حوصلہ شکنی کبھی نہیں کی اور مشکل وقت میں میرا ساتھ بھی دیتا ہے۔ (حافظ فیاض احمد کھٹک)

سایہ پیرال

میرا بہترین دوست عرواز

پاشا، بڑا اور احمد آکاش، مجھے اہم جانتی ہے سب میرے بہترین دوست ہیں، ہر لمحہ اپنے پیار میرے کمال اور ایس ایم ایس سے مجھے یاد کرتے ہیں۔ (جنرل اکرم دینی - سسر آباد)

میرا بہترین دوست گلپڑہ کر مراد

اس کو میں نے تو امریکہ میں بھی دیکھا ہے اور وہ میری زندگی سے اور دو شہزادوں کی بھی دوستی ہے۔ (جنرل فیاض احمد کھٹک)

میرا بہترین دوست میرا بہترین

میرا ہے۔ کیوں کہ وہ میرا ہمراز ہے اور میں اس کے ساتھ اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتا ہوں اس کی وجہ سے کہ اس نے آج تک میری حوصلہ شکنی کبھی نہیں کی اور مشکل وقت میں میرا ساتھ بھی دیتا ہے۔ (حافظ فیاض احمد کھٹک)

کیونکہ وہ بہت اچھا ہے اور میرا بہترین دوست ہے۔ (میراج خان - گرجک)

میرا بہترین دوست میرا بہترین

میرا ہے۔ کیوں کہ وہ میرا ہمراز ہے اور میں اس کے ساتھ اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتا ہوں اس کی وجہ سے کہ اس نے آج تک میری حوصلہ شکنی کبھی نہیں کی اور مشکل وقت میں میرا ساتھ بھی دیتا ہے۔ (حافظ فیاض احمد کھٹک)

میرا بہترین دوست میرا بہترین

میرا ہے۔ کیوں کہ وہ میرا ہمراز ہے اور میں اس کے ساتھ اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتا ہوں اس کی وجہ سے کہ اس نے آج تک میری حوصلہ شکنی کبھی نہیں کی اور مشکل وقت میں میرا ساتھ بھی دیتا ہے۔ (حافظ فیاض احمد کھٹک)

سایہ پیرال

میرا بہترین دوست عرواز

پاشا، بڑا اور احمد آکاش، مجھے اہم جانتی ہے سب میرے بہترین دوست ہیں، ہر لمحہ اپنے پیار میرے کمال اور ایس ایم ایس سے مجھے یاد کرتے ہیں۔ (جنرل اکرم دینی - سسر آباد)

میرا بہترین دوست گلپڑہ کر مراد

اس کو میں نے تو امریکہ میں بھی دیکھا ہے اور وہ میری زندگی سے اور دو شہزادوں کی بھی دوستی ہے۔ (جنرل فیاض احمد کھٹک)

میرا بہترین دوست میرا بہترین

میرا ہے۔ کیوں کہ وہ میرا ہمراز ہے اور میں اس کے ساتھ اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتا ہوں اس کی وجہ سے کہ اس نے آج تک میری حوصلہ شکنی کبھی نہیں کی اور مشکل وقت میں میرا ساتھ بھی دیتا ہے۔ (حافظ فیاض احمد کھٹک)

دیکھ سکتی ہم دونوں سے ایس جلدی
کام کیا ہے اور ایک اور دست کے
دوست بھی ہیں۔ (درد پر مہکنا۔
ماہر اف)

میرا بہترین دوست تمہ اقبال
پیک بھر 58 گپ بگپ ٹکڑا ہے۔
(نوٹاری۔ براہ پرو)

میرا بہترین دوست سبب الرحمن
زیی سائنس سے تعلق اس کے ذم
کبھی ختم نہیں ہوتے ہے پتہ نہیں
خالم سے اس کو ڈر رہیے جو ہر جی
دشمن اور دشمنی بھائی جان! (احسان
بی۔ بلورستانی)

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست حاضر سب میں ہے 11 میرا
بہترین دوست اس لئے ہے کہ اگر
مجھے کسی بھی قسم کی پریشانی کوئی مسئلہ
یا بچر کوئی تکلیف تو سبب میں اس
سے ہوتے ہیں۔ (انجلی ڈیل تو مہری جی
پریشانی اور ڈو جانی ہے۔ (احسان
بی۔ بلورستانی)

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست تپان اقبال ہے اور اس کے
کہ وہ میرا رام اور دوست ہے
ہر سب دوست کو سیکہ میں ہر بار کا شریک
داتا ہے میرا گھگھ کی کہیں کہنے داتا
میرا دوست ہر دول میرا ہے۔
(ذوالفقار علی سائول۔ سنگ وال)

میرا بہترین دوست صرف بہت
دوست ہیں جو میری بہترین
ہیں ایک نام بہت مشکل ہے گستا
کنی نہیں کہہ سکتے ہیں جس کو
آپ نے خیاں خود میرا بہترین

دوست ہوتا ہے۔ (مبارک الرحمن لہر۔
نمن لاجپا)

میرا بہترین دوست ادنا میں
صرف میرا ایک محبوب ہے جو کہ
مجھے بہت اچھا لگتا ہے بہت سے کہ
دو میری کسی بھی بات اور میرے کسی
بھی کام میں اسے لاپختہ نہیں کرتا اور

اگر مجھے کچھ دکھاتا دیتا ہے اسی کے وہ
میرا بہترین دوست ہے۔ (محمد
آفتاب شاہ۔ کوٹ لکھنؤ۔ کوٹ)

میرا بہترین دوست ایم اشفاق
بت فراز لارہ میکانی کے استاد
"ایک بڑا لڑکا" اچھا لڑکا اور نہ
کے ساتھ بہت اچھا انسان بھی ہے
اشفاق بھائی سے سوا کسی پریشان
باتیں کرنا کچھ نہیں کر سکتا ہی داتا
سے۔ (محمد خان شمس اللہ۔ دل)

میرا بہترین دوست سب سے
سب میرے بہترین دوست ہیں
میں اللہ کا شکر اور کرتا ہوں کہ اس
نے مجھے اچھے دوست ملنے دیے ہیں

وہ اسی بلکہ میرا بہترین دوست ہے
11 میری بہت بڑی باتیں کرتا ہے۔ (عابد
ریٹو۔ زنگ مغل)

میرا بہترین دوست میری
دوست میری بہترین ہیں
دوست ایسی ہی کچھ اور بھی ہے افا
نگلی کے مجھ پر بھروسہ نہیں اس

کے کسی اور کی باتوں میں آ کر مجھے
ہر ایک اس ادنا میں کسی پر بھروسہ
نہیں کرنا چاہتا۔ (راولپنڈی۔
میرا بہترین دوست)

دوست وہ ہیں جن کو دیکھ کر اور ہر
زندگی کی رہا ہے مجھے دکھا کرنے
والے لوگ اچھے لگتے ہیں میں کا ہر بار
کا: وہ لوگ بہت چارے ہوتے
ہیں۔ (سبب الرحمن زنگی۔ قادیان
شریف)

میرا بہترین دوست میرا سب سے
بہترین دوست سادہ ہے کیونکہ وہ ہر
مشکل اور دکھ سے سامنا کرتا ہے۔
اللہ تعالیٰ وہی کہ دعا قائم رکھے۔
(میران مہاسین۔ ناندول)

میرا بہترین دوست دلپے تو
میرے بہت سے دوست ہیں مگر
ایس میرا بہترین دوستوں میں سے
ایک ہے جس نے مجھ کو اچھا انسان
بننے میں میری مدد کی اور داتا ہے
میں ایسا ہی کسی سے نہیں ملتا۔ (میران
مہاسین۔ ناندول)

میرا بہترین دوست اللہ ہے
کیونکہ وہ ہر لمحہ میرے دل میں ہے
ہر سب۔ (انجو بی۔ سلی سلی سلی سلی
ہو اور بہترین حفاظت کرتا ہے۔ اور
سہرا فراتی بلکہ باتیں بھی ہے اور

سب سے بڑی بات یہ کہ وہ نے داتا
نہیں۔ (شیر علی۔ اٹالہ۔ کوٹ)

میرا بہترین دوست اچھا دوست
اور اس کی مثال اور اس کا تصور
کہ وہاں کی لکڑی میں شرمناک اور گندل
اٹنی میرے بہت اچھے دوست ہیں
"بہت بڑا بڑا" داتا ہے وہ ہے۔

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے
دوست میرا بہترین دوست ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے
دوست میرا بہترین دوست ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے
دوست میرا بہترین دوست ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے
دوست میرا بہترین دوست ہے

کلاس اللہ ہے ہم کچھ نہیں سے آئے
پڑھتے ہیں اور سب سے اچھا
اور بہترین دوست اس لئے ہے کہ
دو اور کچھ نہیں پڑھتا اور داتا
ہے۔ (مظہور اکبر۔ اٹالہ۔ کوٹ)

میرا بہترین دوست کرم کئی،
میرا بہترین دوست میرا بہترین
گھر اور خیرتی اور اور بلوچ جیو روکن
محمد بلوچ، مجید اور جانی، مبارک
عادونی، تھیں الرحمن اور الطاف
حسین ہیں اللہ ان سب کو فرخانی
رکھے اور داتا اور رکھے۔ (عابد
خلید اور بلوچ۔ راور اور جمالی)

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

اسلام چاہتے ہو میرے لئے لڑتی
تھارتہ قاتلے جو یا کرتا تھا۔ (عابد
خلید۔ راور۔ ساہیوال)

میرا بہترین دوست کوئی بھی
انہیں نیکہ اس دنیا میں ہر انسان
الہی ہے جب مقصد ہو اور جانا
تو یہ نہیں چھوڑ جاتی ہے جس میں ہم
کو روں چھوڑ جاتی ہے۔ (ادوان
علی۔ نیکل آرا)

میرا بہترین دوست دلپے تو بہت
ہیں لیکن جب دیکھ لو تو بلوچ کا
داتا ہے تو میں ایک بار اور دوتا
ہوں کہ اس کی دوستی میں سب بھی
انہیں ختم نہیں چھوڑ جاتی دوستی
کو سرخ سلام۔ (اکبر اور بلوچ۔
ادوان)

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

11 اور اسے امرا ہیں میری
دوڑگی کی تمام کیفیت سے اور واقف
ہیں اور ہر سب کو بہت اچھا لگتا
ہے اس کی محبت میرے دل کے
انداز اور انکی سے اللہ سے ہمیشہ خوش
رکھے۔ (ایم افضل کرمل۔ نیکل
صاحب)

میرا بہترین دوست ایک تو دوتا
صاحب آفت جانی برلی پور اور
اور سے: دوست مسعود صاحب آف
کلا میٹ بڑی اور ہیں جنہوں نے
اچھالنے میں میری بہت مدد کی اور
جو کچھ میرے تھیں اس میں کسی اللہ
پرستی میں دوڑگی سے میں سامنی کر
ان کا انسان اللہ دونوں گے۔ (میران
مہاسین۔ ناندول)

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

میرا بہترین دوست میرا بہترین
دوست میرا بہترین دوست ہے جو مجھے
حصلا میں لے گیا ہے اپنے اللہ
مجھے سمن آٹا ہے مجھے اپنے سے چار
پہلو سے داتا ہے وہی مخلص ہے

آج ہی جراب عرض ملا جس میں جناب شیخ شہزاد عالمگیر صاحب کی دعوت کا کرنا اور بہت خوش روغ اور گہرا صدقہ ہوا ہے، اہم آپ کے اس مسدوس مہارے کے ٹریک میں۔ جادی رب العزت کی یادگار میں دعا ہے اللہ تعالیٰ علی جناب شہزاد عالمگیر صاحب کو جنت الفردوس میں اپنی مقام طہارت فرمائے اور آپ جملہ سواروں کو نامہ ان خاصوں آپ کی مسرور علی اور ان کا صحت کا نگہ برداشت کرنے کی صحت عطا فرمائے۔ ہم آپ کے اس بہت بڑے اور دکھ میں ہمیں کہہ کر ٹریک میں۔ جادی دروہاد اللہ ایک کے حضور دعا ہے اللہ پاک انہیں اپنی جادو رحمت میں جو کعبہ فرمائے۔ شہزاد صاحب بہت دگر دروہاد والے نکھ انسان تھے شہزاد انجمن صاحب ب ان کے لئے بہت مہمانی کر سکتے ہیں اس کے سوا اور کسی جادو نہیں ہے۔ جادی پھر بھی ان کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں ابدی سکون نصیب فرمائے۔

شہزاد عالمگیر صاحب کو یاد دلاتی ہے رحمت فرمائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں اپنی مقام عطا فرمادے ان کے گھر والوں کو مسرور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دیگر جراب عرض بہت اچھا ہے۔ کہاں سے میرے بہت اچھے دوست مجید احمد جانی دوست نے ڈوبی، چند لمبے وقت کے اکثر تھانے میں تھناتھے، کچھ بھول پاؤں گا تھانے جو پوری دولت کی ہوں آندہ والے لپٹا کر اور دینی اتھکا دسین ساتھی کو اچھا لگتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے فرلوں میں شہزاد سلاطین ایک، اور دینی تاج افضل جرادو دینی سہ دوستوں نے اچھا لگتا ہے۔ تھانے دھاکس آپ جی بار جراب عرض میں نظر میں آندی۔ بہت کھساکر۔

26 نومبر کو شہزاد عالمگیر صاحب نے دعوت کی اور جنت میں اپنی مقام عطا فرمائے۔ ان کے گھر والوں کو مسرور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دیگر جراب عرض بہت اچھا ہے۔ کہاں سے میرے بہت اچھے دوست مجید احمد جانی دوست نے ڈوبی، چند لمبے وقت کے اکثر تھانے میں تھناتھے، کچھ بھول پاؤں گا تھانے جو پوری دولت کی ہوں آندہ والے لپٹا کر اور دینی اتھکا دسین ساتھی کو اچھا لگتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے فرلوں میں شہزاد سلاطین ایک، اور دینی تاج افضل جرادو دینی سہ دوستوں نے اچھا لگتا ہے۔ تھانے دھاکس آپ جی بار جراب عرض میں نظر میں آندی۔ بہت کھساکر۔

26 نومبر کو شہزاد عالمگیر صاحب نے دعوت کی اور جنت میں اپنی مقام عطا فرمائے۔ ان کے گھر والوں کو مسرور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دیگر جراب عرض بہت اچھا ہے۔ کہاں سے میرے بہت اچھے دوست مجید احمد جانی دوست نے ڈوبی، چند لمبے وقت کے اکثر تھانے میں تھناتھے، کچھ بھول پاؤں گا تھانے جو پوری دولت کی ہوں آندہ والے لپٹا کر اور دینی اتھکا دسین ساتھی کو اچھا لگتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے فرلوں میں شہزاد سلاطین ایک، اور دینی تاج افضل جرادو دینی سہ دوستوں نے اچھا لگتا ہے۔ تھانے دھاکس آپ جی بار جراب عرض میں نظر میں آندی۔ بہت کھساکر۔

26 نومبر کو شہزاد عالمگیر صاحب نے دعوت کی اور جنت میں اپنی مقام عطا فرمائے۔ ان کے گھر والوں کو مسرور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دیگر جراب عرض بہت اچھا ہے۔ کہاں سے میرے بہت اچھے دوست مجید احمد جانی دوست نے ڈوبی، چند لمبے وقت کے اکثر تھانے میں تھناتھے، کچھ بھول پاؤں گا تھانے جو پوری دولت کی ہوں آندہ والے لپٹا کر اور دینی اتھکا دسین ساتھی کو اچھا لگتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے فرلوں میں شہزاد سلاطین ایک، اور دینی تاج افضل جرادو دینی سہ دوستوں نے اچھا لگتا ہے۔ تھانے دھاکس آپ جی بار جراب عرض میں نظر میں آندی۔ بہت کھساکر۔

ہے اس کی سیر بی بی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی مدد کو بخشنے اور انہیں جنت میں گھر دے۔ کیونکہ بہت ذمہ دار انسان تھے اور لوگوں کے نگہ برداشت ٹریک ہونے والے انسان اپنے لیے انسان بنائیں بہت کم ہوتے ہیں۔ جو لوگوں کے دکھ اور احساس رکھتے تھے لیکن بی بی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی جنتی انوران کے تمام شہزادوں کو مسرور برداشت کرنے کی ہمت دے اور ان کے اس کام کو باہمی ہمت کے ساتھ ہی سہجی ہمت سے ہر ایک ایک دوسرے سے اچھی کی اس کے بعد ملازموں کی شامی بھی بہت کامیابی کی سب کی بہت اچھی شامی کی سب نے جراب عرض کو جاری کیا اور دیکھے تھے اور سہ شامیوں نے بہت محنت کی کی اور شامیوں میں تمام جراب عرض پڑھنے والے دوستوں کو سلام۔

26 نومبر کو شہزاد عالمگیر صاحب نے دعوت کی اور جنت میں اپنی مقام عطا فرمائے۔ ان کے گھر والوں کو مسرور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دیگر جراب عرض بہت اچھا ہے۔ کہاں سے میرے بہت اچھے دوست مجید احمد جانی دوست نے ڈوبی، چند لمبے وقت کے اکثر تھانے میں تھناتھے، کچھ بھول پاؤں گا تھانے جو پوری دولت کی ہوں آندہ والے لپٹا کر اور دینی اتھکا دسین ساتھی کو اچھا لگتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے فرلوں میں شہزاد سلاطین ایک، اور دینی تاج افضل جرادو دینی سہ دوستوں نے اچھا لگتا ہے۔ تھانے دھاکس آپ جی بار جراب عرض میں نظر میں آندی۔ بہت کھساکر۔

26 نومبر کو شہزاد عالمگیر صاحب نے دعوت کی اور جنت میں اپنی مقام عطا فرمائے۔ ان کے گھر والوں کو مسرور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دیگر جراب عرض بہت اچھا ہے۔ کہاں سے میرے بہت اچھے دوست مجید احمد جانی دوست نے ڈوبی، چند لمبے وقت کے اکثر تھانے میں تھناتھے، کچھ بھول پاؤں گا تھانے جو پوری دولت کی ہوں آندہ والے لپٹا کر اور دینی اتھکا دسین ساتھی کو اچھا لگتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے فرلوں میں شہزاد سلاطین ایک، اور دینی تاج افضل جرادو دینی سہ دوستوں نے اچھا لگتا ہے۔ تھانے دھاکس آپ جی بار جراب عرض میں نظر میں آندی۔ بہت کھساکر۔

26 نومبر کو شہزاد عالمگیر صاحب نے دعوت کی اور جنت میں اپنی مقام عطا فرمائے۔ ان کے گھر والوں کو مسرور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دیگر جراب عرض بہت اچھا ہے۔ کہاں سے میرے بہت اچھے دوست مجید احمد جانی دوست نے ڈوبی، چند لمبے وقت کے اکثر تھانے میں تھناتھے، کچھ بھول پاؤں گا تھانے جو پوری دولت کی ہوں آندہ والے لپٹا کر اور دینی اتھکا دسین ساتھی کو اچھا لگتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے فرلوں میں شہزاد سلاطین ایک، اور دینی تاج افضل جرادو دینی سہ دوستوں نے اچھا لگتا ہے۔ تھانے دھاکس آپ جی بار جراب عرض میں نظر میں آندی۔ بہت کھساکر۔

26 نومبر کو شہزاد عالمگیر صاحب نے دعوت کی اور جنت میں اپنی مقام عطا فرمائے۔ ان کے گھر والوں کو مسرور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دیگر جراب عرض بہت اچھا ہے۔ کہاں سے میرے بہت اچھے دوست مجید احمد جانی دوست نے ڈوبی، چند لمبے وقت کے اکثر تھانے میں تھناتھے، کچھ بھول پاؤں گا تھانے جو پوری دولت کی ہوں آندہ والے لپٹا کر اور دینی اتھکا دسین ساتھی کو اچھا لگتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے فرلوں میں شہزاد سلاطین ایک، اور دینی تاج افضل جرادو دینی سہ دوستوں نے اچھا لگتا ہے۔ تھانے دھاکس آپ جی بار جراب عرض میں نظر میں آندی۔ بہت کھساکر۔

ملقات ہر ماہ شاہجی کہا کریں گا، ماہیاری کے ساتھ ذون خبر بھی شائع کیا کریں۔ یکجا ہم سارے کی جان ہوتے۔

۱۰۔ ماہ جونہی 2012ء کی اول شہر جلد ہی بھی گامب ہے۔ پیلے شجر منہ جہاں چھ لڑے شہزادہ صاحب کی تصویر

دیکھ کر دل کو کھٹکھٹاؤ لانا قسطنطنیہ پاکر باہمی اولی شہزادہ صاحب ساری زندگی گزارا، عوام شکر کا دل میں چھوٹے کوئیں سے گا۔

کہاں میں دوسرے لوٹتے جاتا ہے سن رہا رکھ کر نئی اور شفق جو ہم سے نڈھٹ گیا انکار حسین زادیا اولی، ظاہر کی بہت

منازبہ تھا، اس کے علاوہ ان کے چہرہ کا گلاب جیسا منہ، کتو چوکی بہت کے بار بار ہی اسے آدرا حلیہ لیا، آدرا کی کہاں کہاں پسند

آئی۔ بڑے سے کے بعد اسے آدرا حلیہ کی کہاں بڑے سے لیا، پیلے شجر کا آگے آدرا بہت اچھا شخص ہیں۔ انہوں نے

ہوئے شاعر میں کتو رکھ کر، جمشاد خان، عوامی جانا حیدر اور مکتبہ ناز، شہنشاہ مولوی کا انتخاب پیلے آدرا۔ خاندان پیلے شجر اور اشعار

کلمہ سب کو بہت اچھے سے ہے، ہر ماہ شاہجی صاحب کو مبارک ہو۔

۱۱۔ ماہ جونہی ہر ماہ شاہجی صاحب سے سب سے پیلے شجر اور عالمگیر کی تصویر سیکھی ہے، آدرا کھوں میں آدرا کتو ہے، جیرو

ایک تصویر جیرو سے دوکل جاوے اور ہر ماہج کر کے تھے وہ آج ہادی ادراس کا حصہ بن چکا ہے، میں دیکھ کر تاروں اند

میں اس کو بہت میں اچھا ستام حاصل ہوا، اس کے بعد اولی میں مکتبہ ناز اور اس کے بعد کہاں کہاں پڑھیں جو بہت اچھی

تھی۔ میں ان ساروں کو مبارک کہیں کہیں کرتا ہوں اور اس کے بعد نہیں پڑھیں جو بہت اچھی تھی۔ شاعری بھی بہت اچھی

تھی اور ان خبریں پڑھا کہ بہت اچھے ہوا، اس کے بعد میں اپنے دو شوقوں کو ملے سال کی ساہا باہر پڑھیں کہتا ہوں۔

۱۲۔ ماہ جونہی ہر ماہ شاہجی صاحب سے سب سے پیلے شجر اور عالمگیر صاحب جو اب میں ہے۔ تھے اور تھے اور کئی اختلاف کے

ساتھ جاب عرض دہانی پہلے سے لڑا جاب ہے، شجر منہ جہاں اچھا عالمگیر صاحب جو اب عرض میں آئے، پیلے شجر کو

ہیں، شہزادہ صاحب سے نام سے رفتہ نہیں البتہ جاب عرض کے بہت سامنے کافی برے نام سے واقف نہ تھے

ہیں۔ عوامیاریات کے بعد جاب عرض کے چند حالات میں جیرو جاب میں۔ جاب عرض کے لئے کوئی نئی سونڈر کر رہا

ان دنوں کچھ جاب عرض کے لئے لکھنے کے لئے خود کو چار کر رہا ہوں، آپ سے بہت اچھا کہ جو جاب سے کا کلام کر گیا

میرے خیال میں تھی لکھو ہے اور میری زندگی کا جانا دیکھو، میرے کو کلمہ اور دیکھ دیکھ، انہماں جیرو میں سے نوٹ کی ہے

آپ سے شاعریوں کا کلام کتنا خوب تھا، اگر دیکھنا چاہتے تھے، ہوں شاعریوں میں اور ماہ میں تھے جن کو شاعری کا کالم ہے

کا بھی چند کس تھا، جیرو سے انہماں سپرد، میں شاعری شاعری کا کالم ہے کہ میں کا نام بھی لکھ دیا کریں اور جاب سے

طور پر انتخاب کے طور پر اپنا نام دیکھ کر میں تاکہ سے شعرا اور اصحاب کے صفیات کو کلمہ بھی لکھ سکیں۔ جاوے جاب سے

دوستوں کو سلام کیوں کرتا ہوں۔

۱۳۔ ماہ جونہی کا کتا ہوا میرے پاس ہے اور میں سوچا ہے وہی دل کہاں سے لکھا شروع کروں۔ جاب عرض اپنی

تصویر لکھ آپ سے جس بات سے مجھے لکھنے کے لئے مجھ پر ہے، وہ جاب شجر منہ شجر اور عالمگیر کی موت کے جس میں کسی

تھی کھل سکتی، شہزادہ صاحب کو بہت سن سدا کی، اختلافی تھے وہاں کوئی لکھنے لکھنے شہزادہ صاحب کو کہتے کہ

جنت فیض ہے، شہزادہ صاحب کو بہت سن سدا کی، اختلافی تھے وہاں کوئی لکھنے لکھنے شہزادہ صاحب کو کہتے کہ

کی طرف سب سے سلی کی بھی رسالہ میرے سے پیلے شجر اور عالمگیر شائع ضرور کرنا۔ داستان جنوں شہزادہ صاحب ہادی

آپ کی کہاں آئی، دیکھی کی میں سوئیں کہ میں اس سے بہت حق تو اچھا تھا، ان کی بھی کہاں میں سے زندگی میں نہیں پڑھی۔ ہادی

آپ کو بہت بہت مبارک ہوا، ان کی بھی لکھنے کے لئے پہلے آدرا ہو سکتا، مٹ صاحب کیا کہاں ہی نہ خود کروا گیا۔

کیا اور اس تھاں میں آئی آپ کو مبارک اپنی اچھی کہاں لکھتے۔

۱۴۔ ماہ جونہی 2012ء کا شہزادہ صاحب کی اول شہزادہ صاحب سے ہاں سے اس میں میری سوری وعدہ فوٹو جاتا

سے کو کٹائی کرنے کا شجر ہے۔ جو آپ کے پاس میری سوریوں میں ان کی بھی شائع کریں، اسے آدرا حلیہ لیا، آدرا کی

آدرا باہمی آدرا حلیہ بہت کے اس بار بہت ہی ناماوری آپ کے بہت میں سوری لکھنے پر مبارکباد ہاں پیلے شجر کی نہ

کوئی خبری سوری اور شاعر کو شکر ہو، کتو رکھ کر میں پیلے شجر کا آگے آدرا بہت اچھا شخص ہیں اور بہت پسند ہیں۔

کھوں خاندان شجر منہ جیرو آدرا کی بہت سے سالیوں میں پیلے شجر کا آگے آدرا بہت اچھا شخص ہیں اور بہت پسند ہیں۔

۱۵۔ ماہ جونہی ہر ماہ شاہجی صاحب سے سب سے پیلے شجر اور عالمگیر صاحب جو اب میں ہے۔ آدرا کھوں میں آدرا کتو ہے، جیرو

ایک تصویر جیرو سے دوکل جاوے اور ہر ماہج کر کے تھے وہ آج ہادی ادراس کا حصہ بن چکا ہے، میں دیکھ کر تاروں اند

میں اس کو بہت میں اچھا ستام حاصل ہوا، اس کے بعد اولی میں مکتبہ ناز اور اس کے بعد کہاں کہاں پڑھیں جو بہت اچھی

تھی۔ میں ان ساروں کو مبارک کہیں کہیں کرتا ہوں اور اس کے بعد نہیں پڑھیں جو بہت اچھی تھی۔ شاعری بھی بہت اچھی

تھی اور ان خبریں پڑھا کہ بہت اچھے ہوا، اس کے بعد میں اپنے دو شوقوں کو ملے سال کی ساہا باہر پڑھیں کہتا ہوں۔

۱۶۔ ماہ جونہی 2012ء کی اول شہزادہ صاحب سے ہاں سے اس میں میری سوری وعدہ فوٹو جاتا

سے کو کٹائی کرنے کا شجر ہے۔ جو آپ کے پاس میری سوریوں میں ان کی بھی شائع کریں، اسے آدرا حلیہ لیا، آدرا کی

آدرا باہمی آدرا حلیہ بہت کے اس بار بہت ہی ناماوری آپ کے بہت میں سوری لکھنے پر مبارکباد ہاں پیلے شجر کی نہ

کوئی خبری سوری اور شاعر کو شکر ہو، کتو رکھ کر میں پیلے شجر کا آگے آدرا بہت اچھا شخص ہیں اور بہت پسند ہیں۔

کھوں خاندان شجر منہ جیرو آدرا کی بہت سے سالیوں میں پیلے شجر کا آگے آدرا بہت اچھا شخص ہیں اور بہت پسند ہیں۔

۱۷۔ ماہ جونہی ہر ماہ شاہجی صاحب سے سب سے پیلے شجر اور عالمگیر صاحب جو اب میں ہے۔ آدرا کھوں میں آدرا کتو ہے، جیرو

ایک تصویر جیرو سے دوکل جاوے اور ہر ماہج کر کے تھے وہ آج ہادی ادراس کا حصہ بن چکا ہے، میں دیکھ کر تاروں اند

میں اس کو بہت میں اچھا ستام حاصل ہوا، اس کے بعد اولی میں مکتبہ ناز اور اس کے بعد کہاں کہاں پڑھیں جو بہت اچھی

تھی۔ میں ان ساروں کو مبارک کہیں کہیں کرتا ہوں اور اس کے بعد نہیں پڑھیں جو بہت اچھی تھی۔ شاعری بھی بہت اچھی

تھی اور ان خبریں پڑھا کہ بہت اچھے ہوا، اس کے بعد میں اپنے دو شوقوں کو ملے سال کی ساہا باہر پڑھیں کہتا ہوں۔

۱۸۔ ماہ جونہی 2012ء کی اول شہزادہ صاحب سے ہاں سے اس میں میری سوری وعدہ فوٹو جاتا

سے کو کٹائی کرنے کا شجر ہے۔ جو آپ کے پاس میری سوریوں میں ان کی بھی شائع کریں، اسے آدرا حلیہ لیا، آدرا کی

آدرا باہمی آدرا حلیہ بہت کے اس بار بہت ہی ناماوری آپ کے بہت میں سوری لکھنے پر مبارکباد ہاں پیلے شجر کی نہ

کوئی خبری سوری اور شاعر کو شکر ہو، کتو رکھ کر میں پیلے شجر کا آگے آدرا بہت اچھا شخص ہیں اور بہت پسند ہیں۔

جواب مرض

بہترین کتابت میں شہرہ آفاق ڈاکٹر نسیم ارسل کر دیں

نام	شہر	فون نمبر
مرد یا عورت		
تھکن پتہ		



کوین

غم کے بعد خوشی پاتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟

”جواب مرض“ میں آپ اس کا نام میں ”غم کے بعد خوشی پاتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟“ سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ آپ کی رائے ہم ”جواب مرض“ میں شائع کر دیں گے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کا نام میں اور مسائل کر دیں۔

پوری رائے میں

طبلہ لا جواب اور خوبصورت ہیں۔ جواب مرض اصل میں ہم سب کا رنگین کیا آواز ہے۔ جہاں ہر ایک کی آواز کو ہم دہی جانی ہے جو طنزوں کی صورت میں گہمی ہوتی ہے اور اسے علاج ہے گہمی۔

جہاں صاحب میں کہہ فرمائیں آپ کی گہمی میں ہنسی ہے ہاں ان کو شائع کرنا میں طبلے کی کافی کہانیاں اور فرمائیں ہنسی کا وہاں ان میں سے کہہ فرمائیں شائع ہے آپ کی گہمی میں کہہ سکتی ہیں جواب مرض میں شائع کر دے ہیں۔
 ذرا انتظار ہم سماں جھنوں

مر میں ایک وقت ایک میں اسے ایک دوست کے پاس کہا جس کا نام نکاس احمد ہے۔ وہاں مجھے جواب مرض پر اعتراض آیا میں اسے کھلا اور بڑھنے کی فرمائیں ہاں مجھے ان کا مزہ آ کر میں بتا سکتا تھا۔ اسی دور سے جواب مرض نے مجھے کلمے پر مجبور کر دیا۔ یہ میری گہمی اور سامنے میں کہی کو شش ہے۔ امید ہے مجھے بھی آپ اپنا گہمی میں گہمی ہی کہہ سکتے ہیں۔

ظلام ہم۔ کواں فرمائیں

جواب مرض میں آپ میرے اشتہار بہت کم شائع کرتے ہیں۔ شہزادہ عالمگیر صاحب آپ میرے گہمی شائع نہیں کرتے کیوں کیا ہے؟ آپ کا ذہنی سونے دل میں مجھ کو نکال گا دی ہے۔ جواب مرض کا بڑی سے گہمی سے انتظار ہر اور ہوتا ہے۔ عالمگیر صاحب آپ نے آج تک میری فرمائیں ایک ایک شائع نہیں کی۔ اسے آواز ملے اپنی آپ کی کہانی میں آئی کہا ہے؟ فرمائیں وہ جواب میں آپ کی گہمی کہانی میں آئی کہا ہے؟

عالمگیر صاحب SK گول۔ جواب کو کلمے

میں جواب مرض کی سادہ اور رائے میں آج تک وہ طبلہ اور کلمے میں گہمی کرتی ہوں۔ عالمگیر صاحب آپ کا ذہنی سونے بہت چمکند ہے۔ شہزادہ عالمگیر صاحب اسے شائع کر کے شہرہ آفاق کریں۔ میں جواب مرض میں بہت مسائل سے ٹھنک رہی ہوں مجھے کہانیاں میں لگتی ہے آواز ملے کہانیاں بہت چمکند ہیں۔ جواب مرض پڑھنے والے لکھنے والے کو ہم اسلام قبول

کلام گول۔ شہر کا کہانی

بہتر آفری خط اور آفری کو پڑھیں ہر ایک میں ایک سال کے لئے جواب مرض پڑھنا اور کلمہ چھوڑ رہا ہوں اگر زندگی میں سوچ دو اور سوچنے سے دل کی خوشی دو بار کھولیں۔ دل کو نہیں کرتا اسے چھوڑنے کو کوئی وقت بھرتی ہے اس لئے چھوڑنا نہیں پڑے گا تمام جواب مرض کی ہم اور شہزادہ عالمگیر صاحب کا شکر گزار ہوں کہ ان میں نے میری حوصلہ افزائی کی اور جواب مرض میں چمکدی۔ آفری میں سب دوستوں کے لئے اور جواب مرض کے لئے دعاگو۔

سید اطہر حسین شاہ۔ بھر آواز شہر

دیکھ شہادت کی جہاد دیکھ روحی نہیں میری غیر حاضر کی رہی۔ شہزادہ ملی بہت دکھ ہوا لیکن آئندہ ظلمی نہ کرنے کا نہلے کیا۔ شہزادہ جواب مرض کی مثال ایک چشمہ کی مانند ہے جو لوگوں کی جانیں بچانے میں سرگرداں ہے۔ شہزادہ کی آپ سے ہر سوال رہے کہ سب سے پہلا جواب مرض میں کہہ سکتے ہیں ہاں مجھے امید ہے کہ آپ میرے اس سوال کا جواب فرمائیں گے۔ اس کے علاوہ آپ جواب مرض میں سپردوش اور کلموں کے ہر ذہن انکو پڑھ سکتے ہیں۔ اس سے جواب مرض کے ہر رنگ میں بہت شہادت سے اضافہ ہوگا۔

۱۴۸۔ ساتھی بھائی آپ کی کہانی اچھی لگی تھی کہ تعاقب کئی آپ کی کہانی بہت بہت سچی۔ ناز شاہزادہ آپ نے بہت کہانیاں لکھی ہیں لیکن ازبچہ اچھا لکھا مشورہ کرن ہاتھ کی لکیر میں آج بھی کہانیاں لکھ کر مشورہ کرن آپ کی شاعری کیا کیا بات ہے۔ شاہزہ چوہدری کیا کہانی تھی آپ کی۔ آصف دار لکھنؤ بیہوش سنوڑی تھی۔

۱۴۹۔ جناب آج کل آپ میری فزائیس وغیرہ اور تجزیوں وغیرہ بہت کم شائع کرتے ہیں کہ ان کی نقل بھی ہونگی ہے مجھ سے اور جناب حالی جو کچھ ان کا لکھا آئی کہ وہ لکھتے ہیں انھوں نے عاشر صاحب اس دریا میں نہیں رہے کہ ان کے ہات سے نکلا ہے بچہ کو تو جین آج سے تقریباً چار سو پچھلے سے لوگ کچھ کہائیں کر کے پختے ہیں اور آج میں یہ کھٹکھٹا گھر ہوں کھر میرے دل کو اٹھانے کی عین تھیں اور آج۔ بیکس سرسری تقریر کو شائع کر دیں میری بھائی، ہونگی اور میری طرف سے جناب عرض کے سب کا آئینہ اور پوری شرم کو سلام۔

۱۵۰۔ ام ایف ان احوال میں تقریباً دس سال سے جواب عرض کا ہر ماہ باقاعدگی سے مطالعہ کرتا آ رہا ہوں لیکن اب تک کبھی کوئی نزل یا شعر لکھ کر نہیں بھیجا ہے آپ کو تکلیف نہیں ہے اب ہنسی پار ہو کر کون کون کھڑے ہوں اس پر ہے کہ آپ انہیں جواب عرض کی زینت بنا لیں گے اور اس باہر کی حوصلہ افزائی کریں گے آپ تک بہت میری بھائی ہونگی۔ اللہ تعالیٰ اس کا اہم ہے کہ دن کی رات چنگی ترنی رہے۔

۱۵۱۔ جواب عرض دل کی آواز ہے اس کی ہر کہانی بلا جواب ہے جن کہانیاں نے بہت زیادہ متاثر کیا ہے وہ مطالعہ کیا، وعدہ و قیامت جاتا ہے۔ سٹیاب کی کہانی اور نگ وہی نہیں بہت پسند آئیں۔ ہائی سٹی کہانیاں اچھی نہیں لگتے اور اور خصوصاً شائع کرنے والوں کا شکریہ۔

۱۵۲۔ اہم بیعتب اور اہم۔ چہ آسین شاہ

۱۵۳۔ اہم بار جواب عرض اٹھائیں فریور کو سلام اور صاحب کی رفاقت کی خبر پر دل کھینچ گیا لیکن جو دریا میں کیا ہے اسے جانتا ہے خدا تعالیٰ وہ اسے اپنے صاحب کو جنت میں بھی مقام عطا فرمائے اور میری دعا ہے خدا تعالیٰ ان کی عمر پوری اپنی رمتوں کا نازل فرمائے اور جواب عرض کے ہائز میں ہر ماہ کو نزل صاحب کے لئے دعا گو ہوں کہ خدا انہیں جلد صحت یاب فرمائے۔

۱۵۴۔ صاحب نظر بھائی۔ گوچرہ

۱۵۵۔ اس ماہ وہ اب عرض لکھے بہت دور سے ملاوڑی کو رانی کرنی شروع کر دی لیکن میری فزائیس میں جس میں بھائی صاحب اس بار مجھے امید ہے کہ یہی فزائیس اور بھینس مشورہ شائع ہوں گی اس کے بعد کہانی تمہارا کتاب جیسا شاہ بہت اچھی لگی اس کے علاوہ مشورہ کرن صاحب کی فزائیس بھی اچھی لگیں۔ اس کے علاوہ سب کہاں ہیں ابھی نہیں۔ اس کے بعد دوست چوہدری الطاف حسین رنگی کا بہت شکر گزار ہوں جس چیز کا انہوں نے مجھ پر احسان کیا۔

۱۵۶۔ سلام عباس دوتی۔ مجھ پر مدد یوں

کوچہ ملاقات کیلئے

اور اس میں قابل فہم ہے۔ کوچہ کے ساتھ کسی قسم کی اور کسی اور سنگت رسالہ منکر ہیں
 اس کے لیے آپ کا تعارف سامع نہیں کیا جائے۔

جواب عرض

اس کو پتہ نہ تھا
 مکمل پتہ

اس کو پتہ نہ تھا
 اپنی ایک حد نہیں
 دراصل کوئی نام شائع
 کرنا ہے۔ لطف۔

مجھے گھوٹے

ماں سے پیار کا اظہار

جواب عرض اس کا نام ہے آپ نے دوستوں سے
 شکر کرتے ہیں یہی کوئی کاٹ کر میں اور سال کر رہی۔

جواب عرض اس کا نام ہے آپ نے دوستوں سے
 شکر کرتے ہیں یہی کوئی کاٹ کر میں اور سال کر رہی۔

کون سا
جواب

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے پیغام ہے، اس کا نام و مقام

نام _____

شہر _____

پیغام (شعری عمل نما)

نام _____

شہر _____

بھیجنے والے کا نام و مقام



کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟

کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟ اس سوال کے تحت آپ اپنی دوستی کے بارے میں لکھیں گے۔

واقعی ایک اچھے دوست نہیں کہہ سکتے۔ مرد و عورت صرف اپنے لڑکوں سے دوستی کے بارے میں لکھیں۔

مرد لڑکیوں کے بارے میں نہ لکھیں اور لڑکیاں مرد لڑکیوں کے بارے میں لکھ سکتی ہیں۔

میں واقعی ایک اچھا دوست
